المہند علی المفند

یعنی

عقائدِ علماءِ اہلِ سنت دیوبند رحمہم اللہ

تالیف

فخر المحدثین حضرۃ مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز

المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

از

حضرۃ مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی مدظلہم

مع

تصدیقاتِ قدیمہ وجدیدہ

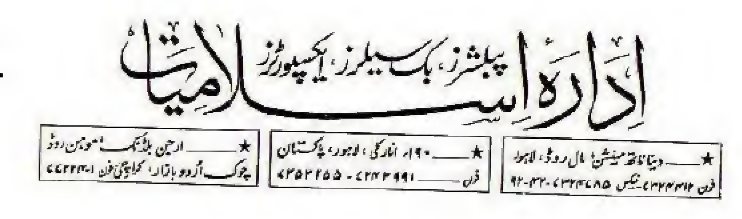
ادارہ اسلامیات ۱۹۰ - انارکلی لاہور

پہلی بار عکسی طباعت : رجب ۱۴۰۴ھ ، اپریل ۱۹۸۴ء

باہتمام : اشرف برادران سلمہم الرحمٰن

مطبع :

قیمت گلیز کاغذ :



ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات، ۱۹۰، انارکلی، لاہور ۲

ادارۃ المعارف دار العلوم، کراچی ۱۴

دار الاشاعت، اُردو بازار، کراچی ۱

مکتبہ دار العلوم، دار العلوم، کراچی ۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

عرضِ ناشر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریمؐ۔ امابعد !

"المہنّد علی المفنّد" فخر المحدثین قطب الواصلین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدّث سہارنپوری قدس اللہ سرّہٗ کی وہ مشہور تصنیف ہے۔ جس میں بعض متعصّب گمراہ لوگوں کے مکروہ پروپیگنڈے کا جواب دیتے ہوئے، اہلِ سنت والجماعت کے اُن مسلمہ عقائد کو پیش کیا گیا ہے۔ جن کو پوری اُمت کے محقق علماء ہمیشہ سے مانتے چلے آئے ہیں اور اب علماء دیوبند رحمہم اللہ بھی اُسی کے حامل ہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے علماء دیوبند (اللہ تعالیٰ ان پر خاص رحمتیں نازل فرمائے) کو اس دور میں یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ وہ افراط و تفریط کے گرد و غبار میں اہلِ سُنت والجماعت کے عقائد پر مضبوطی سے قائم رہے ہیں، اس سلسلہ میں جمہور علماء کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے نہ انہیں کبھی جھجک محسوس ہوئی نہ ملامت کے خوف سے کبھی اُن کی آواز پست ہوئی ہے، وہ ہر دور میں صراطِ مستقیم پر گامزن رہے ہیں، اُن کے یہاں عقائد کی سختی، روایتِ حدیث پر نظر، جمہور کے مسلک کی حفاظت، فقہ کی رنگارنگی اور تصوّف کا سوز و گداز اس خوبصورت تناسب کے ساتھ ملتا ہے کہ جس سے دین کے کسی شعبہ کی حق تلفی نہیں ہوتی اور دین کی ہر بات برمحل اور تبہات سے بالاتر نظر آتی ہے۔ (رزقنا اللہ اتباعہم)

اس صراطِ مستقیم پر جو قرآن و حدیث کی نصوص اور مزاج و مذاق کے عین مطابق

ہے اور جس پر یہ علماءِ حقانیین گامزن ہیں، گاہے بگاہے افراط و تفریط کی ظلمتیں نمودار ہو کر آثارِ منزل کو دھندلا کر دیتی ہیں، مگر خدام اہل سنت والجماعت اپنے قول و فعل اور تحریر و تقریر سے یہ گرد و غبار صاف کر کے عامۃ المسلمین کے لئے راہِ حق واضح کرتے رہے ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ہے، جو آپ کے سامنے پیش ہے۔ جس سے اہل سنت والجماعت کے عقائد کا علم ہوتا ہے۔

مزید افادہ کیلئے ہم نے اس کتاب "المہنّد علی المفنّد" کے آخر میں مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی صاحب مدظلہم کا رسالہ "عقائد اہل السنت والجماعت" شامل کر دیا ہے۔ جو درحقیقت "المہند" کا خلاصہ ہے اور اس کے آخر میں موجودہ دور کے علماء کرام کی تصدیقات بھی ثبت ہیں۔

اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے علم و عمل کے ہر میدان میں ہمیں سنت رسول اللہ ﷺ پر قائم رہنے، جماعتِ صحابہؓ کا دامن تھامے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان اور حسنِ عمل پر خاتمہ نصیب فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

فہرست عنوانات

جدید تصدیقات از اکابر علمائے دیوبند دامت برکاتہم العالیہ



تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی "حسام الحرمین" کا جواب
خود علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً
کے قلم سے

المہند علی المفند

— معروف بہ —

التصدیقات لدفع التلبیسات

— تسمیہ مترجم —

ماضی الشفرتین
علیٰ
خادع اہل الحرمین

جس سے جماعت حقہ دیوبند کے عقائد و خیالات کی تائید و توثیق ہو کر دنیا بھر کے علماء کی مہر تصدیق ثبت ہو چکی

اِدارۂ اسلامیات لاہور

اکابرِ دار العلوم کا اجمالی تعارف

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفائے کاملین نے گیارھویں صدی ہجری میں اور بارھویں صدی میں امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے خاندانِ سعادت نشان نے متحدہ ہندوستان میں توفیقِ ایزدی علم و عرفان اور شریعت و طریقت کی جو قندیلیں روشن کیں۔ انہی انوارِ ہدایت سے تیرھویں صدی کے اواخر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے وارثین کاملین حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ[1] بانیٔ دار العلوم دیوبند اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ[2] نے عالمِ اسلام کو منور فرمایا۔ یہ دونوں بزرگ کمالاتِ شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ سرورِ کائنات محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت ان کے قلوب و اجسام پر محیط تھی۔ توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت اور شرک و بدعت کے استیصال و انسداد میں ان حضرات نے اپنی مقدس زندگیاں صرف کر دیں۔ مذہب اہل السنت اور مسلکِ حنفی کو اپنے دور میں ان بزرگوں سے بہت زیادہ تقویت پہنچی۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں وہ بہت

---

[1] ولادت شعبان یا رمضان ۱۲۴۸ھ اور وفات ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ یوم پنجشنبہ بعد نمازِ ظہر۔ حضرت نانوتویؒ کے مفصل حالات و کمالات "سوانح قاسمی" مؤلفہ حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانیؒ میں مطالعہ فرمائیں جو تین جلدوں میں چھپ چکی ہے ۱۲۔ [2] ولادت ۶ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ وفات یوم جمعہ ۹ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے ظاہری و باطنی کمالات جاننے کیلئے "تذکرۃ الرشید" مؤلفہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ قابلِ مطالعہ ہے جو دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

پختہ تھے۔ علومِ ظاہرہ کے علاوہ باطنی علوم میں بھی ان حضرات کا ایک خاص مقام تھا۔ ان دونوں بزرگوں نے امام الاولیا قطب العارفین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب چشتی مہاجر مکی قدس سرہٗ سے روحانی فیضان حاصل کیا اور مقاماتِ ولایت میں اس مرتبہ کو پہنچے کہ خود حضرت حاجی صاحب موصوف نے اپنی تصنیفِ لطیف ضیاءُ القلوب صفحہ ۹۰ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

نیز ہر کس کہ ازیں فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد، مولوی رشید احمد صاحب سلمہٗ، و مولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ را کہ جامع جمیع کمالات علومِ ظاہری و باطنی اند، بجائے من فقیر راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ اوشاں بجائے من و من بمقام اوشاں شدم و صحبت اوشاں را غنیمت دانند کہ ایں چنیں کساں دریں زمانہ نایاب اند و از خدمتِ بابرکتِ ایشاں فیضیاب بودہ باشند و طریقِ سلوک کہ دریں رسالہ نوشتہ شد در نظرِ شاں تحصیل نمایند ان شاء اللہ بے بہرہ نخواہند ماند۔ اللہ تعالیٰ در عمرِ ایشاں برکت دہاد۔ و از تمامی نعمائے عرفانی و کمالاتِ قربتِ خود مشرف گرداناد و بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد

جو لوگ مجھ فقیر سے محبت و عقیدت و ارادت رکھتے ہیں، مولوی رشید احمد صاحب سلمہٗ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ کو جو کمالات علومِ ظاہری و باطنی کے جامع ہیں، مجھ فقیر کی بجائے بلکہ مجھ سے کئی درجے اوپر جانیں اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس ہوا کہ وہ میری جگہ اور میں ان کی جگہ ہو گیا۔ ان کی صحبت کو غنیمت جانیں کیونکہ ایسے لوگ اس زمانہ میں نایاب ہیں اور ان کی بابرکت صحبت سے فیض حاصل کریں اور سلوک کا جو طریق اس رسالے میں لکھا گیا ہے وہ ان کے پاس حاصل کریں ان شاء اللہ محروم نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دیں اور تمام عرفانی نعمتوں اور اپنے قرب کے کمالات سے ان کو مشرف فرمائیں اور بلند درجات تک پہنچائیں اور ان کی ہدایت کے نور سے تمام جہان کو منور فرمائیں۔ اور

تاقیامت ان کا فیض جاری رکھیں۔ نبی اکرمؐ
اور ان کی بزرگ آل کے واسطہ سے "

حضرت حاجی صاحب موصوف چشتی سلسلہ میں اپنے دور میں ایک بے نظیر ہستی تھے جن کا روحانی فیضان عرب و عجم میں پھیلا۔ امام الاولیاء کی اس شہادت کے بعد ان بزرگوں کی تصدیق کے لیے کسی اور شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

۱۸۵۷ء کا جہادِ حریت

مغلیہ شاہی خاندان کے زوال کے بعد اسلام کے بدترین اور چالاک دشمن انگریز نے جب ہندوستان پر اپنی جابرانہ حکومت قائم کر لی تو ۱۸۵۷ء میں علماءِ حق اور حریت پسند طبقہ نے انگریزی حکومت کے خلاف ایک زبردست آزادی کی جنگ لڑی۔ اس جہادِ حریت میں علماءِ اسلام کی قیادت حضرت حاجی صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی۔ اکابرِ دیوبند حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ اور حضرت حافظ ضامن صاحب وغیرہ نے اس جہاد کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی پوری مجاہدانہ کوششیں صرف کر دیں، لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ ۱۸۵۷ء کے اس قیامت نما ہنگامہ میں انگریزی حکومت نے تیرہ ہزار سے زائد علماءِ اسلام کو پھانسی پر لٹکایا اور بعض مجاہدین کو نہایت وحشیانہ سزائیں دی گئیں۔ بعض مسلمانوں کے بدن پر خنزیر کی چربی ملی گئی۔ اور زندہ ان کو خنزیر کی کھالوں میں سی کر آگ میں جلا دیا گیا۔ غرضیکہ اس سفاک دشمن نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ کر اہلِ ملک کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً بہت زیادہ کمزور کر دیا۔ ملک پر سیاسی و مادی تسلط پانے کے بعد انگریز کے ناپاک عزائم یہ تھے کہ مسلمانوں کے دل و دماغ سے بھی اسلامی نقوش و آثار مٹا دیے جائیں اور قرآنی تعلیمات کو گہری سازش سے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ لارڈ میکالے اور اس کی تعلیمی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں حسبِ ذیل الفاظ لکھے تھے :-

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے، جو ہم میں اور ہماری
کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے
جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے
الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو[1]" (تاریخ التعلیم میجر باسو ص ۱۰۵)

—— مرحوم اکبر الہٰ آبادی نے اسی حقیقت کو اس شعر میں بیان کیا ہے:

یوں قتل میں بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

دار العلوم دیوبند کی بنیاد

انگریزی حکومت کے عزائم اور اس کے فرعونی اقتدار کے خوفناک نتائج کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے اپنی قوت قدسیہ سے پہلے ہی ادراک کر لیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی ناکامی کی تلافی اور اسلامی علوم و نظریات کے تحفظ کے لیے دیوبند میں ایک دینی عربی مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس وقت کے اکابر اولیاء اللہ کی دعائیں اس مدرسہ کے شامل حال تھیں۔ چنانچہ اس عظیم الشان مدرسہ کا افتتاح بتاریخ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء مسجد چھتہ میں انار کے مشہور درخت کے نیچے ہوا۔ اس تاریخی درسگاہ کے سب سے پہلے معلم حضرت علامہ محمود صاحب اور پہلے متعلم محمود الحسن تھے جو بعد میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا کی تاریخی شخصیت سے جہان میں مشہور ہوئے۔ خداوند عالم کی رحمت و نصرت سے یہ دینی درسگاہ بعد میں دار العلوم دیوبند کے نام سے عالم اسلامی کے لیے سرچشمۂ علوم و معارف بنی، جس کے فیوض و برکات سے آج تک ایک عالم مستفید ہو رہا ہے۔ "تاریخ دیوبند" میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] انگریزی دور کے مظالم اور فرنگی حکومت کی مسلم کش پالیسی کی تفصیلات کے لیے "نقش حیات" جلد اول، مولفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کریں۔ ۱۲

مہتمم دارالعلوم دیوبند کو خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدرسہ کے کنوئیں پر تشریف فرما ہیں اور کنواں دودھ سے بھرا ہوا ہے۔ ایک بڑا ہجوم لوگوں کا سامنے ہے۔ لوگوں کے پاس چھوٹے بڑے برتن ہیں اور ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم سب کے برتنوں کو دودھ سے بھر رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر بزرگوں نے یہ نکالی کہ انشاء اللہ اس مدرسہ سے شریعتِ محمدیہ کے علوم و فیوض کے چشمے جاری ہونگے جن سے ایک جہان سیراب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ بعض محققین نے فرمایا ہے کہ اس دور میں دارالعلوم دیوبند ایک مجدّد کی حیثیت رکھتا ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس دارالعلوم کے ذریعہ کتاب و سنت کے علوم و معارف کا جو فیضان اطرافِ عالم میں پھیلا ہے اس کی نظیر اس زمانہ میں نہیں مل سکتی۔ عالمِ اسباب کے پیشِ نظر اگر دارالعلوم کا وجود نہ ہوتا تو متحدہ ہندوستان میں مذہب اہل السنت والجماعت کا صرف نام ہی باقی رہ جاتا۔ لیکن اکابر دارالعلوم کی اصلاحی اور تجدیدی مساعی سے شرک و الحاد کی ظلمتیں چھٹ گئیں اور توحید و سنت کے انوار پھیل گئے۔ بانیٔ دارالعلوم حضرت نانوتوی رحؒ نے دارالعلوم اور دیگر دینی مدارس کے لیے آٹھ بنیادی اصول وضع فرمائے تھے جن پر دارالعلوم کی علمی و دینی ترقیات موقوف ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں بسلسلہ تحریکِ خلافت مشہور مسلم لیڈر مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم جب دیوبند تشریف لائے اور ان کو حضرت نانوتوی رحؒ کے یہ آٹھ اصول بتلائے گئے، تو آپ رو پڑے اور فرمایا کہ یہ اصول تو الہامی معلوم ہوتے ہیں[۱] بلاشبہ دارالعلوم نے اس صدی میں بلا مبالغہ ہزاروں محدّث، مفسّر، فقیہ، متکلم، صوفی، عارف اور مجاہد پیدا کیے ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحؒ اور قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحؒ کے فیض یافتہ تلامذہ و متوسلین میں سے سب سے جامع ترشخصیت امام انقلاب شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیرِ مالٹا[۲] رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو دارالعلوم کے

---

[۱] ملاحظہ ہو آزادی ہند کا خاموش رہنما " دارالعلوم دیوبند، مولفہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم
[۲] اسارت مالٹا کے اسباب و واقعات کیلئے ملاحظہ ہو کتاب اسیر مالٹا مولفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

بلب سے پہلے طالب العلم ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ کے سینکڑوں تلامذہ و مسترشدین میں سے شیخ العرب والعجم امیر المجاہدین حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی[1] شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند، جامع کمالات صوری و معنوی حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ محدث دیوبند، مفتی اعظم سند العلما حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب دہلویؒ شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی، صاحب فتح الملہم شرح صحیح مسلم (المتوفی ۱۳۶۹ھ / ۱۹۴۹ء) اور بطل حریت، داعی انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھی، وہ ممتاز شخصیتیں ہیں جن کے ذریعہ دیوبندی مسلک کو ہر شعبہ میں بہت زیادہ تقویت پہنچی۔ علاوہ ازیں اکابر دیوبند میں سے حکیم الامت، امام طریقت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی[2]، صاحب تفسیر بیان القرآن (المتوفی ۱۳۶۲ھ) کو بھی حضرت شیخ الہندؒ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ شیخ التفسیر قطب زماں، صاحب کشف و کرامت حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (جو دار العلوم دیوبند کے فیضیافتہ ہیں)، اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور صدر مدرس آج تک جامع الظاہر و الباطن ہوئے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ گیارہ مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی ہے، جہاں روئے زمین کے اولیاء اللہ جمع ہوتے ہیں لیکن اتنی مدت میں میں نے وہاں حضرت مدنی جیسا جامع بزرگ نہیں دیکھا۔ علاوہ مذکورہ بزرگوں کے شیخ المشائخ العارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ اور قطب دوراں واصل باللہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائپوریؒ بھی حضرات اکابر دیوبند کے فیضیافتہ ہیں، جن کے انوار ولایت نے ہزاروں قلوب میں معرفت کے

---

[1] ولادت ۱۹ شوال ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء۔ وفات بروز جمعرات ۱۲ جمادی الاولی ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء حضرت مدنی نے تقریباً ۱۴ سال مدینہ منورہ مسجد نبوی میں کتاب و سنت کا درس دیا ہے۔ حضرت کی خود نوشت سوانح عمری "نقش حیات" دو جلدوں میں چھپ چکی ہے اور مکتوبات شیخ الاسلام بھی چار جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں جو علوم و معارف کا گنجینہ ہیں ۱۲۔ [2] حضرت تھانویؒ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار تک پہنچتی ہے الافاضات حضرت کے مواعظ و ملفوظات علوم و معارف کا بہترین مجموعہ ہیں۔

چراغ جلا دیے۔ امیر شریعت، مجاہد حریت، بطل جلیل، خطیب امت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جمال و جلال بھی اکابر دیوبند ہی کا پرتو ہے جس نے ہزاروں نوجوانوں میں عشق ختم نبوت کی آگ لگا دی۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین!

ایک تکفیری فتنہ

انگریز ان مجاہدین حریت اور علمائے حق کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا۔ جب اس نے دار العلوم دیوبند اور ان کے اکابر کے علمی و دینی اثرات کو پھیلتے دیکھا تو اس نے اس سرچشمۂ اسلام کو ختم کرنے کے لیے مختلف تدبیر اختیار کیں۔ بعض دنیا پرست مولویوں اور پیروں کو خرید اگیا اور ان کے ذریعہ ان حضرات پر وہابیت کا الزام لگایا، اور اس سے پہلے بھی ان اکابر کے اسلاف امام المجاہدین، قدوۃ الکاملین حضرت سید احمد شہید بریلوی اور عالم ربانی، مجاہد جلیل حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید کی مجاہدانہ قربانیوں کو اسی وہابیت کے الزام سے ناکام بنانے کی کوشش کی جا چکی تھی۔ خدا جانے وہ کون سے اسباب و عوامل تھے کہ فرقہ بریلویہ کے بانی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اکابر دیوبند کے خلاف تکفیری مہم تیز کر دی۔

حسام الحرمین کی حقیقت

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی موصوف نے ۱۳۲۳ھ میں سفر حج اختیار کیا۔ حج سے فراغت کے بعد انھوں نے مکہ معظمہ میں ہی ایک رسالہ مرتب کیا جس میں اکابر دیوبند کی عبارات کو لفظی و معنوی تحریف کر کے درج کیا گیا، اور طرفہ یہ کہ ان محبت و اطاعت محمدی میں ڈوبی ہوئی شخصیتوں پر یہ اتہام لگایا کہ معاذ اللہ انھوں نے اپنی کتابوں میں خدا کو جھوٹا کہا ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں۔ رسالہ کو اس طریق سے مرتب کیا کہ پہلے فرقہ قادیانیہ کے عنوان سے مرزا غلام احمد متنبی قادیان کی کفریہ عبارتیں درج کیں اور اس کے بعد اکابر دیوبند کو فرقہ وہابیہ کذابیہ اور فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے قبیح عنوانات کے تحت متعدد فرقوں میں تقسیم کیا گیا۔ تاکہ ناواقف لوگ یہ سمجھیں کہ فرقہ قادیانیہ کی طرح

ہندوستان میں یہ بھی کوئی مستقل جدید فرقے پیدا ہوئے ہیں۔ اس رسالہ میں اکابر دیوبند میں سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ، فخر العارفین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ مصنف بذل المجہود شرح ابو داؤد، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کر کے ان پر قطعی تکفیر کا فتویٰ صادر کیا، اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

علمائے حرمین شریفین سے اس فتویٰ کی تصدیقات حاصل کرنے کے لیے مختلف ذرائع و وسائل سے کام لیا گیا[1]۔ یہ حضرات چونکہ اکابر دیوبند اور ان کی تصانیف سے پورے متعارف نہ تھے، اس لیے رسالہ کی مندرجہ عبارات[2] کے پیش نظر اپنی تصدیقات لکھ دیں۔ ان میں سے محتاط علماء نے یہ لکھا کہ اگر واقعی ان کے عقائد ایسے ہیں تو فتویٰ درست ہے۔ حجاز سے واپسی پر کچھ عرصہ سکوت کرنے کے بعد مولوی احمد رضا خان صاحب نے یہ رسالہ "حسام الحرمین" کے نام سے ہندوستان میں ۱۳۲۵ھ میں طبع کرایا۔

المہنّد علی المفنّد

ان ایام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ مدینہ منورہ میں ہی حاضر باش تھے اور مسجد نبوی میں آپ کا درس بہت عروج پر تھا۔ لیکن حسام الحرمین کی کارروائی اس طرح رازداری میں رکھی گئی کہ آپ کو اس وقت اس کا مکمل علم نہ ہو سکا۔ اس تکفیری سازش سے مطلع ہونے کے بعد حضرت مدنیؒ نے اکابر علمائے حرمین شریفین کو حقیقت حال سے مطلع کیا۔ تو ان حضرات

---

[1] اس کی تفصیل الشہاب الثاقب مصنفہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

[2] اکابر دیوبند کی جن عبارات کو ہدف تکفیر بنایا گیا ہے۔ ان کے تحقیقی جوابات کیلئے حسب ذیل کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے "الشہاب الثاقب" مؤلفہ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ۔ "توضیح الخواطر" و "السحاب المدرار" مصنفہ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری۔ اور "فیصلہ کن مناظرہ" مؤلفہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدیر ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ۔ اور "فیصلہ خصومات" مصنفہ حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب جگنپوری (مرتب)

نے چھبیس سوالات قلمبند کر کے اکابر دیوبند کو جواب کے لیے ارسال کیے۔ اس وقت حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ کا وصال ہو چکا تھا۔ مذکورہ سوالات کے جوابات فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے فصیح عربی زبان میں مرتب فرمائے جس پر اس وقت کے تمام مشاہیر دیوبند مثلاً شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ صاحب، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ تھانوی، اُسوۃ الصلحاء حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ، بقیۃ السلف حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم ابن حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی، عارف کامل حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم، اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی نے اپنی تصدیقات تحریر فرمائیں۔ مشاہیر ہند کے علاوہ حجاز، مصر اور شام وغیرہ اسلامی ممالک کے مقتدر علماء اور مشائخ نے بھی اپنی تصدیقات سے اس کو مزین فرمایا۔ چنانچہ یہ رسالہ ۱۳۲۵ھ میں تحریر ہوا اور "المہند علی المفند" کے نام سے ملک میں شائع کیا گیا۔ اس رسالہ میں مذکورہ سوالات کی روشنی میں اکابرِ دیوبند کے عقائدِ حقہ کی تشریح و توضیح کی گئی ہے جس سے مخالفین و معاندین کی تلبیسات کا پردہ چاک ہو کر بزرگانِ دیوبند کا حقانی و حقیقی مسلک واضح ہو جاتا ہے۔ گویا کہ "المہند" اکابرِ دیوبند کی ایک ایسی متفقہ تاریخی دستاویز ہے جس میں دیوبندی مسلک اصولی طور پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔

طبع جدید گو "المہند" کا اردو ترجمہ عقائد علمائے دیوبند کے نام سے متعدد بار شائع ہوا ہے لیکن عربی متن مع ترجمہ اردو عرصہ سے نایاب تھا۔ جس کی علمائے کرام کو طلب تھی۔ الحمدللہ اس تاریخی دستاویز کی جدید طباعت و اشاعت کی سعادت حق تعالیٰ نے پاکستان میں رفیقِ محترم حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی زید مجدہم مجاز حضرت لاہوریؒ کو نصیب فرمائی ہے۔ جن کی مساعی سے یہ علمی و عرفانی ہدیہ اہل اسلام کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندۂ ناکارہ اور جملہ مسلمانوں کو

سلفِ صالحین[1] محققین اہل السنت اور اکابر دیوبند کے مسلک حق پر قائم رکھیں۔ آمین!
بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ
مدنی جامع مسجد چکوال
ضلع جہلم

۲۳ رمضان المبارک
۱۳۸۲ھ

---

[1] سلفِ صالحین اور محققین اہل السنت کا مسلک حق کیا تھا؟ اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو طائفہ منصورہ اور مقام حضرت امام ابوحنیفہؒ مولفہ حضرت مولانا علامہ محمد سرفراز خان صاحب فاضل دیوبند مصنف تبرید النواظر، راہِ سنت وغیرہ۔ نیز مولانا موصوف نے حال ہی میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے حالات میں ایک رسالہ "بانی دارالعلوم دیوبند" تالیف فرمایا ہے جس کا مطالعہ بہت مفید ہے۔



الحمد لله الذی یحق الحق بکلماته ویبطل الباطل بسطواته نصر المؤمنین وقال کان حقا علینا نصر المؤمنین وقطع کید الخائنین فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ والصّلٰوۃ والسّلام علی مفرق فرق الکفر والطغیان ومشتت جیوش بغاۃ القرین والشیطان۔ وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًا ما تعاقب النیران وتضادّ الکفر والایمان

امّابعد، حضرات ان چند سطور کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ عالیجناب احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اسلام اور اہلِ اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور ان کی کوشش اور تدبیر کس انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچا رہی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ مخالفین اسلام نے گوناگوں انداز سے اسلام کو صدمہ پہنچایا، مگر خان صاحب نے روافض کی طرح اخیارِ امّتِ محمّدیہ کو منتخب کر کے ان ہی سے لوگوں کو متنفّر کرنا چاہا جیسے روافض نے امت کے خلاصہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منتخب کر کے ان کی تکفیر کی، اور تبرّا بازی و سب و شتم سے کام لیا تھا۔ ایسے ہی خان صاحب نے اس وقت جو دین کے منتخب اور برگزیدہ جماعت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ ان کو اپنے گھر کے دھوئیں سے مکدر کرنا چاہا۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔

چراغے را کہ ایزد برفروزد
کسے کو تف زند ریشش بسوزد

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خانصاحب کے خاندان میں چونکہ بدعت کی تخم ریزی پہلے ہی سے ہو چکی ہے، اس وجہ سے سب کے پچھلے نچوڑ خانصاحب احمد رضا خاں، برعکس نہند نامِ زنگی کافور۔ درحقیقت احمد رضا خان صاحب نے تمام ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ فخرِ اُمت و معجزہ من معجزات سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے خاندان کو چُنا۔ اور حضرت مولٰنا اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم و مظلوم اہلِ بدعت پر بوجہ بعض کلمات کے جو سخت اور غالی اہلِ بدعات کے جن کی بدعات شرک کی حد تک پہنچ گئیں تھیں مقابلہ میں لکھے گئے تھے تمام قرائن حالیہ اور غیر حالیہ سے قطع نظر کر کے اتہامات لگائے اور ان پر تشدّد کیا، بلکہ غیر متناہیہ وجوہ سے کفر لازم کیا اور ان کا کفر اجماعی قطعی قرار دے کر فقہائے کرام کا فتوٰی تکفیر چھاپ دیا۔ مگر حضرت شاہ صاحب کے خاندان کی عظمت مسلّم ہو چکی تھی، اور ایں خانہ تمام آفتاب ست کا مصداق تھا۔ پس اگر کوئی بدبخت یا ناواقف حضرت شہید مرحوم سے بدظن بھی ہو تو اور حضرات کا تقدس کیا بدعات کی جڑ اکھیڑنے کو کم ہے۔ اس وجہ سے خانصاحب کو پوری کامیابی نہ ہوئی، اور چونکہ اس زمانہ میں بدعت کی تباہی حضرت شاہ صاحب کے خاندان کے جائز وارث اور ارشد تلامذہ حضرت مولٰنا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز نانوتوی حجۃ اللہ تعالیٰ فی الارض، اور حضرت رشید الاسلام والمسلمین آیۃ من آیات رب العالمین حضرت مولٰنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اسرارہم کے سپرد ہوئی اور حمایت سُنت مُصطفوی کا بلند جھنڈا انھی کے مقدس ہاتھوں میں دیا گیا جو مدرسہ عالیہ کی رفیع عمارت پر ان حضرات نے قائم فرمایا اور مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ

سا تھا کی طرح جیسے آسمان سے باتیں کرتا تھا، اپنے استحکام میں ساتویں زمین تک بھی پہنچا ہوا تھا اور ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ روم اور شام اور عرب وعجم، کابل وقندھار بخارا وخراسان، چین وتبت وغیرہ، دنیا کے تمام گوشوں سے نظر آتا تھا اور عاشقان سنت اس کے سبز پھریرے کو دُور ہی سے دیکھ کر سنتِ نبوی کی جھلک اس سے پا لیتے تھے اور آنکھ بند کیے چلے آتے تھے۔ اور دیوبند کی گلیوں میں پھرتے نظر آتے تھے اور یہاں کی خشک روٹی اور دال کو بریلی کے بدعت خانہ کے قورما پلاؤ پر ترجیح دیتے تھے، اور

بادشاہی سے بھی بہتر ہے گدائی تیری

کا نعرہ بلند کرتے تھے۔ حَوَالَیہ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کا نظارہ دیکھ کر خاں صاحب نے ہمہ تن پوری توجہ انہی حضرات کے اثر مٹانے کی طرف فرمائی۔ حضرت شہید مظلوم رحمہ پر ستر وجہ سے کفر ثابت فرما کر فقہائے کرام کا اجماعی قطعی فیصلہ قرار دے کر خود احتیاط کی تھی جس کی بنا پر خود فقہائے کرام اور اصحاب فتویٰ عظام کے نزدیک خود مع جملہ معتقدین کے کافر ہو چکے تھے مگر حضرات موصوفین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قدس سرہم اور حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب اور حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کا نام لے کر قطعی تکفیر کی اور یہ کہا کہ جو ان کے کافر کہنے میں تردد وتامل اور شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ حضرت مولانا نانوتوی رحمہ پر ختم زمانی کے انکار کرنے کا الزام لازم کیا۔ اور حضرت مولانا گنگوہی رحمہ پر یہ افترا کیا کہ وہ خدا کے کذب بالفعل کے جائز رکھنے والے کو مسلمان سنی بتاتے ہیں۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدت فیضہم کی جانب یہ عنایت فرمائی کہ وہ براہین قاطعہ میں تصریح کرتے ہیں کہ ابلیس لعین کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم پر یہ بہتان لگایا کہ حفظ الایمان میں تصریح کی کہ جس قدر علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اتنا

تو ہر صبی و مجنون و بہائم کو بھی حاصل ہے، لیکن چونکہ خانصاحب کا علم و فضل و تدین قابلِ اعتبار نہ تھا۔ اس وجہ سے یہ مضمون عربی عبارت کی کتاب المعتمد المستند میں لکھ کر اس کی تصدیق علماء حرمین شریفین سے کرائی اور اس کا نام حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین رکھ کر تمام ہندوستان میں ڈھنڈورا دیا کہ دیکھو علماءِ حرمین شریفین نے ہمارے فلاں فلاں مخالف کی قطعی تکفیر کر دی، اب ان کے کفر میں کیا شک باقی رہا۔ حالانکہ یہ بالکل افتراءِ محض ہے جو السحاب المدرار اور توضیح البیان وغیرہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ خانصاحب کی اس مجرمانہ کارروائی کی خبر بعض علماءِ مدینہ منورہ کو ہوئی تب ان حضرات نے یہ چھبیس سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت مبارک میں بھیجے کہ آپ کا ان میں کیا خیال ہے؟ اس کو صاف لکھیے تاکہ حق و باطل واضح ہو جائے چنانچہ فخر العلماء والمتکلمین حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے ان کے جواب لکھ کر حرمین شریفین کے علماء کی خدمت مبارک میں پیش فرمائے، علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً و علماءِ مصر و حلب و شام و دمشق نے ان کی تصحیح و تصدیق فرمائی اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقاید صحیح ہیں، ان کی وجہ سے نہ کوئی کافر ہو سکتا ہے، نہ بدعتی اور نہ اہل السنت و الجماعت سے خارج۔ اہلِ اسلام کی اطلاع کی غرض سے علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق کی تصدیقات بصورت رسالہ مسمٰی بہ المہند علی المفند معروف بہ تصدیقات لدفع التلبیسات مع ترجمہ المسمٰی بہ ماضی الشفرتین علی خادع اهل الحرمین طبع کرا دیا گیا تاکہ اہلِ اسلام کو خانصاحب کی ایمانداری پوری پوری طرح سے معلوم ہو جاوے، اب اہلِ ایمان خانصاحب سے دریافت فرماویں کہ آپ نے حسام الحرمین پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ طائفے سب کے سب مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں اور بیشک بزازیہ اور درر

اور غرر اور فتاویٰ خیریہ اور مجمع الانہر اور در مختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا ہے کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے، انتہیٰ - پھر صفحہ ۴۲ پر ہے، حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے، غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو ان کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ، ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شک نہیں، انتہیٰ - اور حضرات علماء حرمین شریفین و مصر و حلب و شام ان تمام حضرات کو مسلمان اور ان کے جملہ عقائد کو عقائد اہل سنت لکھ کر ان کی تصحیح و تصدیق فرماتے ہیں تو آپ جناب کے فتویٰ کے موافق یہ تمام حضرات اور جملہ اہل عرب و روم و دمشق و شام و مصر و عراق کیا قطعی کافر ہو گئے۔ کیا جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ معاذ اللہ العظیم ونعوذ باللہ من الشیطن الرجیم -

مسلمانو، یہ ہے خانصاحب کی محبتِ سنت، اور یہ ہیں وہ اہل السنت والجماعت کہ دنیا میں کسی کو بھی مسلمان نہ چھوڑا۔ بڑے بڑے کفار جو اسلام کے مٹانے کی تدابیر میں مصروف ہیں۔ خانصاحب نے ایک فتوے سے گویا سب کی مرادیں پوری کرا دیں۔ مگر اسلام کا مٹا دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کوئی اپنا منہ دین دنیا میں کالا کرے مگر آفتاب اسلام تو قیامت تک تاباں ہی رہے گا۔ چونکہ رئیس فرقۂ مبتدعہ عالیجناب احمد رضا خانصاحب بریلوی کی حسام الحرمین کی حقیقت منکشف ہو گئی کہ خانصاحب نے جو کچھ لکھا تھا، وہ محض افترائے خالص تھا۔ علماء کرام حضرات دیوبند کو کافر نہ کہے اور ان کے کفر میں کسی طرح شک و تردد و تامل کرے، وہ بھی قطعی کافر ہے۔ اس لیے اس رسالہ کے دیکھنے سے واضح ہو جائے گا کہ علماء حرمین شریفین زادھا اللہ شرفاً و تکریماً

حضرات دیوبند کے عقائد کی تصحیح فرما رہے ہیں۔

پس اب دیکھنا ہے کہ خان صاحب اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں یا علمار دیوبند کے ساتھ تمام علمار حرمین شریفین و مصر و حلب و شام و دمشق سب کی تکفیر کرتے ہیں کیونکہ تمام علمار حضرات دیوبند کو مسلمان کہتے ہیں اور ردّ الحسام علیٰ رؤس اللئام ہر کہ حضرات دیوبند ربّانی و تبحر علامہ بنانے جارہے ہیں، اب ہم دیکھیں کہ خان صاحب کے پاس کون سی ترکیب اور کرامت ہے جس سے علمار دیوبند تو کافر رہیں اور علمار حرمین شریفین و مصر و حلب و شام مسلمان بنے رہیں۔

حضرت مولانا **خلیل احمد** صاحب مدفیوضہم کو کہیں علماء تحریر کرتے ہیں کہیں یکتائے زمانہ، کہیں اخی العزیز، کہیں شیخ وقت، کہیں مقتدائے انام اور کہیں پیشوائے امّت۔ چنانچہ تقاریظ و تصادیق کے الفاظ سے ناظرین پر واضح ہوگا، اور جو برتاؤ حضرات علمار حرمین شریفین کا بوقتِ ملاقاتِ جسمانی مولانا ممدوح کے ساتھ ہوا اور زبانی گفتگو پر جو وقعت و عزت ان حضرات کے قلوب میں پیدا اور جوارح سے ظاہر ہوئی، اس کا تو ذکر کیا کیا جائے کہ مصافحہ و معانقہ و انبساط کے علاوہ سلطان دوجہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجدِ محترم میں مدینۃ الرسول کے بیسیوں شہزادوں نے مولانا ممدوح کے تلمذ کو فخر سمجھا، مسلسلاتِ خاندان ولی اللّٰہی کے علاوہ صحاح کی اجازت حاصل فرماکر مسرور و مبتہج ہوئے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

حق تعالیٰ شانہ کے ان احساناتِ جلیلہ کا ذکر کرنا چونکہ حاسدوں کی کلس بڑھاتا ہے۔ اس لیے بہ تفصیل بیان نہیں کی جاتیں۔ منصفانہ نظر سے دیکھنے والے کو یہ رسالہ ہی کافی ہے جس کی اصل مہر و دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے اور مطبوعہ نقل عام طور پر پیش ناظرین ہے۔ اس وجہ سے عرض ہے کہ جملہ اہل اسلام نہایت اطمینان سے

المهند اور اس کے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ حضرات علمائے کرام دیوبند کے عقائد بالکل صحیح اہل السنت و الجماعت کے موافق ہیں اور جملہ اہلِ حق علمائے ربانی حضرات علماء کے ساتھ ہیں نہ کہ خانصاحب کے۔ سو اب کوئی بات ایسی باقی نہیں رہی جس کو اہلِ بدعات ان حضرات کی طرف منسوب کر کے غیر مقلد یا وہابی کہہ سکیں۔ خانصاحب کا مکر کھل گیا اور ان کی تدابیر کا خاتمہ ہو چکا۔ والحمد للّٰہ علی ذٰلک ؁

خانصاحب فقط حضرات دیوبند اور خادمانِ سُنّت ہی کے مخالف اور دشمن نہیں ہیں۔ ان کے انداز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نفس اسلام ہی کے دشمن ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو سب کو جہاں پہنچائیں معلوم ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس دین کا حافظ ہے، اس لیے آسمان کا تھوکا حلق میں آتا ہے اور جو اس شریعت بیضا میں رخنہ اندازی کرتا ہے خود رُوسیاہ اور ذلیل و خوار بنتا ہے۔

چونکہ یہ تمہید ہے رسالہ مہند کی۔ اس لیے اختصار ملحوظ رکھ کر بقدرِ کفایت درج کر دی گئی ہے۔ ان جن صاحبوں کو اس مبحث کی تفصیل مطلوب ہو تو تنبیہ الایمان بالسنۃ و القرآن کو ملاحظہ فرماویں جس میں خانصاحب کی عیاری قدرے مفصل مذکور ہے اور رسائل مفصلہ ذیل جو خانصاحب کے رد میں لکھے گئے ہیں مطالعہ کریں:

اسکات المعتدی، قاصمۃ الظھر، الطین اللازب، السھیل علی الجعیل، الختم علی لسان الخصم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایہا العلماء الکرام والجہابذۃ العظام قد نسب الی ساحتکم الکریمۃ اناس عقائد الوہابیۃ قالوا باوراق ورسائل لا نعرف معانیہا لاختلاف اللسان فنرجو ان تخبرونا بحقیقۃ الحال و مرادات المقال ونحن نسئلکم عن امور اشتہر فیہا خلاف الوہابیۃ عن اہل السنۃ والجماعۃ

اے علماء کرام اور سرداران عظام تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور چند اوراق اور رسالے ایسے لائے جن کا مطلب غیر زبان ہونے کے سبب ہم نہیں سمجھ سکے۔ اس لیے امید کرتے ہیں، ہمیں حقیقتِ حال اور قول کے مراد سے مطلع کروگے اور ہم تم سے چند امور ایسے دریافت کرتے ہیں جن میں وہابیہ کا اہل سنت والجماعت سے خلاف مشہور ہے

السوال الاول والثانی

پہلا اور دوسرا سوال

(۱) ما قولکم فی شد الرحال الی زیارۃ سید الکائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات وعلی آلہٖ وصحبہا۔

کیا فرماتے ہو، شد رحال میں سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لیے

(٢) ای الامرین احب الیکم وافضل لدی اکابرکم للزائر هل ینوی وقت الارتحال للزیارة زیارته علیه السلام او ینوی المسجد ایضًا وقد قال الوهابیة انّ المسافر الی المدینة لا ینوی الّا المسجد النّبوی۔

تمہارے نزدیک اور تمہارے اکابر کے نزدیک ان دو باتوں میں کون امر پسندیدہ و افضل ہے کہ زیارت کرنے والا بوقتِ سفر زیارت خود آنحضرت صلّی اللہ علیہ السلام کی زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی کی بھی، حالانکہ وہابیہ کا قول ہے کہ مسافر مدینہ منورہ کو صرف مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرنا چاہیے

الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
ومنه نستمد العون و التوفیق
وبیده ازمة التحقیق۔
حامدًا ومصلیًا ومُسلمًا
لیُعلم اولا قبل ان نشرع فی الجواب انا بحمد الله ومشائخنا رضوان الله علیهم اجمعین و جمیع طائفتنا وجماعتنا مقلّدون لقدوة الانام وذروة الاسلام امام الهمام الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان رضی الله تعالی عنه فی الفروع ومتبعُون للامام الهمام ابی الحسن الاشعری والامام الهمام

جواب

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان ہے رحم والا
اور اسی سے مدد اور توفیق درکار ہے، اور اس کے قبضہ میں ہیں تحقیق کی باگیں۔
حمد و صلوٰۃ و سلام کے بعد
اس سے پہلے کہ ہم جواب شروع کریں جاننا چاہیے کہ ہم اور ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت بحمد اللہ فروعات میں مقلد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے، اور اصول و اعتقادیات میں پیرو ہیں امام ابو الحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہما کے اور

ابی منصور الماتریدی رضی الله عنهما فی الاعتقاد و الاصُول و منتسبون من طرق الصّوفیة الی الطریقة العلیة المنسُوبة الی السادة النقشبندیّة و الطریقة الزکیّة المنسُوبة الی السادة الچشتیة و الی الطریقة البهیة المنسُوبة الی السّادة القادریة و الی الطریقة المرضیّة المنسوبة الی السّادة السّهروردیة رضی الله عنهم اجمعین

طریقہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلۂ عالیہ حضراتِ نقشبندیہ اور طریقۂ زکیہ مشائخ چشت اور سلسلۂ بہیّہ حضرات قادریہ اور طریقۂ مرضیہ مشائخ سہروردیہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ۔

ثم ثانیًا انا لا نتکلم بکلام و لا نقول قولا فی الدین الا وعلیه عندنا دلیل من الکتاب او السنّۃ او اجماع الامة او قول من ائمة المذهب ومع ذلك لا ندعی انا مبرءون من الخطاء والنسیان فی ضلة القلم و زلة اللسان فان ظهرلنا انا اخطانا فی قول سواء کان من الاصول او الفروع فما یمنعنا الحیاء ان نرجع عنه وتعلن بالرجوع کیف لا وقد رجع ائمتنا رضوا

دوسری بات یہ کہ ہم دین کے بارے میں کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس پر کوئی دلیل نہ ہو، قرآن مجید کی یا سنّت کی، یا اجماعِ امت یا قول کسی امام کا۔ اور بایں ہم دعویٰ نہیں کرتے کہ قلم کی غلطی یا زبان کی لغزش میں سہو و خطا سے مبرّا ہیں، پس اگر ہمیں ظاہر ہو جاوے کہ فلاں قول میں ہم سے خطا ہوئی، عام ہے کہ اصول میں ہو یا فروع میں، اپنی غلطی سے رجُوع کر لینے میں حیا ہم کو مانع نہیں ہوتی

الله عليهم في كثير من اقوالهم حتى ان
امام حرم الله تعالى المحترم امامنا
الشافعي رضي الله عنه لم يبق مسئلة
الا وله فيها قول جديد والصحابة رضي
الله عنهم رجعوا في مسائل الى اقوال
بعضهم كما لا يخفى على متتبع الحديث
فلو ادعى احد من العلماء انا غلطنا في
حكم فان كان من الاعتقاديات فعليه
ان يثبت بنص من ائمة الكلام و
ان كان من الفرعيات فيلزم ان يبني
بنيانه على القول الراجح من ائمة
المذاهب فاذا فعل ذلك فلا يكون
منا ان شاء الله تعالى الا حسن القبول
بالقلب واللسان وزيادة الشكر
بالجنان والاركان۔

وثالثا ان في اصل اصطلاح
بلاد الهند كان اطلاق الوهابي على من
ترك تقليد الائمة رضي الله تعالى عنهم
ثم اتسع فيه وغلب استعماله على من عمل
بالسنة السنية وترك الامور المستهجنة
الشنيعة والرسوم القبيحة حتى شاع في

اور ہم رجوع کا اعلان کر دیتے ہیں چنانچہ ہمارے
ائمہ رضوان اللہ علیہم سے ان کے بہتیرے
اقوال میں رجوع ثابت ہے حتّٰی کہ امام حرم
محترم امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ
ایسا منقول نہیں جس میں دو قول جدید و قدیم
نہ ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اکثر مسائل
میں دوسروں کے قول کی جانب رجوع فرمایا
چنانچہ حدیث کے تتبع کرنے والے پر ظاہر ہے
پس اگر کسی عالم کا دعوٰے ہے کہ ہم نے کسی حکم شرعی
میں غلطی کی ہے سو اگر وہ مسئلہ اعتقادی ہے، تو
اس پر لازم ہے کہ اپنا دعوٰی ثابت کرے علمائے کلام
کی تصریح سے اور اگر مسئلہ فرعی ہے تو اپنی بنیاد
کی تعمیر کرے ائمہ مذہب کے راجح قول پر جب ایسا کریگا
تو انشاء اللہ ہماری طرف سے خوبی ہی ظاہر ہوگی یعنی دل و
زبان سے غلطی قبول کرینگے اور قلب و اعضائے شکریہ ادا کرینگے

تیسری بات یہ کہ ہندوستان میں لفظ وہابی
کا استعمال اس شخص کے لیے تھا جو ائمہ رضی اللہ
عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر ایسی وسعت ہوئی
کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنّت محمدیہ پر
عمل کریں اور بدعات سیئہ و رسوم قبیحہ کو چھوڑ
دیں۔ یہاں تک ہوا کہ بمبئی اور اس کے

بمبئی ونواحیها ان من منع عن سجدة
قبور الاولیاء وطوافها فهو وهابی بل و
من اظهر حرمة الربوا فهو وهابی وان
کان من اکابر اهل الاسلام وعظمائهم
ثم اتسع فیه حتی صار سبا فعلی هذا لو
قال رجل من اهل الهند لرجل انه
وهابی فهو لا یدل علی انه فاسد العقیدة
بل یدل علی انه سنی حنفی عامل بالسنة
مجتنب عن البدعة خائف من الله تعالی
فی ارتکاب المعصیة ولما کان مشائخنا
رضی الله تعالی عنهم یسعون فی احیاء
السنة ویشمرون فی اخماد نیران
البدعة غضب جند ابلیس علیهم وحرفوا
کلامهم وبهتوهم وافتروا علیهم الافتراءا
ورموهم بالوهابیة وحاشاهم عن ذلك
بل وتلك سنة الله التی سنها فی خواص
اولیائه کما قال الله تعالی فی کتابه
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ
اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَ
لَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا

نواح میں یہ مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی
قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے
وہ وہابی ہے۔ بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے
وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو
اس کے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا،
سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے
تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ
یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے سنت
پر عمل کرتا ہے۔ بدعت سے بچتا ہے اور معصیت
کے ارتکاب میں اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اور چونکہ
ہمارے مشائخ رضی اللہ تعالی عنہم احیاء سنت
میں سعی کرتے اور بدعت کی آگ بجھانے میں
مستعد رہتے تھے اس لیے شیطانی لشکر کو
ان پر غصہ آیا اور ان کے کلام میں تحریف کر
ڈالی اور ان پر بہتان باندھے طرح طرح کے افترا
اور خطاب وہابیت کے ساتھ متہم کیا مگر حاشا کہ
وہ ایسے ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ سنت اللہ ہے
کہ جو خواص اولیاء میں ہمیشہ جاری رہی ہے
چنانچہ اپنی کتاب میں خود ارشاد فرمایا ہے اور
اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنا دیے ہیں
جن وانس کے شیاطین کہ ایک دوسرے کی طرف

يفترون فلما كان ذلك فى الانبياء
صلوات الله عليهم وسلامه وجب
ان يكون فى خلفائهم ومن يقوم
مقامهم كما قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم "نحن معاشر الانبياء
اشد الناس بلاءً ثم الامثل فالامثل
ليتوفر حظهم ويكمل لهم اجرهم
فالذين ابتدعوا البدعات ومالوا
الى الشهوات واتخذوا الٰهھم الھوٰى
والقوا انفسهم فى هاوية الردى
يفترون علينا الاكاذيب و
الاباطيل وينسبون الينا الاضاليل
فاذا نسب الينا فى حضرتكم قول
يخالف المذهب فلا تلتفتوا اليه ولا
تظنوا بنا الا خيرا وان اختلج فى
صدوركم فاكتبوا الينا فانا نخبركم
بحقيقة الحال والحق من المقال
فانكم عندنا قطب دائرة الاسلام۔

جھوٹی باتیں ڈالتا رہتا ہے، دھوکا کے لیے اور
(اے محمدؐ) اگر تمھارا رب چاہتا تو یہ لوگ ایسا
کام نہ کرتے سو چھوڑ دو اُن کو ان کے اِفترا کو،
پس جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ معاملہ
تو ضرور ہے کہ ان کے جانشینوں اور قائم مقاموں
کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کا گروہ سب سے
زیادہ مورد بلا ہے، پھر کامل اشبہ پھر کم اشبہ تاکہ ان کا
حظ وافر اور اجر کامل ہو جائے۔ پس مبتدعین جو
اختراع بدعات میں منہمک اور شہوات کی جانب
مائل ہیں اور جنہوں نے خواہش نفس کو اپنا معبود
بنایا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال
دیا ہے ہم پر جھوٹے بہتان باندھتے اور ہماری جانب
گمراہی کی نسبت کرتے رہتے ہیں جو صاحب کبھی
آپ کی خدمت میں ہماری جانب منسوب کرکے کوئی
مخالف مذہب قول بیان کیا کرے تو آپ اس
کی طرف التفات نہ فرمایا کریں اور ہمارے ساتھ حسن ظن
کام میں لادیں اور اگر طبع مبارک میں کوئی خلجان پیدا
ہو تو لکھ بھیجا کریں ہم ضرور واقعی حال اور سچی بات
کی اطلاع دینگے اس لیے کہ آپ حضرات ہمارے
نزدیک مرکز دائرۃ الاسلام ہیں۔

# توضیح الجواب	# جواب کی توضیح
عندنا وعند مشائخنا زیارۃ قبر	ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک
سیّد المرسلین (روحی فداہ) من	زیارت قبر سیّد المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان)
اعظم القربات واھم المثوبات و	اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب
انجح لنیل الدرجات بل قریبۃ من	حصولِ درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو
الواجبات وان کان حصولہ بشدّ	شدِّ رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو
الرحال وبذل المھج والاموال و	اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے
ینوی وقت الارتحال زیارتہ علیہ الف	اور ساتھ میں مسجد نبوی اور دیگر مقامات و
الف تحیۃ وسلام وینوی معہا زیارۃ	زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے،
مسجدہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ	بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا
من البقاع والمشاھد الشریفۃ بل	ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے
الاولیٰ ما قال العلامۃ الھمام ابن	پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت
الھمام ان یجرد النیۃ لزیارۃ قبرہ	حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب
علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم یحصل لہ	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ
اذا قدم زیارۃ المسجد لان فی ذٰلک	ہے اور اس کی موافقت خود حضرت کے
زیادۃ تعظیمہ واجلالہ صلی اللہ	ارشاد سے ہو رہی ہے کہ جو میری زیارت
علیہ وسلم ویوافقہ قولہ صلی اللہ علیہ	کو آیا، کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت
وسلم من جاءنی زائرا لا تحملہ حاجۃ	اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت
الا زیارتی کان حقا علیّ ان اکون	کے دن اس کا شفیع بنوں۔ اور ایسا ہی
شفیعا لہ یوم القیمۃ وکذا نقل عن	عارف مُلّا جامیؒ سے منقول ہے کہ اُنھوں

العارف الشامی الملا جامی انہ افرز
الزیارۃ عن الحج وھو اقرب الی المذھب
المحبّین واما ما قالت الوھابیۃ من
ان المسافر الی المدینۃ المنوّرۃ علیٰ
ساکنھا الف الف تحیۃ لاینوی الا المسجد
الشریف استدلالاً بقولہ علیہ الصّلوٰۃ و
السّلام لاتشدّ الرحال الا الی ثلٰثۃ مسٰجد
فمردود لان الحدیث لایدل علی المنع
اصلاً بل لو تامله ذو فھم ثاقب لعلم انّہ
بدلالۃ النّص یدل علی الجواز فان العلۃ
الّتی استثنی بھا المساجد الثلاثۃ من
عموم المساجد والبقاع ھو فضلھا
المختص بھا وھو مع الزیادۃ موجود
فی البقعۃ الشریفۃ فان البقعۃ الشریفۃ
والرحبۃ المنیفۃ التی ضم اعضائہ
صلی اللہ علیہ وسلم افضل مُطلقاً حتیٰ
من الکعبۃ ومن العرش والکُرسی
کما صرح بہ فقھائنا رضی اللہ عنھم
ولما استثنی المساجد لذلک الفضل
الخاص فاولیٰ ثم اولیٰ ان یستثنی البقعۃ
المبارکۃ لذلک الفضل العام وقد

نے زیارت کے لیے حج سے علیحدہ سفر کیا
اور یہی طرز مذہب عشاق سے زیادہ ملتا ہے
اب رہا وہابیہ کا یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی جانب
سفر کرنے والے کو صرف مسجدِ نبوی کی نیت
کرنی چاہیے اور اس قول پر اس حدیث کو دلیل
لاتا کہ کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مسجدوں کی
جانب سو یہ قول مردود ہے اس لیے کہ حدیث
کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صاحب
فہم اگر غور کرے تو یہی حدیث بدلالت النص
جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو علت مساجد
کے دیگر مسجدوں اور مقامات سے مستثنےٰ ہونے
کی قرار پاتی ہے۔ وہ ان مساجد کی فضیلت ہی
تو ہے اور یہ فضیلت زیادتی کے ساتھ بقعہ
شریفہ میں موجود ہے اس لیے کہ وُہ حصۂ زمین
جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء
مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل
ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی
افضل ہے چنانچہ فقہا نے اس کی تصریح فرمائی
ہے اور جب فضیلت خاصہ کی وجہ سے تین
مسجدیں عموم نہی سے مستثنےٰ ہو گئیں تو بدرجہا اولیٰ
ہے کہ بقعۂ مبارکہ فضیلت عامہ کے سبب مستثنےٰ ہو

صرح بالمسئلة کما ذکرناه بل بابسط منها شیخنا العلامة شمس العلماء العاملین مولانا رشید احمد الجنجوهی قدس الله سرہ العزیز فی رسالته زبدة المناسك فی فصل زیارة المدینة المنورة وقد طبعت مرارًا و ایضًا فی هذا المبحث الشریف رسالة لشیخ مشائخنا مولانا المفتی صدر الدین الدهلوی قدس الله سرہ العزیز اقام فیها الطامة الکبری علی الوهابیة ومن وافقهم اتی ببراهین قاطعة وحجج ساطعة سماها احسن المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال طبعت واشتهرت فلیراجع الیها والله تعالیٰ اعلم

ہمارے بیان کے موافق بلکہ اس سے بھی زیادہ بسط کے ساتھ اس مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ شمس العلماء حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ زبدۃ المناسک کی فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے، جو بارہا طبع ہو چکا ہے نیز اسی بحث میں ہمارے شیخ المشائخ مفتی صدر الدین دہلوی قدس سرہٗ کا ایک رسالہ تصنیف کیا ہوا ہے جس میں مولانا نے وہابیہ اور ان کے موافقین پر قیامت ڈھا دی اور بیخ کن دلائل ذکر فرمائے ہیں۔ اس کا نام "احسن المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال" ہے وہ طبع ہو کر مشتہر ہو چکا ہے، اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

السوال الثالث والرابع

تیسرا اور چوتھا سوال

۳- هل للرجل ان یتوسل فی دعواته بالنبی صلی الله علیه وسلم بعد الوفاة ام لا ؟

کیا وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟

۴- ایجوز التوسل عندکم بالسلف الصلحین من الانبیاء والصدیقین

تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء و اولیاء اللہ کا توسل بھی جائز

والشهداء والاولياء رب العلمين ام لا؟	ہے یا ناجائز؟

# الجواب	# جواب
عندنا وعند مشائخنا يجوز التوسل	ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک
فی الدعوات بالانبياء والصلحين من	دعاؤں میں انبیاء و صلحاء و اولیاء و شہداء
الاولياء والشهداء والصديقين فی	و صدیقین کا توسّل جائز ہے۔ اُن کی حیات
حيوتهم وبعد وفاتهم بان يقول فی	میں یا بعد وفات بایں طور کہ کہے یا اللہ میں
دعائه اللهم انی اتوسل اليك بفلان	بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دُعا کی
ان تجيب دعوتی وتقضی حاجتی الی	قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی
غير ذلك كما صرح به شيخنا ومولانا	جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح
الشاه محمد اسحٰق الدهلوی ثم	فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق
المهاجر المكی ثم بينه فی فتاواه شيخنا	دہلوی ثم المکی نے، پھر مولانا رشید احمد گنگوہی
ومولانا رشيد احمد الگنگوهی رحمة	نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے
الله عليهما وفی هذا الزمان شائعة	جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود
مستفيضة بايدی الناس وهذه	ہے، اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے
المسئلة مذكورة علی صفحه ۹۳ من	صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے۔ جس کا جی چاہے
الجلد الاول منها فليراجع اليها من شاء	دیکھ لے۔

# السوال الخامس	# پانچواں سوال
ما قولكم فی حيوة النبی عليه الصلوٰة	کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام فی قبرہ الشریف هل ذلك امر
مخصوص به ام مثل سائر المومنین
رحمة الله علیهم حیوته برزخیة -

کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات
آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی
حیات ہے۔

الجواب

عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة
صلی الله علیه وسلم حیٌّ فی قبره الشریف
وحیوته صلی الله علیه وسلم دنیویة
من غیر تکلیف وهی مختصة به
صلی الله علیه وسلم وبجمیع الانبیاء
صلوات الله علیهم والشهداء لابرزخیة
کما هی حاصلة لسائر المومنین بل
لجمیع الناس کما نص علیه العلامة
السیوطی فی رسالته "انباء الاذکیاء
بحیوة الانبیاء" حیث قال قال الشیخ
تقی الدین السبکی حیوة الانبیاء و
الشهداء فی القبر کحیوتهم فی الدنیا
ویشهد له صلوة موسی علیه السلام
فی قبره فان الصلوة تستدعی جسدًا
حیا الی اخر ما قال فثبت بهذا ان
حیوته دنیویة برزخیة لکونها فی عالم

جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے
نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک
میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے
بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے
آں حضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء
کے ساتھ برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام
مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی
نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء"
میں تصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ
علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء
وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا
میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں
نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ
جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت
ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی
ہے اور اس معنے کر برزخی بھی ہے کہ عالم

البرزخ ولشيخنا شمس الاسلام و الدّين محمد قاسم العلوم على المستفيدين قدس الله سره العزيز فى هٰذه المبحث رسالة مستقلة دقيقة المأخذ بديعة المسلك لم ير مثلها قد طبعت وشاعت فى الناس واسمها "آب حيات" اى ماء الحيٰوة

برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام "آب حیات" ہے۔

السوال السادس — چھٹا سوال

هل للداعى فى المسجد النبوي ان يجعل وجهه الى القبر المنيف ويسئل من المولى الجليل متوسلا بنبيه الفخيم النبيل.

کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کو یہ صورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضرتؐ کا واسطہ دے کر حق تعالیٰ سے دعا مانگے۔

الجواب — جواب

اختلف الفقهاء فى ذٰلك كما ذكره الملا على القارى رحمه الله تعالى فى المسلك المتقسط فقال ثم اعلم انه ذكر بعض مشائخنا كابى الليث ومن تبعه كالكرمانى والسروجى

اس میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے مسلک متقسط میں ذکر کیا ہے فرماتے ہیں معلوم کرو کہ ہمارے بعض مشائخ ابو اللیث اور ان کے پیرو کرمانی و سروجی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنے والے

انه يقف الزائر مستقبل القبلة كذا
رواه الحسن عن ابي حنيفة رضي
الله عنهما ثم نقل عن ابن الهمام
بان ما نقل عن ابي الليث مردود
بما روى ابو حنيفة عن ابن عمر
رضي الله عنه انه قال من السنة
ان تاتي قبر رسول الله صلى الله عليه
وسلم فتستقبل القبر بوجهك ثم
تقول "السلام عليك ايها النبي و
رحمة الله وبركاته ثم ايده برواية
اخرى اخرجها مجد الدين اللغوي
عن ابن المبارك قال سمعت ابا حنيفة
يقول قدم ابو ايوب السختياني وانا
بالمدينة فقلت لانظرن ما يصنع
فجعل ظهره مما يلي القبلة ووجهه
مما يلي وجه رسول الله صلى الله
عليه وسلم وبكى غير متباك فقام
مقام فقيه ثم قال العلامة القاري
بعد نقله وفيه تنبيه على ان هذا
هو مختار الامام بعد ما كان مترددا
في مقام المرام ثم الجمع بين الروايتين

کر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے جیسا
کہ امام حسن نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے۔ اس کے بعد ابن ہمام سے
نقل کیا ہے کہ ابو اللیث کی روایت نامقبول
ہے۔ اس لیے کہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ
سنت یہ ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر
ہو تو قبر مطہر کی طرف منہ کر کے اس طرح کہو
"آپ پر سلام نازل ہو اے نبی اور اللہ تعالیٰ کی
رحمت و برکات نازل ہوں پھر اس کی تائید میں
دوسری روایت لائے ہیں جس کو مجد الدین لغوی نے
ابن المبارک سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں
نے امام ابو حنیفہؒ کو اس طرح فرماتے سنا کہ جب
ابو ایوب سختیانی مدینہ منورہ میں آئے تو میں بھی تھا
میں نے کہا میں ضرور دیکھونگا یہ کیا کرتے ہیں
سو انھوں نے قبلہ کی طرف پشت کی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف اپنا منہ
کیا اور بلا تصنع روئے تو بڑے فقیہ کی طرح قیام
کیا پھر اس کو نقل کر کے علامہ قاری فرماتے
ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی صورت امام صاحب
کی پسند کردہ ہے۔ ہاں پہلے ان کو تردد تھا۔ پھر علامہ

ممكن الخ كلام الشريف فظهر بهذا انه يجوز كلا الامرين لكن المختار ان يستقبل وقت الزيارة ممايلي وجهه الشريف صلى الله عليه وسلم وهو المأخوذ به عندنا وعليه عملنا وعمل مشائخنا وهكذا الحكم في الدعاء كما روي عن مالك رحمه الله تعالى لما ساله بعض الخلفاء وقد صرح به مولانا الگنگوهي في رسالته "زبدة المناسك" واما مسئلة التوسل فقد مرت في نمرة ۳، ۴، ص ۶

نے یہ بھی کہا کہ دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے الخ. غرض اس سے ظاہر ہو گیا کہ جائز دونوں صورتیں ہیں مگر اولیٰ یہی ہے کہ زیارت کے وقت چہرۂ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ ان کے کسی خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے رسالہ "زبدۃ المناسک" میں کر چکے ہیں اور توسل کا مسئلہ ابھی صفحہ ۶، ع ۳، ۴ میں گزر چکا ہے۔

السؤال السابع

ساتواں سوال

ما قولكم في تكثير الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم وقراءة دلائل الخيرات والاوراد.

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنے اور دلائل الخیرات اور دیگر اوراد کے پڑھنے کی بابت۔

الجواب

جواب

يستحب عندنا تكثير الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم وهو من ارجى

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب

الطاعات واحب المندوبات سواء كان بقراءة الدلائل والاوراد الصلوتية المولفة فى ذلك او بغيرها ولكن الافضل عندنا ما صح بلفظه صلى الله عليه وسلم ولو صلى بغير ما ورد عنه صلى الله عليه وسلم لم يخل عن الفضل ويستحق بشارة من صلى على صلوة صلى الله عليه عشرا وكان شيخنا العلامة الكنكوهى يقرء الدلائل وكذلك المشائخ الاخر من ساداتنا وقد كتب فى ارشاداته مولانا ومرشدنا قطب العالم حضرة الحاج امداد الله قدس الله سره العزيز وامر اصحابه بان يحزبوه وكانوا يروون الدلائل رواية وكان يجيز اصحابه بالدلائل مولانا الكنكوهى رحمة الله عليه۔

اجر و ثواب طاعت ہے خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہیں گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائیگا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے۔

اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی قدس سرہٗ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل کو روایت کرتے رہے اور مولانا گنگوہیؒ بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے۔

السؤال الثامن والتاسع والعاشر — آٹھواں نواں اور دسواں سوال

هل يصح لرجل ان يقلد احدا من الائمة الاربعة فى جميع الاصول والفروع ام

تمام اصول و فروع میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد بن جانا درست ہے یا نہیں؟

لا وعلى تقدير الصحة هل هو مستحب ام واجب ومن تقلدون من الائمة فروعًا واصولًا۔

اور اگر درست ہے تو مستحب ہے، یا واجب، اور تم کس امام کے مقلد ہو۔

الجواب

لا بد للرجل فى هذا الزمان ان يقلد احدا من الائمة الاربعة رضى الله تعالى عنهم بل يجب فانا جربنا كثيرا ان مآل ترك تقليد الائمة واتباع راى نفسه وهواها السقوط فى حفرة الالحاد والزندقة اعاذنا الله منها ولاجل ذلك نحن ومشائخنا مقلدون فى الاصول والفروع لامام المسلمين ابى حنيفة رضى الله تعالى عنه اماتنا الله عليه وحشرنا فى زمرته ولمشائخنا فى ذلك تصانيف عديدة شاعت واشتهرت فى الآفاق۔

جواب

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جاوے بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس و ہوا کے اتباع کرنے کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ پناہ میں رکھے اور یہی وجہ ہے ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو، اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو، اور اس بحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں مشہور و شائع ہو چکی ہیں۔

السؤال الحادى عشر

وهل يجوز عندكم الاشتغال باشغال

گیارھواں سوال

کیا صوفیہ کے اشغال میں مشغول اور ان سے

الصوفية وبيعتهم وهل تقولون بصحة
وصول الفيوض الباطنية عن صدور
الأكابر وقبورهم وهل يستفيد أهل
السلوك من روحانية المشائخ الأجلاء أم لا؟

الجواب

يستحب عندنا إذا فرغ الإنسان من
تصحيح العقائد وتحصيل المسائل الضرورية
من الشرع أن يبايع شيخا راسخ القدم
في الشريعة زاهدا في الدنيا راغبا في الآخرة
قد قطع عقبات النفس وتمرن في
المنجيات وتبتل عن المهلكات كاملا
مكملا ويضع يده في يده ويحبس
نظره في نظره ويشتغل باشتغال
الصوفية من الذكر والفكر والفناء الكلي
فيه ويكتسب النسبة التي هي النعمة
العظمى والغنيمة الكبرى وهي المعبر
عنها بلسان الشرع بالإحسان وأما من
لم يتيسر له ذلك ولم يقدر له ما هنالك
فيكفيه الانسلاك بسلكهم والانخراط
في حزبهم فقد قال رسول الله صلى

بیعت ہونا تمہارے نزدیک جائز اور اکابر کے
سینہ اور قبر کے باطنی فیضان پہونچنے کے
تم قائل ہو یا نہیں اور مشائخ کی روحانیت سے
اہل سلوک کو نفع پہونچتا ہے یا نہیں۔

جواب

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقاید
کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل
سے فارغ ہو جاوے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو
جو شریعت میں راسخ القدم ہو، دنیا سے بے رغبت
ہو، آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیوں کو طے کر
چکا ہو، خوگر ہو نجات دہندہ اعمال کا اور علیحدہ
ہو تباہ کن افعال سے خود بھی کامل ہو دوسروں
کو بھی کامل بنا سکتا ہو ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ
دے کر اپنی نظر اس کی نظر میں محصور رکھے اور صوفیہ
کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فناء تام کے
ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب جو نعمت
عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے جس کو شرع میں احسان
کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ
ہو اور وہاں تک نہ پہنچ سکے اس کو بزرگوں کے سلسلہ
میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم المرء مع من احب اولئك قوم لا یشقی جلیسھم وبحمد اللہ تعالیٰ وحسن انعامہ نحن ومشائخنا قد دخلوا فی بیعتھم واشتغلوا باشغالھم وتصدوا للارشاد والتلقین والحمد للہ علیٰ ذٰلك واما الاستفادۃ من روحانیۃ المشائخ الاجلۃ ووصول الفیوض الباطنیۃ من صدورھم او قبورھم فیصح علی الطریقۃ المعروفۃ فی اھلھا وخواصھا لا بما ھو شائع فی العوام؛

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو، وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں ہو سکتا اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں والحمد للہ علیٰ ذٰلک، اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

السوال الثانی عشر

بارھواں سوال

قد کان محمّد بن عبد الوھّاب النجدی یستحل دماء المسلمین واموالھم واعراضھم وکان ینسب الناس کلھم الی الشرك ویسب السلف فکیف ترون ذٰلك وھل تجوزون تکفیر السلف والمسلمین واھل القبلۃ ام کیف مشربکم؟

محمّد بن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا، اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو، یا کیا مشرب ہے؟

الجواب

الحکم عندنا فیھم ما قال صاحب
الدر المختار وخوارج ھم قوم
لھم منعۃ خرجوا علیہ بتاویل یرون
انہ علی باطل کفر او معصیۃ توجب
قتالہ بتاویلھم یستحلون دمائنا و
اموالنا ویسبون نسائنا الی ان قال
وحکمھم حکم البغاۃ ثم قال وانما
لم نکفرھم لکونہ عن تاویل وان کان
باطلا۔ وقال الشامی فی حاشیتہ کما
وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوھاب
الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی
الحرمین وکانوا ینتحلون مذھب
الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم
المسلمون وان من خالف اعتقادھم
مشرکون واستباحوا بذلک قتل اھل
السنۃ وقتل علمائھم حتی کسر اللہ
شوکتھم ثم اقول لیس ھو ولا احد
من اتباعہ وشیعتہ من مشائخنا فی
سلسلۃ من سلاسل العلم من الفقہ

جواب

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب
درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت
ہے شوکت والی جنھوں نے امام پر چڑھائی کی تھی
تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت
کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے
اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال
سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں آگے
فرماتے ہیں، ان کا حکم باغیوں کا ہے اور پھر یہ
بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں
کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی
اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے
جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے تابعین
سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب
ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر اُن کا
عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے
عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر
انھوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح
سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت
توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبد الوہاب اور

والحديث والتفسير والتصوف واما
استحلال دماء المسلمين واموالهم و
اعراضهم فاما ان يكون بغير حق او
بحق فان كان بغير حق فاما ان يكون
من غير تاويل فكفر وخروج عن
الاسلام وان كان بتاويل لا يسوغ
فى الشرع ففسق واما ان كان بحق
فجائز بل واجب واما تكفير السلف
من المسلمين فحاشا ان نكفر احدًا
منهم بل هو عندنا رفض وابتداع
فى الدين وتكفير اهل القبلة من
المبتدعين فلا نكفرهم ما لم ينكروا
حكما ضروريا من ضروريات الدين
فاذا ثبت انكار امر ضرورى من الدين
نكفرهم ونحتاط فيه وهذا دأبنا و
دأب مشائخنا رحمهم الله تعالى،

اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ مشائخ
میں نہیں نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ
میں نہ تصوف میں۔ اب رہا مسلمانوں کی جان
مال و آبرو کا حلال سمجھنا۔ سو یا ناحق ہوگا یا حق۔
پھر اگر ناحق ہے تو یا بلا تاویل ہوگا جو کفر اور
خارج از اسلام ہوتا ہے۔ اور اگر ایسی تاویل
سے ہے جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے، اور
اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے۔ باقی رہا
سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان
میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ
فعل ہمارے نزدیک رفض اور دین میں اختراع
ہے ہم تو ان بدعتیوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب
تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں
کافر نہیں کہتے۔ ہاں جس وقت دین کے کسی
ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائیگا تو کافر سمجھیں گے
اور احتیاط کریں گے۔ یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے
جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔

السؤال الثالث عشر والرابع عشر

تیرھواں اور چودھواں سوال

ما قولكم فى امثال قوله تعالى الرحمن

کیا کہتے ہو حق تعالیٰ کے اس قسم کے قول میں کہ

على العرش استوى هل تجوزون اثبات جهة ومكان للباري تعالى ام كيف رايكم فيه ؟

رحمٰن عرش پر مستوی ہوا، کیا جائز سمجھتے ہو باری تعالیٰ کے لیے جہت و مکان کا ثابت کرنا یا کیا رائے ہے ؟

الجواب

قولنا في امثال تلك الآيات انا نؤمن بها ولا يقال كيف ونؤمن بالله سبحانه وتعالى متعال ومنزه عن صفات المخلوقين وعن سمات النقص والحدوث كما هو راي قدمائنا. واما ما قال المتاخرون من ائمتنا في تلك الآيات يأولونها بتاويلات صحيحة سائغة في اللغة والشرع بانه يمكن ان يكون المراد من الاستواء الاستيلاء ومن اليد القدرة الى غير ذلك تقريبا الى افهام القاصرين فحق ايضا عندنا واما الجهة والمكان فلا نجوز اثباتهما له تعالى ونقول انه تعالى منزه ومتعال عنهما وعن جميع سمات الحدوث.

جواب

اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے، یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص و حدوث کی علامات سے مبرّا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت و شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں تاکہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ کہ ممکن ہے استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت، تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے۔ البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزہ و عالی ہے۔

السوال الخامس عشر

هل ترون احدا افضل من النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الکائنات؟

پندرھواں سوال

کیا تمھاری رائے یہ ہے کہ مخلوق میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی افضل ہے؟

الجواب

اعتقادنا و اعتقاد مشائخنا ان سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلائق کافۃ وخیرهم عند اللہ تعالی لا یساویہ احد بل و لا یدانیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القرب من اللہ تعالی والمنزلۃ الرفیعۃ عندہ وھو سید الانبیاء والمرسلین خاتم الاصفیاء والنبیین کما ثبت بالنصوص وھو الذی نعتقدہ وندین اللہ تعالی بہ وقد صرح بہ مشائخنا فی غیر ما تصنیف -

جواب

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالی سے قرب ومنزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا، قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین وایمان - اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہتیری تصانیف میں کر چکے ہیں -

---

السوال السادس عشر

اتجوزون وجود نبي بعد النبي عليه الصلوٰة والسلام وهو خاتم النبيين وقد تواتر معنى قوله عليه السّلام لا نبي بعدي وامثاله وعليه انعقد الاجماع وكيف رايكم فيمن جوز وقوع ذٰلك مع وجود هذه النصوص وهل قال احد منكم او من اكابركم ذٰلك۔

سولھواں سوال

کیا کسی نبی کا وجود جائز سمجھتے ہو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حالانکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور معناً درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے آپ کا یہ ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اس پر اجماعِ امت منعقد ہو چکا ہے اور جو شخص باوجود ان نصوص کے کسی نبی کا وقوع جائز سمجھے اس کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے اور کیا تم میں سے یا تمہارے اکابر میں سے کسی نے ایسا کہا ہے۔

الجواب

اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سيدنا ومولانا وحبيبنا وشفيعنا محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين لا نبي بعده كما قال الله تبارك وتعالى في كتابه ولكن رسول الله وخاتم النبيين وثبت باحاديث كثيرة متواترة المعنى وباجماع الامة وحاشا ان يقول احد

جواب

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ ولیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معناً حدِ تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماعِ امت سے سو حاشا کہ

منا خلاف ذلك فانه من انكر ذلك
فهو عندنا كافر لانه منكر للنص
القطعي الصريح نعم شيخنا ومولانا سيد
الاذكياء المدققين المولوي محمّد قاسم
النانوتوي رحمه الله تعالىٰ اتى بدقة
نظره تدقيقا بديعا اكمل خاتميته
علىٰ وجه الكمال واتمها علىٰ وجه
التمام فانه رحمه الله تعالىٰ قال في
رسالته المسماة "بتحذير الناس" ما
حاصله ان الخاتمية جنس تحته
نوعان احدهما خاتمية زمانية
وهو ان يكون زمان نبوته صلى الله
عليه وسلم متاخرا من زمان نبوة
جميع الانبياء ويكون خاتما لنبوتهم
بالزمان والثاني خاتمية ذاتية و
هي ان يكون نفس نبوته صلى الله
عليه وسلم ختمت بها وانتهت اليها
نبوة جميع الانبياء وكما انه صلى الله
عليه وسلم خاتم النبيين بالزمان كذلك
هو صلعم خاتم النبيين بالذات فان كل ما
بالعرض يختم على ما بالذات وينتهي اليه و
لا تتعداه ولما كان نبوته

ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کیسے کیونکہ جو
اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے
اس لیے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا بلکہ ہمارے
شیخ و مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دقت نظر سے عجیب
دقیق مضمون بیان فرما کر آپ کی خاتمیت کو
کامل و تمام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے
رسالہ "تحذیر الناس" میں بیان فرمایا ہے اس
کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس
کے تحت میں دو نوع داخل ہیں ایک خاتمیت
باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام
انبیاء کی نبوت کے زمانہ سے متاخر ہے اور
آپ بحیثیت زمانہ کے سب کی نبوت کے
خاتم ہیں، اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار
ذات، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کی
نبوت ہے جس پر تمام انبیاء کی نبوت ختم و
منتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ خاتم النبیین ہیں
باعتبار زمانہ اسی طرح آپ خاتم النبیین ہیں
بالذات کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض ہو ختم ہوتی
ہے اس پر جو بالذات ہو اس سے آگے
سلسلہ نہیں چلتا اور جبکہ آپ کی نبوت بالذات

صلی اللہ علیہ وسلم بالذات ونبوۃ
سائر الانبیاء بالعرض لان نبوّتھم
علیھم السّلام بواسطۃ نبوتہ صلی اللہ
علیہ وسلم وھو الفرد الاکمل الاوحد
الابجل قطب دائرۃ النبوۃ والرسالۃ
وواسطۃ عقدھا فھو خاتم النّبیین
ذاتاً وزماناً ولیس خاتمیۃ صلی اللہ
علیہ وسلم منحصرۃ فی الخاتمیۃ
الزّمانیۃ فانہ لیس کبیرۃ فضل
ولا زیادۃ رفعۃ ان یکون زمانہ
صلی اللہ علیہ وسلم متاخرا من زمان
الانبیاء قبلہ بل السیادۃ الکاملۃ و
الرفعۃ البالغۃ والمجد الباھر و
الفخر الزاھر تبلغ غایتھا اذا کان
خاتمیتہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتاً و
زماناً واما اذا اقتصر علی الخاتمیۃ
الزمانیۃ فلا تبلغ سیادتہ ورفعتہ صلی
اللہ علیہ وسلم کمالھا ولا یحصل لہ
الفضل بکلیتہ وجامعیتہ وھذا
تدقیق منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ظھر لہ
فی مکاشفات فی اعظام شانہ و

ہے اور تمام انبیا علیہم السلام کی نبوت بالعرض
اس لیے کہ سارے انبیاء کی نبوت آپ کی نبوت
کے واسطہ سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل یگانہ
اور دائرہ رسالت و نبوت کے مرکز اور عقد
نبوت کے واسطہ ہیں پس آپ خاتم النبیین
ہوئے ذاتاً بھی اور زماناً بھی اور آپ کی خاتمیت
صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے اس لیے
کہ یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل
سرداری اور غایت رفعت اور انتہا درجہ
کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ کی
خاتمیت ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے
ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء
ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت نہ مرتبہ
کمال کو پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت و فضل
کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و
رفعت شان و عظمت کے بیان میں مولانا
کا مکاشفہ ہے۔ ہمارے خیال میں علمائے
متقدمین اور اذکیاء متبحرین میں سے کسی کا
ذہن اس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما۔

اجلال برهانه وتفضيله وتبجيله صلى الله عليه وسلم كما حققه المحققون من ساداتنا العلماء كالشيخ الاكبر والتقي السبكي وقطب العالم الشيخ عبد القدوس الگنگوهي رحمهم الله تعالى لم يحم حول سرادقات ساحته فيما نظن ونرى ذهن كثير من العلماء المتقدمين والاذكياء المتبحرين و هو عند المبتدعين من اهل الهند كفر وضلال ويوسوسون الى اتباعهم واوليائهم انه انكار لخاتميته صلى الله عليه وسلم. فهيهات وهيهات و لعمري انه لافرى الفرى واعظم زور وبهتان بلا امتراء ما حملهم على ذلك الا الحقد والشحناء والحسد والبغضاء لاهل الله تعالى وخواص عباده وكذلك جرت السنة الالهية في انبيائه واوليائه۔

ہاں ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک کفر و ضلال بن گیا۔

یہ مبتدعین اپنے چیلوں اور تابعین کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔ افسوس، صد افسوس! قسم ہے اپنی زندگی کی کہ ایسا کہنا پرلے درجہ کا افترا ہے اور بڑا جھوٹ و بہتان ہے۔ جس کا باعث محض کینہ و عداوت و بغض ہے۔ اہل اللہ اور اس کے خاص بندوں کے ساتھ اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے انبیاء اور اولیاء میں۔

السوال السابع عشر

سترھواں سوال

هل تقولون ان النبي صلى الله عليه

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ

وسلم لا يفضل علينا الا كفضل الاخ الاكبر على الاخ الاصغر لا غير وهل كتب احد منكم هذا المضمون فى كتاب۔

صلی اللہ علیہ وسلم کو بس ہم پر ایسی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے اور کیا تم میں سے کسی نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے۔

الجواب

جواب

ليس احد منا ولا من اسلافنا الكرام معتقدا بهذا البتة ولا نظن شخصا من ضعفاء الايمان ايضا يتفوه بمثل هذه الخرافات ومن يقل ان النبی عليه السلام ليس له فضل علينا الا كما يفضل الاخ الاكبر على الاصغر فنعتقد فى حقه انه خارج عن دائرة الايمان وقد صرحت تصانيف جميع الاكابر من اسلافنا بخلاف ذلك وقد بيّنوا وصرحوا وحرروا وجوه فضائله واحساناته عليه السلام علينا معشر الامة بوجوه عديدة بحيث لا يمكن اثبات مثل بعض تلك الوجوه لشخص من الخلائق فضلا عن جملتها وان

ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گزشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے اور وہ حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور وجوہ فضائل تمام امت پر بتصریح اس قدر بیان کر چکے اور لکھ چکے ہیں کہ سب تو کیا ان میں سے کچھ بھی مخلوق میں سے کسی شخص کے لیے ثابت نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی شخص

افتری احد بمثل هذه الخرافات الواهية علينا او على اسلافنا فلا اصل له ولا ينبغي ان يلتفت اليه اصلا فان كونه عليه السلام افضل البشر قاطبة واشرف الخلق كافة و سيادته عليه السلام على المرسلين جميعا وامامته النبيين من الامور القطعية التي لا يمكن لادنى مسلم ان يتردد فيه اصلا ومع هذا ان نسب الينا احد من امثال هذه الخرافات فليبين محله من تصانيفنا حتى نظهر على كل منصف فهيم جهالته وسوء فهمه مع الحاده وسوء تدينه بحوله تعالى وقوته القوية۔

ایسے واہیات خرافات کا ہم پر یا ہمارے بزرگوں پر بہتان باندھے وہ بے اصل ہے اور اس کی طرف توجہ بھی مناسب نہیں۔ اس لیے کہ حضرت کا افضل البشر اور تمامی مخلوقات سے اشرف اور جمیع پیغمبروں کا سردار اور سارے نبیوں کا امام ہونا ایسا قطعی امر ہے جس میں ادنیٰ مسلمان بھی تردد نہیں کر سکتا اور باوجود اس کے بھی اگر کوئی شخص ایسی خرافات ہماری جانب منسوب کرے تو اسے ہماری تصنیفات میں موقع و محل بتانا چاہیے تاکہ ہم ہر سمجھدار منصف پر اس کی جہالت، بدفہمی اور الحاد و بد دینی ظاہر کریں۔

السؤال الثامن عشر

اٹھارھواں سوال

هل تقولون ان علم النبي عليه السلام مقتصر على الاحكام الشرعية فقط ام اعطى علوما متعلقة بالذات والصفات والافعال للباري عز اسمه والاسرار الخفية والحكم الالهية و

کیا تم اس کے قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو صرف احکام شرعیہ کا علم ہے یا آپ کو حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات و صفات و افعال اور مخفی اسرار و حکمتہائے الٰہیہ وغیرہ کے اس قدر علوم عطا ہوئے ہیں جن کے پاس تک مخلوق

غیر ذلك مما لم یصل الی سرادقات علمه احد من الخلائق کائنا من کان۔

میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

الجواب

جواب

نقول باللسان ونعتقد بالجنان ان سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اعلم الخلق قاطبة بالعلوم المتعلقة بالذات والصفات والتشریعات من الاحکام العملیة والحکم النظریة و الحقائق الحقة والاسرار الخفیة وغیرها من العلوم مالم یصل الی سرادقات ساحته احد من الخلائق لاملك مقرب ولا نبی مرسل ولقد اعطی علم الاولین والآخرین وکان فضل اللہ علیه عظیما ولکن لا یلزم من ذلك علم کل جزئی جزئی من الامور الحادثة فی کل آن من آوانه الزمان حتی یضر غیبوبة بعضها عن مشاهدته الشریفة ومعرفته المنیفة باعلمیته علیه السلام ووسعته فی العلوم وفضله فی المعارف علی کافة الانام وان اطلع

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات و صفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار خفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر ہر جزئی کی اطلاع و علم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپکے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہے تو آپکے علم اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آجائے اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر وہ واقعہ

عليها بعض من سواه من الخلائق و العباد كما لم يضر باعلمية سليمان عليه السلام غيبوبة ما اطلع عليه الهد هد من عجائب الحوادث حيث يقول فى القرآن قال اِنِّىْ اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ

عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہُد ہُد کو آگاہی ہوئی (اس) سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقصل نہیں آیا چنانچہ ہُد ہُد کہتی ہے کہ میں نے ایسی خبر پائی جس کی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سبا میں سے میں ایک سچی خبر لے کر آئی ہوں۔

السوال التاسع عشر

انیسواں سوال

اترون ان ابليس اللعين اعلم من سيد الكائنات عليه السلام و اوسع علما منه مطلقا وهل كتبتم ذلك فى تصنيف ما تحكمون على من اعتقد ذلك ۔

کیا تمھاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سیّد الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو، اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب

جواب

قد سبق منا تحرير هذه المسئلة ان النبى عليه السلام اعلم الخلق على الاطلاق بالعلوم والحكم والاسرار وغيرها من ملكوت الآفاق ونتيقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبى عليه السلام

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرا

فقد كفر وقد افتى مشائخنا بتكفير
من قال ان ابليس اللعين اعلم من النبي
عليه السلام فكيف يمكن ان توجد هذه
المسئلة في تاليف ما من كتبنا غير انه
غيبوبة بعض الحوادث الجزئية الحقيرة
عن النبي عليه السلام لعدم التفاته اليه
لا تورث نقصا ما في اعلميته عليه السلام
بعد ما ثبت انه اعلم الخلق بالعلوم
الشريفة اللائقة بمنصبه الاعلى كما لا
يورث الاطلاع على اكثر تلك الحوادث
الحقيرة لشدة التفات ابليس اليها شرفا
وكمالا علميا فيه فانه ليس عليها مدار
الفضل والكمال ومن ههنا لا يصح ان
يقال ان ابليس اعلم من سيدنا رسول
الله صلى الله عليه وسلم كما لا يصح ان يقال
لصبي علم بعض الجزئيات انه اعلم من
عالم متبحر محقق في العلوم والفنون الذي
غابت عنه تلك الجزئيات ولقد تلونا
عليك قصة الهدهد مع سليمان على
نبينا وعليه السلام وقوله اِنِّي اَحَطْتُ
بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ ودواوين الحديث و

اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں
جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے
زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ
کہاں پایا جا سکتا ہے۔ ہاں کسی جزئی حادثہ حقیر
کا حضرت کو اس لیے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس
کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں
کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کر سکتا جبکہ ثابت ہو
چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب
اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے
ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں
کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے
اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل
نہیں ہو سکتا کیونکہ ان پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہے
اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے
ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی
کی اطلاع ہو گئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں
بچہ کا علم اس متبحر محقق مولوی سے زیادہ ہے جس
کو جملہ علوم و فنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں
اور ہم ہدہد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش
آنے والا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں

دفاتر التفاسیر مشحونة بنظائرها المتکاثرة
المشتهرة بین الانام وقد اتفق الحکماء
علی ان افلاطون وجالینوس وامثالهما
من اعلم الاطباء بکیفیات الادویة و
احوالها مع علمهم ان دیدان النجاسة
اعرف باحوال النجاسة وذوقها وکیفیاتها
فلم تضر عدم معرفة افلاطون وجالینوس
هذه الاحوال الردیة فی اعلمیتهما ولم
یرض احد من العقلاء والحمقی بان یقول
ان الدیدان اعلم من افلاطون مع انها
اوسع علما من افلاطون باحوال النجاسة
ومبتدعة دیارنا یثبتون للذات الشریفة
النبویة علیها الف الف تحیة وسلام
جمیع علوم الاسافل الاراذل والافاضل
الاکابر قائلین انه علیه السلام لما کان
افضل الخلق کافة فلابد ان یحتوی علی
علومهم جمیعها کل جزئی جزئی وکلی کلی ونحن
انکرنا اثبات هذا الامر بهذا القیاس
الفاسدة بغیر نص من النصوص المعتبرة
الا تری ان کل مومن افضل واشرف
من ابلیس فیلزم علی هذا القیاس ان یکون

کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب
حدیث وتفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں نیز
حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون وجالینوس
وغیرہ بڑے طبیب ہیں، جن کو دواؤں کی کیفیت
حالات کا بہت زیادہ علم ہے۔ حالانکہ یہ بھی معلوم
ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور
اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو
افلاطون وجالینوس کا ان ردی حالت سے ناواقف
ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند
بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم
افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ ان کا نجاست کے
احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا
یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام شریف وادنیٰ
واعلیٰ واسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں
کہ جب آنحضرت ساری مخلوق سے افضل ہیں تو
ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی آپ کو
معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے
محض اس فاسد قیاس کی بناء پر اس علم کلی وجزئی
کے ثبوت کا انکار کیا۔ ذرا غور تو فرمائیے کہ ہر مسلمان
کو شیطان پر فضل وشرف حاصل ہے پس اس قیاس

كل شخص من احاد الامة حاويا على علوم
ابليس ويلزم على ذلك ان يكون سليمان
على نبينا وعليه السلام عالما بما علمه
الهدهد وان يكون افلاطون وجالينوس
عارفين بجميع معارف الديدان واللوازم
باطلة باسرها كما هو المشاهد وهذا
خلاصة ما قلناه فى البراهين القاطعة
لعروق الاغبياء المارقين القاصمة لاعناق
الدجاجلة المفترين فلم يكن بحثنا فيه الا
عن بعض الجزئيات المستحدثة ومن اجل
ذلك اتينا فيه بلفظ الاشارة حتى تدل
ان المقصود بالنفى والاثبات هنالك
تلك الجزئيات لا غير لكن المفسدين
يحرفون الكلام ولا يخافون محاسبة
الملك العلام وانا جازمون ان من قال
ان فلانا اعلم من النبى عليه السلام فهو
كافر كما صرح به غير واحد من علمائنا
الكرام ومن افترى علينا بغير ما ذكرناه فعليه
بالبرهان خائفا عن مناقشة الملك
الديان والله على ما نقول وكيل۔

کی بنا پر لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان کے
ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو، اور لازم آئے گا کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہُدہُد
نے جانا، اور افلاطون و جالینوس واقف ہوں
کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم
باطل ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے
قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا
ہے جس نے کند ذہن بددینوں کی رگیں کاٹ
دیں اور دجال و مفتری گروہ کی گردنیں توڑ دیں
سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حادثات جزئی
میں تھی اور اسی لیے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا
تاکہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف
یہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا
کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور
ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں
کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے
چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتیرے
علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے
خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ
شاہنشاہ روزِ جزا سے خائف بن کر دلیل بیان
کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے۔

السؤال العشرون

أتعتقدون أن علم النبي صلى الله عليه وسلم يساوي علم زيد وبكر وبهائم أم تتبرؤن عن أمثال هذا وهل كتب الشيخ أشرف علي التهانوي في رسالته حفظ الإيمان هذا المضمون أم لا وبم تحكمون على من اعتقد ذلك.

بیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید و بکر اور چوپاؤں کے علم کے برابر ہے یا اس قسم کے خرافات سے تم بری ہو اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں، اور جو یہ عقیدہ رکھے اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب

أقول وهذا أيضا من افتراءات المبتدعين وأكاذيبهم قد حرفوا معنى الكلام وأظهروا بحقدهم خلاف مراد الشيخ مد ظله قاتلهم الله أنى يؤفكون قال الشيخ العلامة التهانوي في رسالته المسماة بحفظ الإيمان وهي رسالة صغيرة أجاب فيها عن ثلاثة سئل عنها، الأولى منها في السجدة التعظيمية للقبور والثانية في الطواف بالقبور والثالثة في إطلاق لفظ عالم الغيب على سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال الشيخ ما حاصله

جواب

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی مبتدعین کا ایک افترا اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدلے اور مولانا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا۔ خدا انہیں ہلاک کرے کہاں جاتے ہیں۔ علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات کا جواب دیا ہے جو ان سے پوچھے گئے تھے۔ پہلا مسئلہ قبر کو تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبور کے طواف میں اور تیسرا یہ کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز ہے یا نہیں؟

مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے

انه لا يجوز هذا الاطلاق وان كان
بتاويل لكونه موهما بالشرك كما منع
من اطلاق قولهم راعنا فى القران ومن
قولهم عبدى وامتى فى الحديث اخرجه
مسلم فى صحيحه فان الغيب المطلق فى
الاطلاقات الشرعية ما لم يقم عليه
دليل ولا الى دركه وسيلة وسبيل فعلى
هذا قال الله تعالى قل لا يعلم من فى
السموت والارض الغيب الا الله ولو
كنت اعلم الغيب وغير ذلك من الايات
ولو جوز ذلك بتاويل يلزم ان يجوز
اطلاق الخالق والرازق والمالك والمعبود
وغيرها من صفات الله تعالى المختصة
بذاته تعالى وتقدس على المخلوق بذلك
التاويل وايضا يلزم عليه ان يصح نفى اطلاق
لفظ عالم الغيب عن الله تعالى بالتاويل
الاخر فانه تعالى ليس عالم الغيب بالواسطة
والعرض فهل ياذن فى نفيه عاقل متدين
حاشا وكلا ثم لو صح هذا الاطلاق على ذاته
المقدسة صلى الله عليه وسلم على قول السائل
فنستفسر منه ماذا اراد بهذا الغيب

کہ جائز نہیں گو تاویل ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ
شرک کا وہم ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں صحابہ کو
راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم کی حدیث میں غلام
یا باندی کو عبدی اور امتی کہنے کی ممانعت ہے
بات یہ ہے کہ اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب
مراد ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور اس کے
حصول کا کوئی وسیلہ و سبیل نہ ہو۔ اسی بنا پر
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: کہ وہ نہیں جانتے وہ
جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ
نیز ارشاد ہے، اگر میں غیب جانتا تو بہتیری نیکی
جمع کر لیتا، اور اگر کسی تاویل سے اطلاق کو جائز
سمجھا جاوے تو لازم آتا ہے کہ خالق رازق معبود
مالک وغیرہ ان صفات کا جو ذات باری کے
ساتھ خاص ہیں اسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح
ہو جاوے نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے
لفظ عالم الغیب کی نفی حق تعالیٰ سے ہو سکے اس
لیے کہ اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب
نہیں ہے پس کیا اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار
اجازت دے سکتا ہے؛ حاشا وکلا، پھر یہ کہ حضرت
کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول
سائل صحیح ہو تو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں۔

هل اراد كل واحد من افراد الغيب او
بعضه اى بعض كان فان اراد بعض الغيوب
فلا اختصاص له بحضرة الرسالة صلى الله
عليه وسلم فان علم بعض الغيوب وان
كان قليلا حاصل لزيد وعمرو بل لكل
صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات و
البهائم لان كل واحد منهم يعلم شيئا لا
يعلم الآخر ويخفى عليه فلو جوز السائل
اطلاق عالم الغيب على احد لعلمه بعض
الغيوب يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على
سائر المذكورات ولو التزم ذلك لم
يبق من كمالات النبوة لانه يشرك فيه
سائرهم ولو لم يلتزم طولب بالفارق و
لن يجد اليه سبيلا انتهى كلام الشيخ
التهانوى فانظروا يرحمكم الله فى كلام
الشيخ لن تجدوا مما كذب المبتدعون من
اثر فحاشا ان يدعى احد من المسلمين
المساواة بين علم رسول الله صلى الله عليه
وسلم وعلم زيد وبكر وبهائم بل الشيخ
يحكم بطريق الالزام على من يدعى جواز
اطلاق علم الغيب على رسول الله صلى

کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر
فرد یا بعض غیب کوئی کیوں نہ ہو پس اگر بعض
غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کی تخصیص نہ رہی کیوں کہ بعض غیب کا علم اگرچہ
تھوڑا سا ہو زید و عمر بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ
جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ
ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے، کہ
دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم
الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے
جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ
بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو
مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا
کیوں کہ سب شریک ہو گئے اور اگر اس کو نہ مانے
تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو
سکے گی۔ مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا، خدا تم پر
رحم فرمائے۔ ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ بدعتیوں
کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے، حاشا کہ کوئی
مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور زید و بکر
و بہائم کے علم کو برابر سمجھے بلکہ مولانا تو بطریق الزام
یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے

الله علیه وسلم لعلمه بعض الغیوب انه یلزم علیه ان یجوز اطلاقه علی جمیع الناس والبهائم فاین هذا عن مساواة العلم التی یفترونها علیه فلعنة الله علی الکاذبین۔ ونتیقن بان معتقد مساواة علم النبی علیه السلام مع زید وبکر وبهائم ومجانین کافر قطعًا وحاشا الشیخ دام مجده ان یتفوه بهذا وانه لمن عجب العجائب۔

اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر لازم آتا ہے کہ جمیع انسان و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جس کا بہتد عین نے مولانا پر افترا باندھا جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار۔ ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا دام مجدہ ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔

السؤال الواحد والعشرون

اتقولون ان ذکر ولادته صلی الله علیه وسلم مستقبح شرعًا من البدعات السیئة المحرمة ام غیر ذلك۔

اکیسواں سوال

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ ولادت شرعاً قبیح سیئہ حرام ہے یا اور کچھ؟

الجواب

حاشا ان یقول احد من المسلمین فضلا ان نقول نحن ان ذکر ولادته الشریفة علیه الصلوٰة والسلام بل و ذکر غبار نعاله وبول حماره صلی الله

جواب

حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام

علیه وسلم مستقبح من البدعات السیئة	کیسے وہ حیلہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
المحرمة فالاحوال التی لها ادنیٰ تعلق	وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے
برسول الله صلی الله علیه وسلم ذکرها	نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب
من احب المندوبات واعلی المستحبات	ہے خواہ ذکرِ ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول براز
عندنا سواء کان ذکر ولادته الشریفة او	نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا
ذکر بوله وبرازه وقیامه وقعوده ونومه	تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ
ونبهته کما هو مصرح فی رسالتنا المسماة	میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ
بالبراهین القاطعة فی مواضع شتی منها	کے فتویٰ میں مسطور ہے چنانچہ شاہ محمد اسحٰق
وفی فتاوی مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ	صاحب دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی
کما فی فتوی مولانا احمد علی المحدث	محدث سہارنپوری کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کر
السهارنفوری تلمیذ الشاه محمد اسحٰق	کے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب کی تحریرات کا نمونہ
الدهلوی ثم المهاجر المکی ننقله مترجما	بن جائے۔ مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ
لتکون نمونة عن الجمیع سئل هو رحمه	مجلس میلاد شریف کس طریقہ سے جائز ہے اور
الله تعالیٰ عن مجلس المیلاد بای طریق	کس طریقے سے ناجائز۔ تو مولانا نے اس کا یہ
یجوز وبای طریق لایجوز فاجاب بان	جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
ذکر الولادة الشریفة لسیدنا رسول الله	شریف کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں
صلی الله علیه وسلم بروایات صحیحة فی	جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں۔ ان کیفیات
اوقات خالیة عن وظائف العبادات	سے جو صحابہ کرام اور ان اہل قرون ثلثہ کے
الواجبات وبکیفیات لم تکن مخالفة عن	طریقے کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی
طریقة الصحابة واهل القرون الثلاثة	شہادت حضرت نے دی ہے ان عقیدوں
المشهود لها بالخیر وبالاعتقادات التی	سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں ان آداب

موهمة بالشرك والبدعة وبالآداب
التي لم تكن مخالفة عن سيرة الصحابة
التي هي مصداق قوله عليه السلام ما انا
عليه واصحابي وفي مجالس خالية عن
المنكرات الشرعية موجب للخير والبركة
بشرط ان يكون مقرونا بصدق النيّة
والاخلاص واعتقاد كونه داخلا في جملة
الاذكار الحسنة المندوبة غير مقيد بوقت
من الاوقات فاذا كان كذلك لا نعلم
احدا من المسلمين ان يحكم عليه بكونه
غير مشروع او بدعة الى آخر الفتوى فعلم
من هذا انا لا ننكر ذكر ولادته الشريفة
بل ننكر على الامور المنكرة التي انضمت
معها كما شفقوها في المجالس المولودية
التي في الهند من ذكر الروايات الواهيات
الموضوعة واختلاط الرجال والنساء و
الاسراف في ايقاد الشموع والتزيينات و
اعتقاد كونه واجبا بالطعن والسب و
التكفير على من لم يحضر معهم مجلسهم و
غيرها من المنكرات الشرعية التي لا يكاد
يوجد خاليا منها فلو خلا من المنكرات

کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ
ہوں، جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی
کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ
سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے بشرطیکہ
صدقِ نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے
کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکارِ حسنہ کے ذکر
حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں
جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی
اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دیگا الخ
اس سے معلوم ہوگیا کہ ہم ولادت شریفہ کے
منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس
کے ساتھ مل گئے ہیں جیسا کہ ہندوستان کے
مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ
واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں۔
مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ چراغوں کے
روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی
ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ
ہوں ان پر طعن و تکفیر ہوتی ہے اس کے علاوہ
اور منکرات شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلس
میلاد خالی ہو پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی
ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ

حاشا ان نقول ان ذکر الولادة الشریفة منکر وبدعة وکیف یظن بمسلم هذا القول الشنیع فهذا القول علینا ایضاً من افتراءات الملاحدة الدجالین الکذابین خذلهم اللّٰہ تعالیٰ ولعنهم براوبحرا سهلاوجبلا

ناجائز اور بدعت ہے اور ایسے قول شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیوں کر گمان ہو سکتا ہے پس ہم پر یہ بہتان جھوٹے ملحد دجالوں کا افترا ہے ۔ خدا ان کو رسوا کرے اور ملعون کرے خشکی و تری ، نرم و سخت زمین میں ۔

السؤال الثانی والعشرون

بائیسواں سوال

هل ذکرتم فی رسالة ما ان ذکر ولادته صلی اللّٰہ علیه وسلم کجنم اسٹمی کنهیا ام لا؟

کیا تم نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت کی ولادت کا ذکر کنھیا کے جنم اشٹمی کی طرح ہے یا نہیں ؟

الجواب

جواب

هذا ایضا من افتراءات الدجالة المبتدعین علینا وعلی اکابرنا وقد بینا سابقا ان ذکره علیه السلام من احسن المندوبات وافضل المستحبات فکیف یظن بمسلم ان یقول معاذ اللّٰہ ان ذکر الولادة الشریفة مشابه بفعل الکفار وانما اخترعوا هذه الفریة عن

یہ بھی مبتدعین دجالوں کا بہتان ہے جو ہم پر اور ہمارے بڑوں پر باندھا ہے ۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت کا ذکر ولادت مستحب اور افضل ترین مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ معاذ اللّٰہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعل کفار کے مشابہ ہے پس اس بہتان کی بندش مولانا گنگوہی قدس سرہ کی اس عبارت سے

عبارة مولانا الگنگوهی قدس الله سره
العزیز التی نقلناها فی البراهین علی صحیفة
۱۴۱ ، وحاشا الشیخ ان یتکلم ومراده
بعید بمراحل عما نسبوا الیه کما سیظهر
عن ما نذکره وهی تنادی باعلی نداء ان
من نسب الیه ما ذکروه کذاب مفتر و
حاصل ما ذکره الشیخ رحمه الله تعالیٰ
فی مبحث القیام عند ذکر الولادة الشریفة
ان من اعتقد قدوم روحه الشریفة من
عالم الارواح الی عالم الشهادة وتیقن
بنفس الولادة المنیفة فی المجلس المولودیة
فعامل ما کان واجبًا فی الساعة الولادة
الماضیة الحقیقیة فهو مخطئ متشبه
بالمجوس فی اعتقادهم تولد معبودهم
المعروف (کنهیا) کل سنة ومعاملتهم
فی ذلك الیوم ما عومل به وقت ولادة
الحقیقیة او متشبه بروافض الهند فی
معاملتهم بسیدنا الحسین واتباعه من شهداء
کربلا رضی الله عنهم اجمعین حیث یاتون
بحکایة جمیع ما فعل معهم فی کربلاء یوم
قولا وفعلا فیبنون النعش و

کی گئی ہے جس کو ہم نے براہین کے صفحہ ۱۴۱
پر نقل کیا ہے اور حاشا کہ مولانا ایسی واہیات
بات فرماویں۔ آپ کی مراد اس سے کوسوں
دور ہے جو آپ کی طرف منسوب ہوا، چنانچہ
ہمارے بیان سے عنقریب معلوم ہو جائے گا
اور حقیقت حال پکار اُٹھے گی کہ جس نے اس
مضمون کو آپ کی طرف نسبت کیا وہ جھوٹا مفتری
ہے۔ مولانا نے ذکر ولادت شریفہ کے وقت
قیام کی بحث میں جو کچھ بیان کیا ہے، اُس کا
حاصل یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت
کی روح پُرفتوح عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف
آتی ہے اور مجلس مولود میں نفس ولادت کے
وقوع کا یقین رکھ کر وہ برتاؤ کرے جو واقعی ولادت
کی گزشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا، تو یہ
شخص غلطی پر یا تو مجوس کی مشابہت کرتا ہے
اس عقیدہ میں کہ وہ بھی اپنے معبود یعنی کنھیا کی
ہر سال ولادت مانتے اور اس دن وہی برتاؤ
کرتے ہیں جو کنھیا کی حقیقت ولادت کے
وقت کیا جاتا، اور یا روافض اہل ہند کی مشابہت
کرتا ہے۔ امام حسینؓ اور اُن کے تابعین شہداء
کربلا رضی اللہ عنہم کے ساتھ برتاؤ میں کیونکہ روافض

الكفن والقبور ويدفنون فيها ويظهرون
اعلام الحرب والقتال ويصبغون الثياب
بالدماء وينوحون عليها وامثال ذلك من
الخرافات كما لا يخفى على من شاهد
احوالهم فى هذه الديار ونص عبارته
المعربة هكذا واما توجيه (اى القيام)
بقدوم روحه الشريفة صلى الله عليه وسلم
من عالم الارواح الى عالم الشهادة
فيقومون تعظيما له فهذا ايضا من حماقاتهم
لان هذا الوجه يقتضى القيام عند
تحقق نفس الولادة الشريفة ومتى
تتكرر الولادة فى هذه الايام فهذه
الاعادة للولادة الشريفة مماثلة بفعل
مجوس الهند حيث ياتون بعين حكاية
ولادة معبودهم (كنهيا) او مماثلة
للروافض الذين ينقلون شهادة اهل
البيت رضى الله عنهم كل سنة (اى فعلا
وعملا) فمعاذ الله مافعلهم هذا حكاية
للولادة المنيفة الحقيقة وهذه الحركة
بلا شك وشبهة حرية باللوم والحرمة
والفسق بل فعلهم هذا يزيد على

بھی ساری ان باتوں کی نقل اتارتے ہیں جو قولاً
وفعلاً عاشورا کے دن میدانِ کربلا میں ان حضرت
کے ساتھ کیا گیا چنانچہ نعش بناتے، کفناتے اور
قبر کھود کر دفناتے ہیں، جنگ و قتال کے جھنڈے
چڑھاتے، کپڑوں کو خون میں رنگتے اور اُن پر
نوحے کرتے ہیں اسی طرح دیگر خرافات ہوتی ہیں
جیسا کہ ہر وہ شخص آگاہ ہے جس نے ہمارے ملک
میں ان کی حالت دیکھی ہے مولانا کی اردو عبارت
کی اصل عربی یہ ہے: ـــــ قیام کی یہ وجہ بیان
کرنا کہ روحِ شریف عالمِ ارواح سے عالمِ شہادت
کی جانب تشریف لاتی ہے۔ پس حاضرینِ مجلس اس
کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے ہیں پس یہ بھی بیوقوفی
ہے کیونکہ یہ وجہ نفسِ ولادتِ شریفہ کے وقت
کھڑے ہو جانے کو چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ
ولادتِ شریفہ بار بار ہوتی نہیں پس ولادتِ شریفہ
کا اعادہ یا ہندؤوں کے فعل کے مثل ہے کہ وہ
اپنے معبود کنھیا کی اصل ولادت کی پوری نقل اتارتے
ہیں یا رافضیوں کے مشابہ ہے کہ ہر سال شہادتِ
اہلِ بیت کی قولاً وفعلاً تصویر کھینچتے ہیں، پس
معاذ اللہ بدعتیوں کا یہ فعل واقعی ولادتِ شریفہ کی
نقل بن گیا اور یہ حرکت بیشک و شبہ ملامت کے قابل

فعل اولٰئك فانهم يفعلونه فی كل	اور حرمت وفسق ہے بلکہ ان کا یہ فعل ان کے فعل
عام مرة واحدة وهٰؤلاء يفعلون	سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو سال بھر میں ایک ہی بار نقل
هذه المزخرفات الفرضية متى شاء	اتارتے ہیں اور یہ لوگ اس فرضی مزخرفات کو جب
وا وليس لهذا نظير فی الشرع بان	چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں اور شریعت میں اس کی
يفرض امر ويعامل معه معاملة الحقيقة	کوئی نظیر موجود نہیں کہ کسی امر کو فرض کر کے اس کے
بل هو محرم شرعًا اه فانظروا يا اولی	ساتھ حقیقت کا سا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل
الالباب ان حضرة الشيخ قدس الله	شرعًا حرام ہے" الخ ـــ پس اے صاحبانِ عقول
سره العزيز انما انكر علی جهلاء الهند	غور فرمایئے شیخ قدس سرہ نے تو ہندی جاہلوں
المعتقدين منهم هذه العقيدة	کے اس جھوٹے عقیدہ پر انکار فرمایا ہے کہ جو
الكاسدة الذين يقومون لمثل هٰذه	ایسے واہیات فاسد خیالات کی بنا پر قیام کرتے
الخيالات الفاسدة فليس فيه تشبيه	ہیں اس میں کہیں بھی مجلس ذکر ولادت شریفہ کو ہنود
لمجلس ذكر الولادة الشريفة بفعل	یا رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی۔
المجوس والروافض حاشا اكابرنا	حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں،
ان يتفوهوا بمثل ذٰلك ولٰكن	ولیکن ظالم لوگ اہلِ حق پر افترا کرتے ہیں،
الظلمين علی اهل الحق يفترون و	اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔
بايات الله يجحدون ـ	

السوال الثالث والعشرون — تئیسواں سوال

هل قال الشيخ الاجل علامة الزمان	کیا علامہ زماں مولوی رشید احمد گنگوہی نے
المولوی رشيد احمد الگنگوهی بفعلية	کہا ہے کہ حق تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولتا ہے

كذب البارى تعالى وعدم تضليل قائل
ذلك ام هذا من الافتراءات عليه و
على التقدير الثانى كيف الجواب عما يقوله
البريلوى انه يضع عنده تمثال فتوے
الشيخ المرحوم بفوتوگراف المشتمل
على ذلك

الجواب

الذى نسبوا الى الشيخ الاجل الاوحد
الاعجل علامة زمانه فريد عصره و
اوانه مولٰنا رشيد احمد گنگوهى من
انه كان قائلا بفعلية الكذب من البارى
تعالى شانه وعدم تضليل من تفوه
بذلك فمكذوب عليه رحمه الله تعالى
وهو من الاكاذيب التى افتراها الا
بالسة الدجالون الكذابون فقاتلهم
الله انى يؤفكون وجنابه برئ من تلك
الزندقة والالحاد وتكذبهم فتوى الشيخ
قدس سره التى طبعت وشاعت فى
المجلد الاول من فتاواه الموسومة
بالفتاوى الرشيدية على صفحة ١١٩
منها وهى عربية مصححة مختومة

اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہے، یا یہ اُن
پر بہتان ہے۔ اگر بہتان ہے تو بریلوی
کی اس بات کا کیا جواب ہے۔ وہ کہتا
ہے کہ میرے پاس مولانا مرحوم کے فتوے
کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

جواب

علامۂ زماں یکتائے دوراں شیخ اجل مولانا
رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف مبتدعین
نے جو یہ منسوب کیا ہے کہ آپ نعوذ باللہ
حق تعالیٰ کے جھوٹ بولنے اور ایسا کہنے والے
کو گمراہ نہ کہنے کے قائل تھے۔ یہ بالکل آپ
پر جھوٹ بولا گیا اور منجملہ انھیں جھوٹے بہتانوں
کے ہے جن کی بندش جھوٹے دجالوں نے کی
ہے پس خدا ان کو ہلاک کرے، کہاں جاتے ہیں۔
جناب مولانا اس زندقہ والحاد سے بری ہیں
اور ان کی تکذیب خود مولانا کا فتویٰ کر رہا ہے
جو جلد اول فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ ۱۱۹ پر
طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ تحریر اس کی عربی
میں ہے۔ جس پر تصحیح و مواہیر علماء مکہ مکرمہ
ثبت ہیں۔

بختام علماء مكة المكرمة

وصورة سواله هكذا :-

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

ما قولكم دام فضلكم في ان الله تعالى
هل يتصف بصفة الكذب ام لا و
من يعتقد انه يكذب كيف حكمه
افتونا ماجورين ۔

الجواب

ان الله تعالى منزه من ان يتصف
بصفة الكذب وليست في كلامه
شائبة الكذب ابدا كما قال الله تعالى

ومن اصدق من الله قيلا ط ومن
يعتقد ويتفوه بان الله تعالى يكذب
فهو كافر ملعون قطعا ومخالف
للكتاب والسنة واجماع الامة نعم
اعتقاد اهل الايمان ان ما قال الله
تعالى في القرآن في فرعون وهامان و
ابي لهب انهم جهنميون فهو حكم
قطعي لا يفعل خلافه ابدا لكنه تعالى
قادر على ان يدخل الجنة وليس بعاجز

سوال کی صورت یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ
صفت کذب کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے
یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا
ہے اس کا کیا حکم ہے۔ فتویٰ دو، اجر ملے گا۔

جواب

بے شک اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کذب
کے ساتھ متصف ہو۔ اس کے کلام میں ہرگز
کذب کا شائبہ بھی نہیں جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے
اور اللہ سے زیادہ سچا کون۔ اور جو شخص یہ عقیدہ
رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا
ہے وہ کافر قطعی ملعون۔ اور کتاب و سنت و
اجماع امت کا مخالف ہے ہاں اہل ایمان کا
یہ عقیدہ ضرور ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں
فرعون وہامان و ابولہب کے متعلق جو یہ فرمایا
ہے کہ وہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے اس کے
خلاف کبھی نہ کریگا۔ لیکن اللہ ان کو جنت میں
داخل کرنے پر قادر ضرور ہے، عاجز نہیں ہاں

عن ذلك ولا يفعل هذا مع اختياره
قال الله تعالى ولو شئنا لآتينا كل
نفس هداها ولكن حق القول مني
لاملئن جهنم من الجنة والناس
اجمعين فتبين من هذه الاية
انه تعالى لوشاء لجعلهم كلهم مومنين
ولكنه لايخالف ما قال وكل ذلك
بالاختيار لا بالاضطرار وهو فاعل
مختار فعال لما يريد. هذه عقيدة
جميع علماء الامة كما قال البيضاوي
تحت تفسير قوله تعالى ان تغفرلهم الخ
وعدم غفران الشرك مقتضى الوعيد
فلا امتناع فيه لذاته والله اعلم بالصواب
كتبه الاحقر رشيد احمد گنگوهي عفي عنه

خلاصة تصحيح علماء مكة المكرمة
زاد الله شرفها الحمد لمن هو به
حقيق ومنه استمد العون والتوفيق
ما اجاب به العلامة رشيد احمد المذكور
هو الحق الذي لا محيص منه وصلى
الله على خاتم النبيين وعلى آله وصحبه
وسلم امر برقمه خادم الشريعة راجي

البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں وہ فرماتا
ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دے
دیتے لیکن میرا قول ثابت ہو چکا کہ ضرور دوزخ
بھردوں گا جن وانس دونوں سے۔ پس اس آیت
سے ظاہر ہو گیا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو مومن
بنا دیتا لیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا
اور یہ سب باختیار ہے مجبوری نہیں کیونکہ
وہ فاعل مختار ہے جو چاہے کرے۔ یہ ہی
عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ جیسا کہ
بیضاوی نے قول باری تعالیٰ ان تغفرلہم
کی تفسیر کے تحت میں کہا ہے کہ مشرک کا نہ
بخشنا وعید کا مقتضے ہے۔ پس اس میں لذاتہ
امتناع نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہا کے علماء کی تصحیح
کا خلاصہ یہ ہے۔ حمد اسی کو زیبا ہے جو اس کا
مستحق ہے اور اسی کی اعانت وتوفیق درکار
ہے۔ علامہ رشید احمد کا جواب مذکور حق
ہے جس سے مفر نہیں ہو سکتا۔ وصلی اللہ علی
خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔ لکھنے کا امر فرمایا
خادم شریعت امیدوار لطف خفی

اللطف خفي محمد صالح ابن المرحوم
صديق كمال الحنفي مفتي مكة المكرمة
حالا كان الله لهما

[محمد صالح بن المرحوم صديق كمال]

رقمه المرتجي من ربه كمال النيل محمد سعيد
بن محمد بابصيل بمكة المحمية غفر الله له و
لوالديه ولمشائخه وجميع المسلمين

[محمد سعيد بن محمد بصيل]

محمد صالح خلف صدیق کمال مرحوم حنفی مفتی مکہ مکرمہ کان اللہ لہما نے۔ لکھا امیدوار کمال نیل محمد سعید بن بصیل نے، حق تعالیٰ ان کو اور ان کے مشائخ کو اور جملہ مسلمانوں کو بخش دے۔

الراجي العفو من واهب العطية
محمد عابد بن المرحوم الشيخ حسين
مفتي المالكية ببلد الله المحمية.

امیدوار عفو از واہب العطیہ محمد عابد بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ۔

مصليا ومسلما هذا وما اجاب
العلامة رشيد احمد فيه الكفاية و
عليه المعول بل هو الحق الذي لا
محيص عنه رقمه الحقير خلف بن
ابراهيم خادم افتاء الحنابلة بمكة المشرفة

درود و سلام کے بعد جو کچھ علامہ رشید احمد نے جواب دیا ہے، کافی ہے اور اس پر اعتماد ہے بلکہ یہی حق ہے جس سے مفر نہیں۔ لکھا حقیر خلف بن ابراہیم حنبلی خادم افتاء مکہ مشرفہ نے

والجواب عما يقول البريلوي انه
يضع عنده تمثال فتوى الشيخ المرحوم
بفوتوكراف المشتمل على ما ذكر هو انه
من مختلقاته اختلقها و وضعها عنده
افتراء على الشيخ قدس سره ومثل هذه
الاكاذيب والاختلاقات هين عليه
فانه استاذ الاساتذة فيها وكلهم عيال

اور یہ جو بریلوی کہتا ہے کہ اس کے پاس مولانا کے فتویٰ کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ پر بہتان باندھنے کو یہ جعل ہے جس کو گھڑ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے اور ایسے جھوٹ اور جعل اسے آسان ہیں کیونکہ وہ اس میں استادوں کا استاد ہے اور زمانہ کے لوگ اس کے چیلے۔ کیونکہ

علیه فی زمانه فانه محرّف ملبس دجال مکار ربما یصور الامهار ولیس بادنی من المسیح القادیانی فانه یدعی الرسالة ظاهرا وعلنا وهذا یستتر بالمجددیة ویکفر علماء الامة کما کفر الوهابیة اتباع محمد بن عبد الوهاب الامة خذله الله تعالیٰ کما خذلهم.

تحریف و تلبیس و دجل و مکر کی اس کو عادت ہے۔ اکثر مُہریں بنالیتا ہے، مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں، اس لیے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے علمائے امت کو کافر کہتا رہتا ہے۔ جس طرح محمد بن عبد الوہاب کے وہابی چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انھیں کی طرح رسوا کرے

السوال الرابع والعشرون

هل تعتقدون امکان وقوع الکذب فی کلام من کلام المولیٰ عزوجل سبحانه ام کیف الامر

چوبیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کسی کلام میں وقوع کذب ممکن ہے؟ یا کیا بات ہے۔

الجواب

نحن ومشائخنا رحمهم الله تعالیٰ نذعن ونتیقن بان کل کلام صدر عن الباری عزوجل او سیصدر عنه فهو مقطوع الصدق بجزم بمطابقته للواقع ولیس فی کلام من کلامه تعالیٰ شائبة کذب ومظنة خلاف اصلا بلاشبهة ومن اعتقد خلاف ذلك او توهم بالکذب فی

جواب

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے اس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم کرے وہ وہ کافر، ملحد، زندیق ہے۔ اس میں ایمان

شئ من کلامه فهو کافر ملحد زندیق لیس له شائبة من الایمان۔

کا شائبہ بھی نہیں۔

السؤال الخامس والعشرون

پچیسواں سوال

هل نسبتم فی تالیفکم الی بعض الاشاعرة القول بامکان الکذب وعلی تقدیرها فما المراد بذلك وهل عندکم نص علی هذا المذهب من المعتمدین بینوا الامر لنا علی وجهه۔

کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکانِ کذب منسوب کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس مذہب پر تمہارے پاس معتبر علماء کی کیا کوئی سند ہے۔ واقعی امر ہمیں بتلاؤ۔

الجواب

جواب

الاصل فیه انه وقع النزاع بیننا وبین المنطقیین من اهل الهند والمبتدعة منهم فی مقدوریة خلاف ما وعد به الباری سبحانه وتعالی او اخبر به او اراده وامثالها فقالوا ان خلاف هٰذه الاشیاء خارج عن القدرة القدیمة مستحیل عقلا لایمکن ان یکون مقدورا لله تعالی وواجب علیه ما یطابق الوعد والخبر والارادة والعلم وقلنا

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہندی منطقیوں و بدعتیوں کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا کہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی، یا ارادہ کیا، اس کے خلاف پر اس کو قدرت ہے یا نہیں۔ سو وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ان باتوں کا خلاف اس کی قدرتِ قدیمہ سے خارج اور عقلاً محال ہے۔ ان کا مقدورِ خدا ہونا ممکن ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق کرے

ان امثال هذه الاشياء مقدور قطعا
لكنه غير جائز الوقوع عند اهل السنّة
والجماعة من الاشاعرة و الماتريدية
شرعًا وعقلًا عند الماتريدية وشرعا
فقط عند الاشاعرة فاعترضوا علينا
بانه ان امكن مقدورية هذه الاشياء
لزم امكان الكذب وهو غير مقدور
قطعا و مستحيل ذاتا فاجبناهم باجوبة
شتى مما ذكره علماء الكلام منها لو سلم
استلزام امكان الكذب لمقدورة خلف
الوعد والاخبار وامثالهما فهو ايضا
غير مستحيل بالذات بل هو مثل
السفه والظلم مقدور ذاتا ممتنع
عقلًا وشرعًا او شرعًا فقط كما صرح
به غير واحد من الائمة فلما رأوا
هذه الاجوبة عثوا في الارض ونسبوا
الينا تجويز النقص بالنسبة الى جنابه
تبارك وتعالى واشاعوا هذا الكلام
بين السفهاء والجهلاء تنفيرا للعوام
وابتغاء الشهوات والشهرة بين الانام
وبلغوا اسباب سموات الافتراء فوضعوا

اور ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے افعال یقیناً قدرت
میں داخل ہیں، البتہ اہل السنت والجماعت اشاعرہ
و ماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز
نہیں۔ ماتریدیہ کے نزدیک نہ شرعاً جائز نہ عقلاً
اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں
پس بدعتیوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کا
تحت قدرت ہونا اگر جائز ہو تو کذب کا امکان
لازم آتا ہے اور وہ یقینی تحت قدرت نہیں
اور ذاتاً محال ہے۔ تو ان کو علماء کلام کے ذکر کیے
ہوئے چند جواب دیے، جن میں یہ بھی تھا کہ اگر
وعدہ وخبر وغیرہ کا خلاف تحت قدرت ماننے
سے امکان کذب تسلیم بھی کر لیا جاوے تو وہ
بھی تو بالذات محال نہیں بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح
ذاتاً مقدور ہے اور عقلاً و شرعاً یا صرف شرعاً
ممتنع ہے جیسا کہ بہتیرے علماء اس کی تصریح کر
چکے ہیں پس جب انھوں نے یہ جواب دیکھے تو
ملک میں فساد پھیلانے کو ہماری جانب یہ
منسوب کیا کہ جناب باری عز اسمہ کی جانب
نقص جائز سمجھتے ہیں اور عوام کو نفرت دلانے
اور مخلوق میں شہرت پا کر اپنا مطلب پورا کرنے
کو سفہاء و جہلاء میں اس لغویات کی خوب شہرت

تمالا من عندهم لفعلية الكذب بلا مخافة عن الملك العلام ولما اطلع اهل الهند على مكائدهم استنصروا بعلماء الحرمين الكرام لعلمهم بانهم غافلون عن خباثاتهم وعن حقيقة اقوال علمائنا وما مثلهم فی ذٰلك الاكمثل المعتزلة مع اهل السنة والجماعة فانهم اخرجوا اثابة العاصی وعقاب المطيع عن القدرة القديمة واوجبوا العدل علیٰ ذاته تعالیٰ فسموا انفسهم اصحاب العدل والتنزيه ونسبوا علماء اهل السنة والجماعة الی الجور والاعتساف والتشويه فكما ان قدماء اهل السنة والجماعة لم يبالوا بجهالاتهم ولم يجوزوا العجز بالنسبة اليه سبحانه وتعالیٰ فی الظلم المذكور وعمموا القدرة القديمة مع ازالة النقائص عن ذاته الكاملة الشريفة واتمام التنزيه والتقديس لجنابه العالی قائلين ان ظنكم المنقصة فی جواز مقدورية العقاب للطائع و

دی اور بہتان کی انتہا یہاں تک پہونچی کہ اپنی طرف سے فعلیت کذب کا فوٹو وضع کرلیا اور خدائے ملک علام کا کچھ خوف نہ کیا اور جب اہل ہندان کی مکاریوں پر مطلع ہوئے تو انھوں نے علماء حرمین سے مدد چاہی کیونکہ جانتے تھے کہ وہ حضرات ان کی خباثت اور ہمارے علماء کے اقوال کی حقیقت سے بے خبر ہیں اس معاملہ میں ہماری ان کی مثال معتزلہ اور اہل سنت کی سی ہے کہ معتزلہ نے عاصی کو بجائے سزا کے ثواب اور مطیع کو سزا دینا قدرت قدیمہ سے خارج اور ذات باری پر عدل واجب بتا کر اپنا نام اصحاب عدل وتنزیہ رکھا، اور علمائے اہل السنۃ والجماعت کی جبر اور تعصب کی طرف نسبت کی۔ اور علماء اہل السنت والجماعت نے ان کی جہالتوں کی پروا نہیں کی اور ظلم مذکور میں حق تعالیٰ شانہ کی جانب عجز کا منسوب کرنا جائز نہیں سمجھا بلکہ قدرت قدیمہ کو عام کہ کر ذات کاملہ سے نقائص کا ازالہ اور جناب باری کے کمال تقدس وتنزیہ کو یوں کہہ کر ثابت کیا کہ نیکوکار کے لیے عذاب اور بدکار کے لیے ثواب کو تحت قدرت باری تعالیٰ ماننے سے نقص کا گمان کرنا محض فلسفہ شنیعہ

الثواب للعاصی انما هو وخامة الفلسفة
الشنیعة کذلك قلنا لهم ان ظنکم
النقص بمقدوره خلاف الوعد و
الاخبار والصدق وامثال ذالك مع
کونه ممتنع الصدور عنه تعالیٰ شرعًا
فقط او عقلا و شرعا انما هو من بلاء
الفلسفة والمنطق وجهلکم الوخیم فهم
فعلوا ما فعلوا لاجل التنزیه لکنهم لم
یقدروا علیٰ کمال القدرة وتعمیمها و
اما اسلافنا اهل السنة والجماعة
فجمعوا بین الامرین من تعمیم القدرة
وتتمیم التنزیه للواجب سبحانه وتعالیٰ
وهذا الذی ذکرناه فی البراهین مختصرا
وها کم بعض النصوص علیه من الکتب
المعتبرة فی المذهب (۱) قال فی شرح
المواقف اوجب جمیع المعتزلة والخوارج
عقاب صاحب الکبیرة اذا مات بلا
توبة ولم یجوزوا ان یعفو الله عنه
بوجهین الاول انه تعالیٰ اوعد بالعقاب
علی الکبائر واخبر به ای بالعقاب
علیها فلو لم یعاقب علی الکبیرة وعفا

کی حماقت ہے۔ اسی طرح ہم نے بھی ان کو
جواب دیا کہ وعدہ و خبر و صدق وعدہ کے
خلاف کو صرف تحت قدرت ماننے سے
حالانکہ صرف شرعًا و عقلًا دونوں طرح وقوع
ممتنع ہے، نقص کا گمان کرنا تمھاری جہالت
کا ثمرہ اور منطق و فلسفہ کی بلا ہے۔ پس بدعتیوں
نے تنزیہ کے لیے جو کچھ کیا حق تعالیٰ کی عام و
کامل قدرت کا اس میں لحاظ نہ رکھا اور ہمارے
سلف اہل السنت والجماعت نے دونوں امر
ملحوظ رکھے حق تعالیٰ شانہٗ کی قدرت عام رہی
اور تنزیہ تام۔ یہ ہے وُہ مختصر مضمون جس کو
ہم نے براہین میں بیان کیا ہے۔ اب اصل
مذہب کے متعلق معتبر کتابوں کی بعض تصریحات
میں سُن لیجیے:

(۱) شرح مواقف میں مذکور ہے کہ تمام
معتزلہ اور خوارج نے مرتکب کبیرہ کے عذاب
کو جبکہ بلا توبہ مر جائے واجب کہا ہے اور
جائز نہیں سمجھا کہ اللہ اسے معاف کرے اس کی
دو وجہ بیان کی ہیں: اوّل یہ کہ حق تعالے نے
کبیرہ گناہوں پر عذاب کی خبر دی اور وعید فرمائی
ہے پس اگر عذاب نہ دے اور معاف کر دے

لزم الخلف فی وعیدہ والکذب فی خبرہ
وانہ محال والجواب غایتہ وقوع
العقاب فاین وجوب العقاب الذی
کلامنا فیہ اذ لاشبھۃ فی ان عدم
الوجوب مع الوقوع لایستلزم خلفا و
لا کذبا لایقال انہ یستلزم جوازھما
وھو ایضا محال لانا نقول استحالتہ
ممنوعۃ کیف وھما من الممکنات التی
تشتملھما قدرتہ تعالی ، اھ

(۲) وفی شرح المقاصد للعلامۃ التفتازانی
رحمہ اللہ تعالی فی خاتمۃ بحث القدرۃ
المنکرون لشمول قدرتہ طوائف منھم
النظام واتباعہ القائلون بانہ لایقدر
علی الجھل والکذب والظلم وسائر
القبائح اذ لوکان خلقھا مقدورا لہ
لجاز صدورہ عنہ واللازم باطل لافضائہ
الی السفہ ان کان عالما بقبح ذلک و
باستغنائہ عنہ والی الجھل ان لم یکن
عالما۔ والجواب لانسلم قبح الشئ بالنسبۃ
الیہ کیف وھو تصرف فی ملکہ ولو سلم
فالقدرۃ لاتنافی امتناع صدورہ نظرا

تو وعید کے خلاف اور خبر میں کذب لازم آتا
ہے اور یہ محال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ
خبر وعید سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع
لازم آتا ہے نہ کہ وجوب جس میں گفتگو ہے کیونکہ
بغیر وجوب کے وقوع عذاب میں نہ خلف
ہے نہ کذب۔ کوئی یوں نہ کہے کہ اچھا خلف
اور کذب کا جواز لازم آئے گا اور یہ بھی محال
ہے کہ کیونکہ ہم اس کا محال ہونا نہیں مانتے اور محال
کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ خلف اور کذب ان ممکنات
میں داخل ہیں جن کو قدرت باری تعالی شامل ہے

(۲) اور شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی
رحمہ اللہ تعالی نے قدرت کی بحث کے آخر میں لکھا
ہے کہ قدرت کے منکر چند گروہ ہیں۔ ایک نظام
اور اس کے تابعین جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی جہل
اور کذب وظلم و نیز کسی فعل قبیح پر قادر نہیں کیونکہ
ان افعال کا پیدا کرنا اگر اس کی قدرت میں داخل
ہو تو ان کا حق تعالی سے صدور بھی جائز ہوگا اور
صدور نا جائز ہے کیونکہ اگر باوجود علم قبیح کے
بے پروائی کے سبب صدور ہوگا تو سفہ لازم آئیگا
اور علم نہ ہوگا تو جہل لازم آئے گا۔ جواب یہ ہے کہ
حق تعالی کی جانب نسبت کر کے کسی شئی کا قبح

الی وجود الصارف وعدم الداعی وان
کان ممکنا اھ ملخصہ :

(۳) قال فی المسائرة وشرحه المسامرة
للعلامة المحقق کمال بن الهمام الحنفی
وتلمیذہ ابن ابی الشریف المقدسی الشافعی
رحمهما اللّٰہ تعالیٰ ما نصه ثم قال ای
صاحب العمدة ولا یوصف اللّٰہ تعالیٰ
بالقدرة علی الظلم والسفه والکذب
لان المحال لا یدخل تحت القدرة ای
یصح متعلقا لها وعند المعتزلة یقدر
تعالیٰ علی کل ذلك ولا یفعل انتهی
کلام صاحب العمدة وکانه انقلب
علیه ما نقله عن المعتزلة اذ لا شك
ان سلب القدرة عما ذکر هو مذهب
المعتزلة واما ثبوتها ای القدرة علی ما
ذکر ثم الامتناع عن متعلقها اختیارا
فهو بمذهب الاشاعرة الیق منه
بمذهب المعتزلة ولا یخفی ان هذا
الالیق ادخل فی التنزیه ایضًا اذ لا
شك فی ان الامتناع عنها ای عن المذکورات
من الظلم والسفه والکذب من باب

ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اپنے ملک میں
تصرف کرنا قبیح نہیں ہو سکتا اور اگر مان بھی لیں کہ
قبیح کی نسبت قبیح ہے تو قدرتِ حق امتناعِ صدور
کے منافی نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ فی نفسہ تحت
قدرت ہو مگر مانع کے موجود یا باعثِ صدور
مفقود ہونے کے سبب اس کا وقوع ممتنع ہو۔

(۳) مسائرہ اور اس کی شرح مسامرہ میں علامہ
کمال بن ہمام حنفی اور ان کے شاگرد ابن ابی الشریف
مقدسی شافعی رحمہما اللہ یہ تصریح فرماتے ہیں
پھر صاحب العمدۃ نے کہا حق تعالیٰ کو یوں نہیں
کہہ سکتے کہ وہ ظلم و سفہ اور کذب پر قادر ہے
(کیونکہ ہو سکتا ہے جبکہ خلف و کذب ان ممکنات
میں داخل ہیں جن کو قدرتِ باری تعالیٰ شامل ہے)
کیونکہ محال قدرت کے تحت میں داخل نہیں ہوتا
یعنی قدرت کا تعلق اس کے ساتھ صحیح نہیں اور
معتزلہ کے نزدیک افعال مذکورہ پر حق تعالیٰ قادر
تو ہے مگر کریگا نہیں صاحب العمدۃ کا کلام ختم
ہو گیا (اب کمال الدین فرماتے ہیں) کہ صاحب العمدۃ
نے جو معتزلہ سے نقل کیا وہ الٹ پلٹ ہو گیا
کیونکہ اس میں شک نہیں کہ افعال مذکورہ سے قدرت
کا سلب کرنا عین مذہب معتزلہ ہے اور افعال

التنزیهات عما لا یلیق بجناب قدسه
تعالی فلیسبر بالبناء للمفعول ای
یختبر العقل فی ان ای الفصلین ابلغ
فی التنزیه عن الفحشاء اهو القدرة
علیه ای علی ما ذکر من الامور الثلثة
مع الامتناع ای امتناعه تعالی عنه
مختارا لذلك الامتناع او الامتناع
ای امتناعه عنه لعدم القدرة علیه
فیجب القول بادخل القولین فی التنزیه
وهو القول الیق بمذهب الاشاعرة اه
(۴) وفی حواشی الکلنبوی علی شرح
العقائد العضدیة للمحقق الدوانی
رحمهما الله تعالی ما نصه وبالجملة
کون الکذب فی الکلام اللفظی قبیحا
بمعنی صفة نقص ممنوع عند الاشاعرة
ولذا قال الشریف المحقق انه من جملة
الممکنات وحصول العلم القطعی لعدم
وقوعه فی کلامه تعالی باجماع العلماء
والانبیاء علیهم السلام لا ینافی امکانه
فی ذاته کسائر العلوم العادیة القطعیة
وهو لا ینافی ما ذکره الامام الرازی الخ

مذکورہ پر قدرت تو ہو مگر باختیار خود ان کا وقوع
نہ کیا جائے۔ یہ قول مذہب اشاعرہ کے زیادہ مناسب
ہے بہ نسبت معتزلہ کے اور ظاہر ہے کہ اسی قول
مناسب کو تنزیہ باری تعالیٰ میں زیادہ دخل بھی ہے
بیشک ظلم وسفہ وکذب سے باز رہنا باب تنزیہات
سے ہے۔ ان قبائح سے جو اس مقدس ذات کے
شایان نہیں پس عقل کا امتحان لیا جاتا ہے کہ دونوں
صورتوں میں کس صورت کو حق تعالیٰ کے تنزیہ عن
الفحشاء میں زیادہ دخل ہے۔ آیا اس صورت میں کہ
ہر سہ افعال مذکورہ پر قدرت تو پائی جائے مگر باختیار
وارادہ ممتنع الوقوع کہا جائے زیادہ تنزیہ ہے یا اس
طرح ممتنع الوقوع ماننے میں زیادہ تنزیہ ہے کہ حق تعالیٰ
کو ان افعال پر قدرت ہی نہیں پس جس صورت کو
تنزیہ میں زیادہ دخل ہو اس کا قائل ہونا چاہیے اور
وہ وہی ہے جو اشاعرہ کا مذہب ہے یعنی امکان بالذات
و امتناع بالاختیار۔

(۴) محقق دوانی کی شرح عقائد عضدیہ کے حاشیہ
کلنبوی میں اس طرح منصوص ہے خلاصہ یہ ہے کہ
کلام لفظی میں کذب کا بایں معنی قبیح ہونا کہ نقص وعیب
ہے اشاعرہ کے نزدیک مسلم نہیں اور اسی لیے شریف
محقق نے کہا ہے کہ کذب منجملہ ممکنات کے ہے اور

(۵) وفی تحریر الاصول لصاحب فتح
القدیر الامام ابن الهمام وشرحه لابن
امیر الحاج رحمهما الله تعالیٰ مانصه
وحینئذ ای وحین کان مستحیلا
علیه ما ادرك فیه نقص ظهر القطع
باستحالة اتصافه ای الله تعالیٰ بالکذب
ونحوه تعالیٰ عن ذلك وایضا لولم
یمتنع اتصاف فعله بالقبح یرتفع
الامان عن صدق وعده وصدق
خبر غیره ای الوعد منه تعالیٰ وصدق
النبوة ای لم یجزم بصدقه اصلا و
عند الاشاعرة کسائر الخلق القطع
بعدم اتصافه تعالیٰ بشیء من القبائح
دون الاستحالة العقلیة کسائر العلوم
التی یقطع فیها بان الواقع احد
النقیضین مع عدم استحالة الاخر
لوقدر انه الواقع کالقطع بمکة و
بغداد ای بوجودهما فانه لایحیل
عدمهما عقلا وحینئذ ای وحین کان
الامر علی هذا لایلزم ارتفاع الامان
لانه لایلزم من جواز الشیء عقلا عدم

جبکہ کلام لفظی کے مفہوم کا علم قطعی حاصل ہے اس
طرح کہ کلام الٰہی میں وقوع کذب نہیں ہے اور اس
پر علماء انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے تو کذب کے
ممکن بالذات ہونے کے منافی نہیں جس طرح جملہ
علوم عادیہ قطعیہ باوجود امکان کذب بالذات حاصل
ہوا کرتے ہیں اور یہ امام رازی کے قول کا مخالف نہیں
(۵) صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام کی تحریر
الاصول اور ابن امیر الحاج کی شرح تحریر میں اس طرح
منصوص ہے اور اب یعنی جبکہ یہ افعال حق تعالیٰ پر
محال ہوئے جن میں نقص پایا جاتا ہے ظاہر ہو گیا کہ
اللہ تعالیٰ کا کذب وغیرہ کے ساتھ متصف ہونا یقیناً
محال ہے نیز اگر فعل باری کا قبح کے ساتھ اتصاف
محال نہ ہو تو وعدہ اور خبر کی سچائی پر اعتماد نہ رہے گا
اور نبوت کی سچائی یقینی نہ رہے گی اور اشاعرہ کے
نزدیک حق تعالیٰ کا کسی قبیح کے ساتھ یقیناً متصف
نہ ہونا ساری مخلوقات کی طرح (بالاختیار) ہے عقلاً
محال نہیں چنانچہ تمام علوم جن میں یقین ہے کہ ایک
نقیض کا وقوع ہے وہاں دوسری نقیض محال ذاتی
نہیں کہ وقوع مقدر نہ ہو سکے مثلاً مکہ اور بغداد کا
موجود ہونا یقینی ہے مگر عقلاً محال نہیں ہے کہ موجود نہ
ہوں اور اب یعنی جب یہ صورت ہوئی تو امکان

الجزم بعدمه والخلاف الجاري
في الاستحالة والامكان العقلي جار
في كل نقيضه اقدرته تعالى عليها
مسلوبة ام هي اي النقيضة بها اي
بقدرته مشمولة والقطع بانه لا يفعل
اي والحال القطع بعدم فعل تلك
النقيضة الخ ومثل ما ذكرناه عن
مذهب الاشاعرة ذكره القاضي
العضد في شرح مختصر الاصول و
اصحاب الحواشي عليه ومثله في
شرح المقاصد وحواشي المواقف
للچلپي وغيره وكذلك صرح به العلامة
القوشجي في شرح التجريد والقونوي
وغيرهم اعرضنا عن ذكر نصوصهم
مخافة الاطناب والسامة والله
المتولي للرشاد والهداية -

کذب کے سبب اعتماد کا اٹھنا لازم نہ آئیگا اس لیے
کہ عقلاً کسی شے کا جواز مان لینے سے اس کے عدم
پر یقین نہ رہنا لازم نہیں آتا اور یہی استحالہ وقوعی و
امکان عقلی کا خلاف (معتزلہ اور اہل السنت میں) ہر
نقیض میں جاری ہے کہ حق تعالیٰ کو ان پر قدرت ہی
نہیں (جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے) یا نقیض کو قدرت
حق تعالیٰ شامل ضرور ہے مگر ساتھ ہی اس کے یقین ہے
کہ کریگا نہیں (جیسا کہ اہل السنۃ کا قول ہے) یعنی اس
نقیض کے عدم فعل کا یقین ہے اور اشاعرہ کا
مذہب جو ہم نے بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عضد
نے شرح مختصر الاصول میں اور اصحاب حواشی نے
حاشیہ پر اور ایسا ہی مضمون شرح مقاصد اور چلپی
کے حواشی مواقف وغیرہ میں مذکور ہے اور ایسی
ہی تصریح علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور قونوی
وغیرہ نے کی ہے جن کی نصوص بیان کرنے سے تطویل
کے اندیشہ سے ہم نے اعراض کیا اور حق تعالیٰ
ہی ہدایت کا متولی ہے -

السؤال السادس والعشرون

چھبیسواں سوال

ما قولكم في القادياني الذي يدعي المسيحية

کیا کہتے ہو قادیانی کے بارے میں جو مسیح و نبی ہونے

والنبوة فان اناسا ينسبون اليكم
حبه ومدحه فالمرجو من مكارم
اخلاقكم ان تبينوا لنا هذه
الامور بيانا شافيا ليتضح صدق
القائلين وكذبهم ولا يبقى الريب
الذي حدث في قلوبنا من تشويشات
الناس۔

کا مدعی ہے کیوں کہ لوگ تمہاری طرف نسبت
کرتے ہیں کہ اس سے محبت رکھتے اور اس کی
تعریف کرتے ہو، تمہارے مکارم اخلاق سے
امید ہے کہ ان مسائل کا شافی بیان لکھو گے
تاکہ قائل کا صدق و کذب واضح ہو جائے اور جو
شک لوگوں کے مشوش کرنے سے ہمارے دلوں
میں تمہاری طرف سے پڑ گیا ہے وہ باقی نہ رہے

الجواب

جواب

جملة قولنا وقول مشائخنا في
القادياني الذي يدعي النبوة والمسيحية
انا كنا في بدء امره ما لم يظهر لنا
منه سوء اعتقاد بل بلغنا انه
يؤيد الاسلام ويبطل جميع
الاديان التي سواه بالبراهين و
الدلائل نحسن الظن به على ما
هو اللائق للمسلم بالمسلم ونأول
بعض اقواله ونحمله على محمل حسن
ثم انه لما ادعى النبوة والمسيحية
وانكر رفع الله تعالى المسيح الى السماء
وظهر لنا من خبث اعتقاده وزندقته

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت
قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ شروع شروع
میں جب تک اس کی بد عقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی
بلکہ یہ خبر پہونچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے اور
تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ
مسلمان کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے، ہم
اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض
ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل
کرتے رہے۔ اس کے بعد جب اس نے نبوت و
مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح کے آسمان
پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث
عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے

افتی مشائخنا رضوان الله تعالیٰ علیهم
بکفره وفتویٰ شیخنا ومولانا رشید احمد
الگنگوهی رحمه الله فی کفر القادیانی
قد طبعت وشاعت یوجد کثیر
منها فی ایدی الناس لم یبق فیها
خفاء الا انه لما کان مقصود
المبتدعین تهییج سفهاء الهند و
جهالهم علینا وتنفیر علماء الحرمین
واهل فتیاهما وقضاتهما واشرافهما
منا لانهم علموا ان العرب لا
یحسنون الهندیة بل لا یبلغ
لدیهم الکتب والرسائل الهندیة
افتروا علینا هذه الاکاذیب فالله
المستعان وعلیه التوکل وبه
الاعتصام هذا والذی ذکرنا فی
الجواب هو ما نعتقده وندین الله
تعالیٰ به فان کان فی رایکم حقا
وصوابا فاکتبوا علیه تصحیحکم
وزینوه بختمکم وان کان غلطا
وباطلا فدلونا علی ما هو الحق
عندکم فانا ان شاء الله لا نتجاوز

مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔
قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت
مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر
شائع بھی ہو چکا ہے بکثرت لوگوں کے پاس
موجود ہے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں مگر چونکہ
بدعتیوں کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے
جُہلاء کو ہم پر برافروختہ کریں اور حرمین شریفین
کے علماء ومفتی واشراف وقاضی ورؤسا کو
ہم پر متنفر بنائیں کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اہل
عرب ہندی زبان اچھی طرح نہیں جانتے بلکہ
ان تک ہندی رسائل وکتابیں پہنچتی بھی نہیں
اس لیے ہم پر جھوٹے افتراء باندھے سو خدا ہی
سے مدد درکار ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور
اسی کا تمسک جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے
عقیدے ہیں اور یہی دین وایمان ہے سو اگر
آپ حضرات کی رائے میں صحیح ودرست ہوں
تو اس پر تصحیح لکھ کر مُہر سے مزین کر دیجئے
اور اگر غلط وباطل ہوں تو جو کچھ آپ کے
نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتائیے ہم انشاء اللہ
حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہمیں آپ
کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہو گا تو

عن الحق وان عن لنا فی قولکم شبهة نراجعکم فیها حتی یظهر الحق ولم یبق فیه خفاء وآخر دعوٰنا ان الحمد لله رب العلمین وصلی الله علی سیدنا محمد سید الاولین والآخرین وعلی آله وصحبه وازواجه وذریاته اجمعین

قاله بفمه ورقمه بقلمه خادم طلبة علوم الاسلام کثیر الذنوب والآثام الاحقر خلیل احمد وفقه الله التزود لغد

یوم الاثنین ثامن عشر
من شهر شوال سنة ۱۳۲۵ھ

دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جاوے اور خفا نہ رہے اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور اللہ کا درود و سلام نازل ہو اولین و آخرین کے سردار محمد پر اور ان کی اولاد و صحابہ و ازواج و ذریات سب پر۔

زبان سے کہا اور قلم سے لکھا، خادم الطلبہ کثیر الذنوب والآثام حقیر خلیل احمد نے خدا ان کو توشۂ آخرت کی توفیق عطا فرمائے

۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ

تمت

تمام شد

○

چونکہ یہ رسالہ عربیہ تصادیق علماء ہندوستان سے مکمل کرانے کے بعد حجاز و مصر و شام کے بلاد اسلامیہ میں بھیجا گیا تھا، اس لیے اول علماء ہند کی تحریرات درج کی جاتی ہیں:-

تصدیق اُنیق قدوۃ العارفین بدۃ المحدثین حضرت مولٰنا الحاج المولوی محمود حسن صاحب محدث دامت فیضانہم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله عالم الغيب والشهادة و الصّلٰوة والسلام على من قال ان احسن الظن من العبادة وعلى آله واصحابه هم سادة للامة وقادة وبعد فقد تشرفت بمطالعة المقالة التی رصفها المولی العلام مقدام علماء الانام مولٰنا المولوی خلیل احمد لا زال فیوضه منبجسة علی السهول والآكام فلله دره ولا مثل عشرة فداتی بالحق الصّريح وازال عن اهل الحق الظن القبيح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر قسم کی تعریف زیبا ہے اللہ کو جو غائب و حاضر کا جاننے والا ہے اور درود و سلام اس ذات پر جس نے فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا بھی عبادت ہے اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو امت کے سردار و پیشوا ہیں اس کے بعد عرض ہے کہ میں اس رسالہ کے ملاحظہ سے مشرف ہوا جس کو مولٰنا العلام و پیشوائے علماء انام مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے لکھا ہے ان کے فیوض ہمیشہ جاری رہیں ہر نشیب و فراز پر سو اللہ ہی کیلئے ہے ان کی خوبی واقعی حق صریح بیان کیا اور اہل حق سے بدگمانی زائل فرمائی اور یہی ہمارا اور ہمارے

وهو معتقدنا ومعتقد مشائخنا
جميعا لاريب فيه فاثابه الله تعالى
جزاء عنا له فى ابطال وساوس
الحاسد فى افترائه. فقط
محمود عفى عنه المدرس الاول فى
مدرسة ديوبند

جملہ مشائخ کا عقیدہ ہے اس میں کچھ شک نہیں
پس حق تعالی مصنف کو اس محنت کی جزا
عطا فرمائے جو حاسد کی افترا پردازی کے وسوسوں
کے باطل کرنے میں انھوں نے کی ہے۔

(مہر: طبع العالم)

تحریر منیف سید العلماء صفوۃ الصلحاء حضرت مولانا الحاج میر احمد حسن صاحب امروہی قدس اللہ سرہ

لله در المجيب اللبيب حيث اتى
بتحقيقات منيفة وتدقيقات
بديعة فى كل مسئلة وباب و
ميز القشر عن اللباب وكشف قناع
الريب والبطلان عن وجوه خرائد
الحق والصواب كيف لا والمجيب
الحق المحقق هو مورد انعامه و
افضاله ومقدام المحققين فى اقرانه
وامثاله فالحق انه ادامه الله تعالى
وابقاه اصاب فى ما افاد وفى كل
ما اجاب اجاد لا ياتيه الباطل من
بين يديه ولا من خلفه وهو
حق صريح لاريب فيه فهذا هو

خدا کے لیے ہے عاقل مجیب کی خوبی کہ مستحکم تحقیقات و
عجیب باریکیاں ہر مسئلہ اور باب میں بیان کیں، اور
چھلکے کو مغز سے جدا کیا اور شک و بطلان کے
گھونگٹ حق اور صواب کے چہروں سے کھول
دیے کیونکر نہ ہو مجیب محقق وہ شخص ہے جو حق
تعالی کے انعام و افضال کا مورد اور محققین
زمانہ میں پیشوا ہے۔ پس حق یہ ہے کہ خدا ان کو
دائم و باقی رکھے کہ جو کچھ لکھا صواب لکھا اور
جو جواب دیا ایسا عمدہ دیا کہ باطل نہ اس
کے آگے سے آسکتا ہے نہ اس کے
پیچھے سے، اور یہی حق صریح ہے جس میں
شک نہیں۔ پس یہی حق ہے اور حق کے
بعد بجز گمراہی کے کیا رہا اور یہ سب

الحق و ما ذا بعد الحق الا الضلال وكل ذلك هومعتقدنا و معتقد مشائخنا وسادتنا اماتنا الله عليه وحشرنا مع عباده المخلصين المتقين وبوانا فی جوار المقربين من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين آمين فامين فمن تقول علينا او علی مشائخنا العظام بعض الاقاويل فكلها فرية بلا مرية و الله يهدينا و اياهم الی صراط مستقيم وهو تعالی وتقدس بكل شئ خبير وعليم و آخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام علی خير خلقه وصفوة انبيائه سيدنا ومولٰنا محمد وآله وصحبه اجمعين و انا العبد الضعيف النحيف خادم الطلبة احقر الزمن احمد حسن الحسينی نسبا و الامروهی مولدا و موطنا والجشتی الصابری والنقشبندی المجددی طريقة ومشربا الحنفی الماتريدی مسلكا ومذهبا۔

ہمارا اور ہمارے مشائخ اور پیشوایان کا عقیدہ ہے۔ حق تعالیٰ ہم کو اسی پر موت دے اور اپنے مخلص پرہیزگار بندوں کے ساتھ محشور فرمائے اور انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین مقرب بندوں کے ہمسایہ میں جگہ عطا فرمائے آمین، آمین۔ پس جس نے ہم پر یا ہمارے باعظمت مشائخ پر کوئی قول جھوٹ باندھا تو وہ بلاشبہ افترا ہے اور اللہ ہم کو اور ان کو راہ مستقیم دکھائے اور وہ ہی حق تعالیٰ ہر شے سے باخبر اور واقف ہے اور آخر پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کو جو رب العالمین ہے اور درود و سلام ہو بہترین خلق خلاصۂ انبیاء سیدنا و مولٰنا محمد، اور ان کے آل و اصحاب پر اور سب پر۔ میں ہوں بندۂ ضعیف خادم الطلبہ احقر الزمن، احمد حسن حسینی نسبا امروہی مولدا و موطنا چشتی صابری نقشبندی مجددی طریقۃً و مشربا، حنفی ماتریدی مسلکا و مذہبا۔

طبع الخاتم

تحریر شریف عمدۃ الفقہاء اسوۃ الاصفیاء حضرت مولانا الحاج المولوی عزیز الرحمن صاحب دامت برکاتہم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ حق حمدہ و الصلوۃ و
السلام الاتمان الاکملان علی من
لا نبی من بعدہ اما بعد فیقول العبد
المفتقر الی رحمۃ الرحیم المنان
عزیز الرحمن عفا اللہ عنہ المفتی
والمدرس فی المدرسۃ العالیۃ
الواقعۃ فی دیوبند ان ما نمقہ
العلامۃ المقدام البحر القمقام
المحدث الفقیہ المتکلم النبیہ
الرحلۃ الامام قدوۃ الانام جامع
الشریعۃ و الطریقۃ واقف رموز
الحقیقۃ من قام لنصرۃ الحق
المبین وقمع اساس الشرک و
الاحداث فی الدین المؤید من اللہ
الاحد الصمد مولانا الحاج الحافظ
خلیل احمد المدرس الاول فی
مدرسۃ مظاہر العلوم الواقعۃ فی
السہارنفور حفظہا اللہ من الشرور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور درود و
سلام تمام و کامل اس ذات پر جن کے بعد
کوئی نبی نہیں و کہتا ہے رحیم و منان کی
رحمت کا محتاج بندہ عزیز الرحمن عفا اللہ عنہ
مفتی مدرس مدرسہ عالیہ واقع دیوبند
جو کچھ تحریر فرمایا، علامہ پیشوا، دریائے
مواج محدث فقیہ متکلم، عاقل، مرجع
امام مقتدائے خلق جامع شریعت و طریقت
واقف اسرار حقیقت کہ کھڑے ہوئے
حق ظاہر کی مدد کے لیے اور اکھاڑ پھینکی
شرک و بدعت کی بنیاد، مؤید من اللہ
الاحد الصمد مولانا الحاج حافظ خلیل احمد
مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم واقع
سہارنپور نے (خدا اس کو شرور سے
محفوظ رکھے)، مسائل کی تحقیق میں وہ
سب حق ہے میرے نزدیک اور میرا
اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے پس
اللہ ان کو عمدہ جزا دے قیامت کے

فی تحقیق المسائل هو الحق عندی	دن اور اللہ رحم فرماوے اس شخص پر
ومعتقدی ومشائخی نجازاہ اللہ	جو سرداران بزرگ کی جانب اچھا گمان
احسن الجزاء یوم القیام ورحم اللہ	رکھے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے
من احسن الظن بالسادات العظام	اور اول و آخر حمد کا مستحق ہے اور
واللہ تعالیٰ ولی التوفیق وبالحمد	وہ مجھ کو کافی ہے اور اچھا کارساز
اولاً و آخراً حقیق وهو حسبی و	ہے۔
نعم الوکیل۔	اس کو لکھا بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ
کتبہ العبد عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبندی	دیوبندی نے مہر

کلمات بابرکات طبیب الملت حکیم الامت حضرت مولٰنا الحاج الحافظ اشرف علی صاحب ادام اللہ فیوضہم

نُقِرّبہ و نعتقدہ واکل امر	میں اس کا مقر اور معتقد ہوں اور اقرار کرنے
المفترین الی اللہ و انا اشرف علی	والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں
التھانوی الحنفی الچشتی ختم اللہ	میں ہوں اشرف علی تھانوی حنفی چشتی۔ اللہ خاتمہ
تعالیٰ لہ بالخیر۔	بخیر فرمائے۔

تصدیق لطیف شیخ الاتقیاء و سند الابرار حضرت مولٰنا الحاج الحافظ الشاہ عبد الرحیم صاحب عمت مکارمہم

الذی کتب فی هذہ الرسالۃ حق	جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے حق صحیح اور موجود
صحیح و ثابت فی الکتب بنص صریح	ہے کتابوں میں نص صریح کے ساتھ۔ اور
وهو معتقدی و معتقد مشائخی	یہی میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رضا ہو۔ اسی پر
احیانا اللہ بها و اماتنا علیها و	اللہ ہم کو جلادے اور اسی پر موت دے

انا العبد الضعيف عبد الرحیم عفی عنه الرائفوری الخادم لحضرة مولانا الشیخ رشید احمد گنگوهی قدس الله سره العزیز۔

میں ہوں بندہ ضعیف عبد الرحیم عفی عنہ رائپوری خادم حضرت مولانا الشیخ رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز

تسطیر منیر رئیس الحکما امام الفضلا حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد حسن صاحب زیدت محاسنہم

الحمد لله المتوحد فی جلال ذاته المتنزه عن شوائب النقص وسماته والصلوة والسلام علی سیدنا محمد نبیه ورسوله وعلی آله وصحبه اجمعین وبعد فهذا القول الذی نطق به الشیخ الاجل الامجد و الفرد الاکمل الاوحد مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد دام ظله الظلیل علی رؤس المسترشدین و ابقاه الله تعالی لاحیاء الشریعة و الطریقة والدین هو الحق عندنا و معتقدنا و معتقد مشائخنا رضوان الله تعالی علیهم اجمعین الی یوم الدین

سب تعریفیں اللہ کے لیے جو یکتا ہے اپنی ذات کے جلال میں، پاک ہے نقص کے شائبوں اور علامات سے اور درود و سلام سیدنا محمدؐ پر جو اس کے نبی و رسول ہیں اور ان کی سب اولاد و اصحاب پر۔ امابعد پس یہ تقریر جو شیخ اجل امجد اور فرد اکمل و اوحد مولانا حاجی حافظ خلیل احمد دام ظلہٗ علی رؤس المسترشدین نے فرمائی ہے، خدا ان کو شریعت و طریقت اور دین کے زندہ کرنے کے لیے قائم رکھے، حق ہے ہمارے نزدیک اور عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ الی یوم الدین کا۔

وانا العبد الضعیف النحیف محمد حسن عفا الله عنه الدیوبندی۔

میں ہوں بندہ ضعیف نحیف محمد حسن عفی عنہ دیوبندی۔

تحریر شریف جامع الکمال صادق الاحوال جناب مولانا الحاج المولوی قدرت اللہ صاحب بورک فی احوالہ

ھذا ھو الحق والصواب

قدرت اللہ غفرلہ ولوالدیہ مدرس

مدرسہ مُراد آباد

یہی ہے حق اور صواب

قدرت اللہ غفرلہ و لوالدیہ مدرس

مدرسہ مُراد آباد -

تحریر منیف صاحب الرائے الصائب ذو الفہم الثاقب حضرت مولانا الحاج المولوی حبیب الرحمٰن صاحب دامت فیوضہم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام
علیٰ من لا نبی بعدہ وبعد فما
کتبہ الشیخ الامام الحبر الہمام فی
جواب السوالات المذکورۃ ھو
الحق والصواب والمطابق لما نطق
بہ السنۃ والکتاب وھو الذی
نتدین اللہ تعالیٰ وبہ وھو معتقدنا
ومعتقد جمیع مشائخنا رحمہم اللہ
تعالیٰ فرحم اللہ من نظر ما بعین
الانصاف واذعن للحق وانقاد
للصدق

وانا العبد الضعیف

حبیب الرحمٰن الدیوبندی

سب تعریفیں اللہ یکتا کے لیے اور درود و
سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو کچھ
لکھا ہے شیخ امام دانا سردار نے
سوالات مذکورہ کے جواب میں وہی حق
اور صواب ہے اور اس کے مطابق ہے
جو سنت و کتاب کہ رہی ہیں اور ہم اس کو
دین قرار دیتے ہیں اللہ کے لیے۔ اور یہی عقیدہ
ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ
تعالیٰ کا۔ پس اللہ رحم فرماوے اس پر جو
بچشم انصاف دیکھے اور حق کا یقین لائے
اور صدق کا مطیع ہو۔

حبیب الرحمٰن دیوبندی

تحریر لطیف بقیۃ السلف قدوۃ الخلف حضرت مولانا الحاج المولوی محمد احمد صاحب انار اللہ برہانہ

ما کتبه العلامة وحید العصر هو الحق والصواب

احمد بن مولانا محمد قاسم النانوتوی ثم الدیوبندی ناظم المدرسة العالیة الدیوبندیة

جو کچھ لکھا علامہ یکتائے زمانہ نے وہی حق اور صواب ہے۔

احمد بن مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ثم الدیوبندی مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند۔

تحریر شریف حاوی الفروع والاصول جامع المعقول والمنقول مولانا الحاج المولوی غلام رسول صاحب مدظلہ

الحمد لله الذی قصرت عن وصف کماله السنة بلغاء الانام وضعفت عن الوصول الی ساحة جلاله اجنحة العقول والافهام والصلوٰة والسلام علی افضل الرسل سیدنا محمد الهادی الی دار السلام وعلی آله واصحابه البررة الکرام، امابعد فالقول الذی نطق به فی جواب السوالات المذکورة اکمل کملاء الزمان واعلم علماء الدوران وقدوة جماعة السالکین وزبدة مجامع المتقین مولانا الحافظ الحاج

سب تعریفیں اللہ کو زیبا ہیں کہ اس کے کمال کا وصف بیان کرنے سے مخلوق کے فصحاء کی زبانیں قاصر اور اس کی عظمت کے میدان تک پہونچنے سے عقول وافہام کے بازو عاجز ہیں اور درود وسلام افضل رسل سیدنا محمد پر، اور اُن کے آل واصحاب نیکوکاران بزرگان پر۔ امابعد یہ تقریر جو سوالات مذکورہ کے جواب میں کاملین زمانہ میں اکمل، اور علماء وقت میں اعلم اور گروہِ سالکین کے مقتدا، اور جماعتہائے متقین کے خلاصہ مولانا حافظ حاجی خلیل احمد صاحب نے فرمائی ہے۔ قول حق اور کلامِ صادق

خلیل احمد سلمہ اللہ تعالیٰ قول حق وکلام صادق وھو معتقدنا ومعتقد جمیع مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین - وانا العبد الضعیف غلام رسول عفا اللہ عنہ القوی المدرس فی المدرسۃ العالیۃ الدیوبندیۃ

ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔ میں ہوں بندۂ ضعیف غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسۂ عالیہ دیوبند

تحریر منیف فاضل عصر کامل دہر جناب مولانا المولوی محمد سہول صاحب لازال مجدہٗ

حامدا ومصلیا ومسلما وبعد فھٰذہٖ الاجوبۃ التی حررھا رافع رایۃ العلم والھدایۃ خافض رایات الجھل والضلالۃ سید ارباب الطریقۃ سند اصحاب الحقیقۃ زبدۃ الفقھاء والمفسرین قدوۃ المتکلمین والمحدثین الشیخ الاجل الاوحد الحافظ الحاج مولانا خلیل احمد لازالت فیضانہٗ علی المسلمین والمسترشدین الی ابد حقیق بان یعتمد علیھا کلھا ویدین بھا جلھا وھو معتقدنا ومعتقد مشائخنا وانا عبدہٗ الارذل محمد بن افضل المدعو بالسہول عفی عنہ مدرس المدرسۃ العالیۃ الدیوبندیۃ

حمد وصلوٰۃ وسلام کے بعد، یہ جوابات جن کو علم و ہدایت کے جھنڈوں کو اونچا کرنے والے اور جہل و گمراہی کے نشانوں کو نیچا کرنے والے اہل طریقت کے سردار اور اصحاب حقیقت کے مستند خلاصۂ فقہاء و مفسرین مقتدائے متکلمین و محدثین شیخ اجل اوحد حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے ان کے فیضان مسلمانوں اور طالبان ہدایت پر سدا قائم رہیں واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے۔ اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا اور میں ہوں بندہ ارذل محمد بن افضل یعنی سہول عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

تحریر لطیف عالم تحریر فاضل بے نظیر جناب مولانا المولوی عبد الصمد صاحب طاب اللہ ثراہ

الحمد للّٰه الذی علم اٰدم الاسماء کلها و اعطی صوادع النعوت الصفات کلها و افاض علینا النعم الشوامخ قبل الاستحقاق و هدانا الصراط السوی مع تفرق السبل و الشقاق و نصلی و نسلم علی محمد عبده و رسوله الذی ارسل و الحق خاملة اعوانه خاویة ارکانه و الباطل عالیة نیرانه غالیة اثمانه داعیًا الی اللّٰه من کان کفر وامر بالمعروف و نهی عن غیره و زجر۔ و علی اٰله البررة الکرام و اصحاب الکملة العظام۔ الشافعین المشفعین فی المحشر اما بعد فالاجوبة التی حررها ربیع ریاض الطریقة و برکة هذه الخلیقة محی معالم الطریق بعد دروسها و مجدد مراسم المعارف غب افول اقمارها و شموسها الذی تفجرت ینابیع الحکم علی لسانه۔ و فاضت

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آدم کو تمام نام سکھائے اور عطا فرمائی ہم کو عالی نعمتیں استحقاق سے پہلے اور ہم کو دکھایا سیدھا راستہ مختلف متفرق راستوں میں اور ہم درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اس کے بندہ اور رسول محمد پر جو ایسے وقت رسول بنے کہ حق کے مددگار شکست اور ارکان مضمحل ہو چکے تھے اور باطل کے شعلے بلند اور قیمت بڑھ گئی تھی۔ آپ نے بلایا اللہ کی طرف ہر کفر کرنے والے کو اور بھلے کام کی تاکید فرمائی اور منع کیا بُرے کام سے اور روکا، اور آپ کی اولاد نیکوکار و مکرم اور صحابہ کاملین با عظمت پر، جو محشر میں سفارش فرمائیں گے اور مقبول ہوگی (اما بعد) جوابات جن کو تحریر فرمایا ہے ایسی ذات نے جو باغہائے طریقت کی بہار اور مخلوق میں مبارک ہیں زندہ کرنے والے راہ کے نشانوں کے ان کے مٹ جانے کے بعد اور معرفتوں کے مراسم کی تجدید کرنے والے ان کے ماہتاب اور آفتاب غروب ہو جانے کے بعد کہ جاری ہیں حکمتوں کے

عیون المعارف من خلال جنابه.
وانبثت اشعة انواره فی القلوب.
وبعثت سرایا اسراره الی کل طالب
ومطلوب وسطعت شموس معارفه
وزکت اعراس عوارفه. لازال الزهد
شعاره. والورع وقاره. والذکر انیسه
والفکر جلیسه مولانا العلام واستاذنا
الفهام الشیخ الازهد والهمام الامجد
الحافظ الحاج خلیل احمد صدر
المدرسین فی مدرسة مظاهر العلوم
الواقعة فی السهارنفور حریة بان
یعتقدها اهل الحق والیقین وحقة
بان سلمها العلماء الراسخون فی
الدین المتین وهذه عقائدنا و
عقائد مشائخنا ونحن نرجو من الله
ان یحیینا ویمیتنا علیها ویدخلنا
فی دار السلام مع اساتذتنا الکرام و
هو نعم المولی ونعم المعین واٰخر
دعوٰنا ان الحمد لله رب العٰلمین
والصلوٰة والسلام علی خیر خلقه
وفخر رسله واٰله وصحبه اجمعین

چشمے ان کے وسطِ قلب سے اور پھیل رہی
ہیں ان کے انوار کی شعاعیں دلوں میں اور
پہنچ رہے ہیں ان کے اسرار کے لشکر ہر
طالب ومطلوب تک اور چمک رہے ہیں ان
کی معرفتوں کے آفتاب اور اُگے ہوئے ہیں ان
کی معرفتوں کے درخت سدا رہے زہد ان کا طریقہ
اور تقوٰی ان کا لباس اور یادِ حق ان کی مونس اور
فکرِ حق ان کا ہمنشیں مولانا العلام اور ہمارے استاذ
فہیم شیخ صاحب زہد اور سردار بزرگ حافظ حاجی
یعنی مولانا خلیل احمد مدرس اول مدرسہ
مظاہر العلوم سہارنپور (یہ سارے جوابات
اس لائق ہیں) کہ اہلِ حق ان کو عقیدہ بنا دیں اور
مستحق ہیں کہ دین متین میں مضبوط علماء ان کو تسلیم
کریں اور یہی ہمارے عقائد اور ہمارے مشائخ کے
عقیدے ہیں اور ہم متمنی ہیں اللہ سے کہ انھیں پر
جلاوے اور مارے اور ہم کو داخل فرمائے جنت
میں ہمارے بزرگ استاذ کے ساتھ اور وہی بہتر
کارساز اور بہتر مددگار ہے۔ اور آخری دعاء
ہماری یہ ہے کہ سب تعریف اللہ رب العٰلمین کو
اور درود وسلام بہترین مخلوق وفخرِ پیغمبراں پر
اور ان کی ساری اولاد واصحاب پر۔

الراقم الاثم محمد عبد الصمد عفا عنه الاحد البجنوری المدرس فی المدرسة العالیة الدیوبندیة اقامہا اللہ و ادامہا الیٰ یوم القیمۃ۔	راقم آثم محمد عبد الصمد عفا عنہ الاحد مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند، خدا اس کو تا قیامت دائم قائم رکھے۔

تحریر شریف شمس فلک الشریعۃ البیضاء بدر سماء الطریقۃ الغراء حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد اسحٰق صاحب نہٹوری بالرحمۃ ابقاہ اللہ القیوم

للہ در المجیب المحقق المصیب صدقت بما فیہ بلا شك مریب۔ الاحقر محمد اسحٰق النہٹوری ثم الدھلوی۔	اللہ کے لیے ہے خوبی حق وصواب جوابات دینے والے کی جو کچھ اس میں ہے بلاشک وریب تصدیق کرتا ہوں۔ احقر محمد اسحٰق نہٹوری ثم الدہلوی

تحریر منیف ذروۃ سنام الدین عروۃ الحبل المتین جناب مولانا الحاج المولوی ریاض الدین صاحب اطال اللہ بقاءہ

اصاب من اجاب محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ۔	مجیب نے درست بیان کیا محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ۔

تحریر لطیف ربیع ریاض الاسلام مقتدائے انام جناب مولانا المفتی کفایت اللہ صاحب عمت فیوضہم

رأیت الاجوبۃ کلہا فوجدتہا حقۃ صحیحۃ لایحوم حول سرادقاتہا شك ولا ریب۔ وھو معتقدی ومعتقد مشائخی رحمہم اللہ تعالیٰ	میں نے تمام جوابات دیکھے پس سب کو الباحق صریح پایا کہ اس کے اردگرد بھی شک و ریب نہیں گھوم سکتا۔ اور یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔

وانا العبد الضعيف الراجی رحمة مولاہ المدعو بکفایت اللہ الشاہجہانپوری الحنفی المدرس فی المدرسة الامینیة الدھلویة۔

میں ہوں بندۂ ضعیف امیدوار رحمت خداوندی محمد کفایت اللہ شاہجہانپوری حنفی مدرس مدرسہ امینیہ دھلی

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی ضیاء الحق صاحب زید فضلہ العمیم

اصاب من اجاب

مجیب نے درست بیان کیا

العبد ضیاء الحق عفی عنہ المدرس فی المدرسة الامینیة الدھلویة۔

بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دھلی

تحریر شریف جامع العلوم النقلیہ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی محمد قاسم صاحب زید فضلہ العمیم

الجواب صحیح

جواب صحیح ہے

العبد محمد قاسم عفی عنہ المدرس فی المدرسة الامینیة الدھلویة۔

بندہ محمد قاسم عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ، دھلی

تحریر منیف ذو الفضل والفضائل عمدۃ الاقران والاماثل جناب مولانا الحاج المولوی عاشق الٰہی صاحب کثر اللہ امثالہ میرٹھی

الحمد للہ الذی ھدانا للاسلام وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ، والصلوۃ والسلام علی خیر البریة سیدنا محمد وآلہ الی یوم نلقاہ و بعد فانی تشرفت بمطالعة المقالة

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم ہدایت نہ پا سکتے اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا اور درود وسلام بہترین مخلوقات سیدنا محمد اور ان کی آل پر قیامت تک۔ میں اس مقالہ شریفہ کے ملاحظہ سے

الشريفة التي نمقها الامام الهمام
الاجل الاكمل الاوحد سيدنا و
مولانا الحافظ الحاج المولوی خلیل
احمد ادامه الله لاساس الشرك في
الاسلام قاطعا وقامعا ولابنية
البدع في الدين هادما وقالعا في
اجوبة الاسئلة هو الصدق والصواب
والحق عندي بلا ارتياب هذا هو
معتقدي ومعتقد مشائخي نقربه
لساننا ونعتقده جناننا فلله در المجيب
الاديب البحر القمقام والحبر الفهام
ثم لله دره قد اصاب فيما اجاب
واجاد فيما افاد متعنا الله بطول
حياته وبقائه وجزاه الله عني و
عن سائر اهل الحق خير الجزاء عنائه
في ابطال وساوس المفتري في افترائه
وانا العبد الضعيف محمد ن المدعو
بعاشق الهي الميرتهي عفا الله عنه

مشرف ہوا جس کو پیشوا سردار معظم کامل یکتا
ہمارے سردار اور مولیٰ حافظ حاجی مولوی
خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ اللہ
تعالیٰ ان کو سدا اسلام میں شرک کی بنیاد کا
قلع اور قمع کرنے والا اور دینی بدعتوں کی
بنیادوں کا گرانے والا اور اکھاڑنے والا
رکھے۔ یہ سوالات کے جوابات صادق اور
صائب ہیں اور میرے نزدیک بلا ریب حق ہیں
یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ کا عقیدہ
ہے۔ ہم بزبان اس کے مقر اور بدل اس کے
معتقد ہیں پس اللہ کے لیے ہے خوبی مجیب
عاقل دریائے مواج اور عاقل فہیم کی۔ پھر اللہ کیلئے
ہے ان کی خوبی جو کچھ جواب دیا صائب دیا اور
عمدہ نفع پہنچایا۔ اللہ ہم کو ان کی حیات وبقا کے
طول سے بہرہ یاب بنائے اور ان کو جزائے
میری اور تمام اہل حق کی طرف سے بہتر جزا اہل باطل
کی بہتان بندی کے وسوسوں کے باطل کرنے کی
محنت کے صلہ میں۔ میں ہوں بندۂ ضعیف
محمد عاشق الٰہی عفی عنہ میرٹھی

تحریر لطیف ذو المجد الفاخر والعلم الزاخر والفہم الباہر الرشد الزاہر جناب مولوی حاجی احمد رضا دام فیضہ

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے

قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ — جو صاحب دل ہو یا متوجہ ہو کر کان لگائے

وانا الراجی الی اللہ الاحد محمد — میں ہوں امیدوار سوئے خدائے واحد

المدعو بسراج احمد المدرس فی — محمد سراج احمد مدرس مدرسہ سردھنہ

المدرسۃ سردھنہ — ضلع میرٹھ۔

تحریر شریف معدن مکارم الاخلاق مخزن محاسن الاخلاق جناب مولوی قاری محمد اسحٰق صاحب نصر اللہ منہ

ماکتبہ العلامۃ فھو حق صحیح بلا — جو کچھ علامہ نے تحریر فرمایا ہے وہ بلاریب

ارتیاب العبد الضعیف — حق صحیح ہے،

محمد اسحٰق میرٹھی المدرس فی — بندہ ضعیف محمد اسحٰق میرٹھی، مدرس

المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ فی — مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

بلدۃ میرٹھ

تحریر لطیف طبیب الامراض الروحانیہ و معالج الاسقام الجسمانیہ جناب مولوی حکیم محمد مصطفیٰ صاحب ادام اللہ وجودہ و افاض جودہ

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ — بیشک یہ قول فیصل ہے اور بے معنی نہیں۔

العبد محمد مصطفٰی البجنوری الطبیب — بندہ محمد مصطفٰی بجنوری طبیب وارد

الوارد فی میرٹھ۔ — حال میرٹھ

تحریر لطیف عین الانسان الکامل و انسان عین الفاضل الاجل حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد مسعود احمد صاحب متعنا اللہ بطول بقائہ

العبد محمد مسعود احمد بن — العبد محمد مسعود احمد بن حضرت

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی — مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز

تحریر شریف منطقبہ بمدح و فضائل مطرح انظار الاساتذہ والافاضل جناب مولانا المولوی محمد یحییٰ صاحب احسن اللہ القدیر ثنا اید ربیع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذی تقدست ذاته الصمدية عن أن يماثل احد فی صفاته المختصة و ان كان من الانبياء و ترفعت قدرته من تطرق العقول و الأراء و الصلوٰة و السلام علی افضل من يتوسل به فی الدعاء من المرسلين و الصديقين و الشهداء و الصلحاء واكمل من يدعی من الاحياء بعد الوصال واللقاء وعلیٰ اٰله واصحابه الذين هم اشداء علی الكفار و علی المومنين من الرحماء اما بعد فرأيت هذه الاجوبة فوجدتها قولا حقا مطابقا للواقع وكلاما صادقا يقبله القانع والمانع۔ لاريب فيه هدی للمتقين الذين يومنون علی الحق و يعرضون عن اباطيل الضالين المضلين۔ كيف لا وقد نمقها من هو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کی ذات بے نیاز مقدس ہے کہ اس کی صفات خاصہ میں کوئی اس کا ہم مثل ہو اگرچہ نبی ہی کیوں نہ ہوں اور اس کی قدرت عالی ہے عقل اور رائے کے دخل سے درود و سلام ان میں بہترین ذات پر جن کو دعا میں وسیلہ پکڑا جاتا ہے۔ یعنی پیغمبران و صدیقین اور شہداء و صلحاء اور کامل جن کے لیے وصال و انتقال کے بعد حیات ثابت ہے اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو کافروں پر سخت تر اور مسلمانوں پر مہربان تر ہیں اما بعد میں نے یہ جوابات دیکھے تو ان کو پایا قول حق واقع کے مطابق اور کلام راست جس کو ہر قانع و مخالف قبول کرے اس میں شک نہیں ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے جو حق کو مانتے اور گمراہوں و گمراہ کرنے والوں کی واہیات سے منہ پھیرتے ہیں کیوں نہ ہو ان کو لکھا ہے انھوں نے جو نقلی و عقلی علوم کی اطراف

محدد جهات العلوم النقلية و
العقلية - ذروة سنام الصناعات
العلوية و السفلية - منطقة بروج
الكمال و مطرقة لتصريف المبتدعين
من الفرق الاثنى عشرية وغيرها
من الانقلاب الى الاعتدال شمس
فلك الولاية - بدر سماء الهداية
الذى اصبحت رياض العلم والهداية
بسحاب فيضه زاهرة - و امست
حياض الجهل و الغواية بصواعق
نقمته غائرة حامل لواء السنّة
السنية - قامع البدعة السيئة الشنيعة
رشيد الملة و الدين قاسم الفيوضات
للمستفيضين - محمود الزمان -
اشرف من جميع الاقران - مقتدى
المسلمين - مجتبى العلمين حضرتنا
ومرشدنا و وسيلتنا ومطاعنا مولانا
الحافظ الحاج المولوى خليل احمد
لازالت شموس فيوضاته بازغة
للمقتبسين من انواره - ودامت
اشعة بركاته ساطعة للسالكين على

کی حد بندی کرنے والے اور فنون عالی وسافل
کے رفیع المرتبہ شخص ہیں برج کمال کے منطقہ
اور روافض وغیرہ مبتدعین کو انقلاب سے
اعتدال کی جانب پھیرنے کے لیے بمنزلہ گرزٗ
فلکِ ولایت کے آفتاب آسمانِ ہدایت
کے ماہتاب جن کے فیض کی گھٹاؤں سے
علم وہدایت کے باغ لہلہا اٹھے اور جن
کے غصہ کی بجلیوں سے جہل وگمراہی کے
حوض پایاب بن گئے۔ روشن سنت کے علمبردار
بدعت سیئہ شنیعہ کے اکھاڑنے والے
ملت ودین کے رشد طالبین کے لیے
فیوضات کے قاسم، محمودِ زمانہ، اُجمل
اہلِ عصر میں اشرف، مسلمانوں کے مقتدا
پسندیدہ عالم ہمارے حضرت ومرشد
اور وسیلہ ومطاع مولانا حافظ حاجی مولوی
خلیل احمد صاحب ان کے فیوضات
کے آفتاب سدا ان کا نور لینے والے
والوں کے لیے چمکتے رہیں۔ اور ان کی
برکات کی شعاعیں ان کے قدم بہ قدم
چلنے والوں پر ہمیشہ چمکتی رہیں۔ آمین
یارب العلمین۔

خطواته وآثاره، آمین یارب العلمین
وانا عبدہ الحقیر محمد ان المدعو بیحیی
السهرانی المدرس فی مدرسۃ مظاهر
علوم سهارنفور

میں ہوں بندہ ضعیف حقیر محمد یحییٰ سہرانی
مدرس مدرسہ مظاہر علوم
سہارنپور

تحریر منیف ناشر العلوم العربیۃ ماہر الفنون الادبیۃ جناب مولانا المولوی کفایت اللہ صاحب زاد علمہ ورشدہ

الحمد لله الذی لا حیاۃ الا فی رضاہ
ولا نعیم الا فی قربه ولا صلاح للقلب
ولا فلاح الا فی الاخلاص له وتوحیه
حبه والصلوۃ والسلام علی سیدنا
ومولانا محمد عبدہ ورسوله الذی
ارسله علی حین فترۃ من الرسل فهدی
به الی اقوم الطرق واوضح السبل و
علی آله وصحبه العظام الذین هم قادۃ
الابرار وقدوۃ الکرام. وبعد فهذہ
نمیقۃ انیقۃ. ووجیزۃ وثیقۃ الفها
عمدۃ العلماء جهبذ الفضلاء الجامع
بین الشریعۃ والطریقۃ۔ الواقف باسرار
المعرفۃ والحقیقۃ الذی درس من
المعارف والعلوم ما اندرس واحیے
مراسیم الملۃ الحنیفۃ الرشیدیۃ البیضاء

جملہ تعریفیں اس اللہ کے لیے کہ حیات اس کی
رضا اور آسائش اس کے قرب میں منحصر ہے اور
قلب کی صلاح وبہبودی اس کے اخلاص اور کمالِ
محبت پر موقوف ہے۔ اور درود وسلام
سیدنا ومولانا محمد پر جو اس کے بندہ اور رسول
ہیں کہ بھیجا ان کو پیغمبروں کے ختم ہو جانے پر
پس ان کے ذریعہ سے سب سے اقوم راہ اور
واضح طریق دکھلایا۔ اور ان کی اولاد واصحاب
پر جو سرداران نیکوکاران ومقتدائن بزرگان ہیں یہ
تحریر پاکیزہ اور مختصر وثیقہ جس کو تالیف کیا عمدۃ
العلماء سردار فضلاء جامع شریعت وطریقت
واقف رموز معرفت وحقیقت نے کہ تعلیم دی
معرفتوں اور علوم کی اس کے بعد کہ محو ہو گئے
تھے اور جلا یا چمکتی ملت حنیفیہ رشیدیہ کے
مراسم کو اس کے بعد کہ مٹ چلے تھے بنا دا

بعد ما كادت ان تنطمس. كهف
الكملاء خاتم الاولياء المحدث المتكلم
الفقيه النبيه سيدي و مولائي الحافظ
الحاج المولى خليل أحمد لا زالت
شموس افاضته بازغة و بدور افادته
طالعة فلله دره ثم لله دره حيث
نطق بالصواب في كل باب وذلك
فضل الله يؤتيه من يشاء و الله
ذو الفضل العظيم و هو يهدي من
يشاء الى صراط مستقيم ولا حول و
لا قوة الا بالله العلي العظيم العبد
الأواه محمد المدعو بكفاية الله
جعل الله أخرته خيرا من أولاه
الگنگوهي مسكنا مدرس مدرسة
مظاهر العلوم الواقعة في سهارنفور۔

کمال، مہر اولیا، محدث متکلم فقیہ عاقل
سیدی و مولائی حافظ حاجی مولانا خلیل احمد
صاحب نے ان کے افاضے کے آفتاب
چمکتے اور ان کے افادہ کے ماہتاب نکلتے
رہیں۔ سو اللہ کے لیے ہے ان کی خوبی ہیں
اللہ کے لیے ان کی خوبی کہ ہر باب میں صواب
کہا اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے
دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ وہی
ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ سیدھے
راستہ کی، اور نہ پھرنا ہے نہ طاقت مگر اللہ
برتر باعظمت کے ساتھ۔

بندہ اواہ محمد کفایت اللہ، اللہ اس کی
آخرت دنیا سے بہتر بنائے
گنگوہی بحیثیت سکونت مدرس مدرسہ
مظاہر علوم سہارنپور۔

هذه

خلاصة تصديقات السادة العلماء بمكة المكرمة

زادها الله تعالى شرفا وفضلا

یہ مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً کے علماء کی تصدیقات کا خلاصہ ہے

جن میں سب سے مقدم حضرت شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل کی تصدیق منیف و تحریر لطیف ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے:-

صورة ما كتبه حضرة الشيخ الاجل والفاضل الابجل امام العلماء ومقدام الفضلاء رئيس الشيوخ الكرام وسند الاصفياء العظام عين اعيان الزمان قطب فلك العلوم والعرفان حضرة مولانا الشيخ **محمد سعيد** بابصيل الشافعي شيخ العلماء بمكة المكرمة والامام والخطيب بالمسجد الحرام لازال محفوفا بنعم الملك العلام

تقریظ مرقومہ شیخ اعظم صاحب فضیلت تامہ پیشوائے علماء و مقتدائے فضلاء مشائخ کرام کے سردار اور باعظمت اصفیاء میں مستند محترم اہل زمانہ و قطب آسمان علوم و معرفت جناب حضرت مولانا شیخ محمد سعید بابصیل شافعی شیخ علماء مکہ مکرمہ اور امام و خطیب مسجد حرام ہمیشہ شاہنشاہ علام کی نعمتوں سے گھرے رہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اما بعد فقد طالعت هذه الاجوبة للعلامة الفهامة المسطورة على الاسئلة المذكورة في هذه الرسالة فرأيتها في

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد (حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو) میں نے بڑے زبردست و نہایت سمجھدار عالم کے یہ جوابات جو سوالات مذکورہ کے متعلق انھوں نے لکھے

غاية الصواب شكر الله تعالى المجيب
اخي وعزيزي الاوحد الشيخ خليل
احمد ادام الله سعده واجلاله في
الدارين وكسر به رؤس الضالين
والحاسدين الى يوم الدين بجاه
المرسلين۔

امين رقمه بقلمه المرتجي من ربه
كمال النيل محمد سعيد بن محمد بابصيل
مفتي الشافعية ورئيس العلماء بمكة
المكرمة غفر الله له ولمحبيه وجميع
المسلمين

طبع الخاتم

ہیں غور کے ساتھ دیکھیے پس ان کو نہایت
درجہ درست پایا، حق تعالیٰ جواب لکھنے والے
میرے بھائی اور عزیز یکتا شیخ خلیل احمد
کی تحریر مشکور فرمائے اور ان کی صلاح وجلالت
کو دارین میں قائم رکھے اور ان کے ذریعہ سے گمراہوں
اور حاسدوں کے سروں کو قیامت تک بجاہ سید
المرسلین توڑتا رہے آمین۔ لکھا ہے اپنے قلم سے
امیدوار کمال نیل محمد سعید خلف محمد بابصیل مفتی
شافعیہ اور شیخ علماء مکہ مکرمہ نے اللہ ان کو اور
ان کے دوستوں اور تمام مسلمانوں کو بخشے

مہر

صورة ما كتبه حضرة الامام الجليل والفاضل النبيل منبع العلوم ومخزن الفهوم محيي السنة الغراء ماحي البدعة الظلماء مولانا الشيخ أحمد رشيد الحنفي لازال منغمسا في بحار لطفه الجلي والخفي۔

تقریظ مسطورہ مقتدائے صاحب جلالت و فاضل باعظمت چشمہ علوم وخزانہ فہوم روشن سنت کے زندہ کرنے والے تاریک بدعت کے مٹانے والے مولانا شیخ احمد رشید حنفی، حق تعالیٰ کے لطف کے سمندر میں سدا غوطہ زن رہیں

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله عالم الغيب والشهادة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو چھپے اور کھلے کا

الکبیر المتعال والصلوٰۃ والسلام	جاننے والا بڑائی اور علو والا ہے اور درود وسلام
علی سیّدنا ونبینا وحبیبنا ومرشدنا	ہمارے سردار نبی اور محبوب ومرشد اور
وھادینا ومولٰنا واولٰنا محمّد و	ہادی ومولا اور سب سے بہتر محمد اور ان کے
صحبہ والاٰل۔ وبعد فقد تتبعت	صحابہ واولاد پر میں نے ان لطیف مسائل شرعیہ
ھذہ الاجوبۃ المنیفۃ الشرعیۃ و	کے جوابات علیہ کو خوب غور سے دیکھا جو ایسے
المسائل اللطیفۃ المرعیۃ للعالم	شخص کے لکھے ہوتے ہیں جو بڑے صاحب
المفضال انسان عین الافاضل عین	فضل عالم اور فضلاء کی آنکھوں کی پتلی اور صاحب
الانسان الکامل صفوۃ الاماثل بقیۃ	کمال انسان کی آنکھ ہمعصروں میں منتخب اور سلف
الاوائل قامع الشرک ماحی البدع	کا نمونہ ہیں شرک کے اکھیڑنے والے بدعتوں کے
مبیل اھل الزیغ والضلال سیف	مٹانے والے کجی وگمراہی والوں کو تباہ کرنے والے
اللہ علی رقاب المارد المبتدعۃ	اور بددین سرکش بدعتیوں کی گردنوں پر اللہ کی
الضلال المحدث الوحید والفقیہ	تلوار بنے ہوتے ہیں۔ محدث یگانہ اور فقیہ یکتا
الفرید سیدی ومولائی وملاذی حضرۃ	یعنی سیدی ومولائی وملاذی حضرت حافظ حاجی
الحافظ الحاج الشیخ خلیل احمد لا	شیخ خلیل احمد صاحب حق تعالیٰ کی طرف سے
زال ولم یزل مؤیدا من مولانا ذی	ہمیشہ ہمیشہ ان کی تائید ہوتی رہے پس اللہ
الجلال فللّٰہ درمن فاضل ادیب و	ہی کے لیے ہے خوبی ان فاضل ادیب اور
عارف اریب ومتکلم لبیب حیث	صاحب معرفت عاقل اور ماہر کلام دانا کی کہ
تصدی لحمایۃ الشرع الشریف ووقایۃ	شرع شریف کی حمایت اور دین مبین کی
الدین الحنیف وصیانۃ المذھب	حفاظت اور مذہب حق کی نگہبانی کے لیے کھڑے
المنیف فاعلی منار الحق ورفع معالم	ہوئے اور حق کا منارہ اونچا کر دیا، ہدایت کے
الھدی وقوی بنیانہ وتسید ارکانہ و	نشان بلند کیے اس کی بنیاد مضبوط کی۔ اسکے ستون

وضح برهانه فما احسن بيانه وما
اطلق لسانه وما افصح بتيانه. فلعمري
لقد كشف الغطاء وازال العماء و
اتجم العداء والبسهم ثوب الهوان
والردى وانار للمسترشدين سبل
الهدى ميز الخبيث من الطيب و
بين الحق والصواب ووافق السنة
والكتب واظهر العجب العجاب ان
فى ذلك لذكرى لاولى الالباب ازال
ريب المرتابين وفضح تلبيس الملبّسين
وفرق جمع المحرّفين وشتت شمل
المفسدين وبدد حزب الملحدين و
فتت اكباد المبتدعين وكسر جند
الضالين وهزم افواج المضلين واهلك
اعداء الدين وخذل المغيّرين المبدّلين
واخزى اخوان الشياطين وابطل
عمل المشركين فقطع دابر القوم الذين
ظلموا والحمد لله رب العلمين-
وكيف لا الا ان حزب الله هم الغلبون
فلله دره ثم لله دره اجاب فاجاد
واصاب جزاه الله عن الاسلام و

محکم کیے اور اس کی دلیل واضح کر دی کتنا سلیس
بیان اور کتنی صاف زبان اور کیسی فصیح تقریر ہے
کہ واقعی پردہ اٹھا دیا اور اندھاپن دور کر دیا
دشمنوں کی زبان بند کر دی اور ان کو ذلت و
ہلاکت کے کپڑے پہنا دیے اور طالبان ہدایت
کے لیے حق کے راستے روشن کر دیے۔ گندے کو
پاک سے جدا اور درست وصحیح کو ظاہر کر دیا،
اور حدیث و قرآن کی موافقت کی اور عجیب
مضامین بیان فرمائے۔ واقعی اس میں اہل عقل
کے لیے پوری نصیحت ہے۔ اہل شک کا شک
زائل کر دیا اور خلط ملط کرنے والوں کی گڑبڑ کھول
دی۔ تحریف کرنے والوں کا گروہ منتشر بنا دیا اور فتنہ
پردازوں کا اجتماع متفرق اور ملحدوں کی جماعتوں کو
تباہ کر دیا۔ بدعتیوں کے کلیجے پھاڑ دیے اور گمراہوں
کے لشکروں کو توڑ دیا اور گمراہ کرنے والوں کی سپاہ
کو بھگا دیا۔ دین کے دشمنوں کو ہلاک اور تغیر و تبدل
کرنے والوں کو خوار کیا شیطان کے بھائیوں کو
ذلیل بنایا اور مشرکوں کے کردار باطل کر دیے پس
ستمگاروں کی جڑ ہی کٹ گئی۔ اللہ رب العلمین کا شکر
ہے اور کیوں نہ ہو اللہ کا گروہ ہمیشہ غالب ہی
رہا ہے پس اللہ کے لیے ہے مولانا کی خوبی

المسلمين افضل الجزاء امين بجاه سيد المرسلين والحمد لله اولاً وآخراً وباطناً وظاهراً وصلى الله على قرة اعيننا سيدنا محمد خاتم جميع الانبياء وآله وصحبه ومن تبعهم واهتدى بهديهم وسلك سبيلهم واتبع طريقهم وسار على منهجهم الى يوم الدين آمين آمين آمين آمين لا ارضى بواحدة حتى اضيف اليه الف آمينا۔

کہ جو جواب دیا درست وصحیح دیا۔ اللہ ان کو اسلام اور اہلِ اسلام کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین اور اللہ ہی کو زیبا ہے ہر قسم کی تعریف اول و آخر اور ظاہر و باطن اور روزِ قیامت تک رحمت نازل فرمائے حق تعالیٰ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک سیدنا محمد پر جو تمام انبیا کی مُہر ہیں اور ان کی اولاد و صحابہ پر اور ان پر جو ان کے تابع ہیں اور ان کی روش اختیار کریں اور ان کی راہ چلیں اور ان کے طریقہ کا اتباع کریں اور ان کے راستے کو مسلک بنا دیں۔ آمین آمین آمین آمین آمین ایک بار آمین کہنے پر راضی نہ ہونگا یہاں تک کہ ہزار بار آمین کہی جائے۔

قال بفمه وكتبه بقلمه الفقير الى ربه التواب راجى رحمة الله الوهاب عبده وعابده احمد رشيد خان نواب المكى عفى الله عنه وعن والديه وتجاوز عن سيأتهم بجاه النبى الاواب شافع المذنبين يوم الحساب حرره يوم الخميس التاسع عشر من شهر ذى الحجة الحرام الذى هو من شهور السنة ١٣٢٨ الثامنة والعشرين بعد الثلثمائة والالف من هجرة من

کہا اپنی زبان سے اور لکھا قلم سے اپنے توّاب پروردگار کے محتاج اور بخشش والے خدا کی رحمت کے امیدوار بندہ احمد رشید خاں نواب مکّی نے اللہ ان کی اور ان کے والدین کی خطاؤں سے درگزر کرے اور معاف فرمادے بجاہ شفیع گناہ گاراں بیوم قیامت۔

یوم پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ نبوی

(طبع الخاتم)

له العز والشرف عليه افضل الصلوة واكمل السلام واتم التحية آمين!

صورة ما كتبه حضرة امام الاتقياء السالكين ومقدام الفضلاء العارفين جنيد زمانه واوانه شبلی دهره وزمانه مخدوم الانام منبع الفیوض للخواص والعوام جناب الشيخ محب الدين المهاجر المكی الحنفی لا زال بحرجوده زاخرًا وبدر فیضه لامعا

تقریظ مسطورہ پیشوائے اتقیاء سالکین ومقتدائے فضلاء عارفین جُنید زمانہ شبلی وقت مخدوم الانام چشمہ فیض برائے خواص وعوام جناب شیخ مولانا محب الدین صاحب مہاجر مکی حنفی اُن کے سخا کا سمندر موجزن اور فیضان کا ماہتاب روشن رہے۔

الاجوبة صحيحة

تمام جوابات صحیح ہیں۔

حرره خادم الولی الکامل حضرة الشيخ امداد الله علیه رحمة الله محب الدين مهاجر مكة معظمة۔

لکھا اس کو ولی کامل شیخ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کے خادم محب الدین مہاجر مکہ معظمہ نے۔

صورة ما كتبه رئيس الاتقياء الصلحين وامام الاولياء العارفين مركز دائرة الفنون العربية وقطب سماء العلوم العقلية جناب الشيخ محمد صديق الافغانی المکی۔

تقریظ جو تحریر فرمائی نیکو کار پرہیز گاروں کے سردار اولیاء اور عارفین کے پیشوا دائرۂ فنون عربیہ کے مرکز اور آسمان علوم عقلیہ کے قطب جناب مولانا شیخ محمد صدیق افغانی نے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی لا يغفر ان يشرك به

سب تعریف اس اللہ کو جو شرک کو نہ بخشے گا،

ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء كما
قال تعالى ربكم اعلم بكم ان يشاء
يرحكم او ان يشاء يعذبكم وما
ارسلنك عليهم وكيلا والذى قال و
من كفر بالله وملئكته وكتبه ورسله
واليوم الأخر فقد ضل ضلالا بعيدا
والصلوة والسلام على من قال من
قال لا اله الا الله دخل الجنة قال
ابوذر يا رسول الله وان زنى وان
سرق قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم وان زنى وان سرق على رغم
انف ابى ذر لله علم الغيب والشهادة
لانه من تلقاء ذاته تعالى فالله متكلم
من تلقاء نفسه واما رسول الله صلى
الله عليه وسلم فهو مخبر لما اوحى اليه
جليا كان او خفيا كما قال الله تعالى
وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى
يوحى الذى كتب مولانا الشيخ خليل
احمد فى هذه الرسالة فهو حق صحيح
لا ريب فيه وماذا بعد الحق الا
الضلال وهو معتقدنا ومعتقد

اور اس کے سوا جس گناہ کو چاہے بخش دے گا
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارا
رب تم کو خوب جانتا ہے اگر چاہے تم پر رحم
فرمائے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور اے
محمدؐ ہم نے تم کو لوگوں پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا اور
فرمایا کہ جس نے کفر کیا، اللہ اور اس کے فرشتوں
اور کتابوں اور پیغمبروں اور یوم قیامت کا تو
بیشک وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں پڑا اور درود وسلام
اس ذات پر جس نے ظاہر فرمایا کہ جس نے لا الہ الا اللہ
کہا وہ جنتی ہوا حضرت ابوذرؓ نے یہ سن کر عرض
کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ زنا اور چوری کرے جواب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ
زنا کرے اگرچہ چوری کرے، ابوذرؓ کو ناگوار ہو
تو ہوا کرے اللہ ہی کو علم ہے غائب و حاضر کا
کیونکہ علم اس کا ذاتی ہے پس اللہ تعالیٰ متکلم ہے
بذاتہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دینے
والے ہیں جو آپ کی طرف اللہ وحی فرماتا ہے خواہ
جلی ہو یا خفی جیسا کہ ارشاد فرمایا حق تعالیٰ نے
اور محمد نہیں بولتے خواہش نفس سے ان کا ارشاد
تو بس وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے جو
کچھ مولانا شیخ خلیل احمد صاحب نے اس رسالہ میں

مشائخنا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔	لکھا ہے وہ حق صحیح ہے جس میں کچھ شک نہیں اور حق کے بعد کچھ نہیں بجز گمراہی کے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رضی اللہ عنہم کا۔
وانا العبد الضعیف محمد صدیق الافغانی المہاجر۔	میں ہوں بندہ ضعیف محمد صدیق افغانی مہاجر مکہ مکرمہ

چونکہ جناب شیخ العلما حضرت محمد سعید بابصیل تمام علماء مکہ مکرمہ زید شرفاً وفضلاً کے سردار اور ان کے امام ہیں لہٰذا ان کی تصدیق وتقریظ کے بعد کسی عالم کی علماء مکہ معظمہ میں سے تقریظ کی حاجت نہیں مگر تاہم مزید اطمینان کے واسطے جن بعض علماء مکہ مکرمہ کی تصدیقیں بلاجد وجہد حاصل ہوئیں وہ ثبت کر دی گئیں اور اسی وجہ سے اس وقت تنگ میں جو کہ بعد از حج قبل از روانگی مدینہ منورہ زید شرفاً وفضلاً جو تصدیقیں میسر ہوئیں انھیں پر اکتفا کیا گیا۔ حالانکہ مخالفین نے اپنی سعی مخالفت وغیرہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور اسی وجہ سے جناب مفتیٔ مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی، مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلۂ تقویت کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے ان کی نقل کر لی گئی تھی۔ سو ہدیۂ ناظرین ہے:۔

تقریظ مولٰنا العلام الامام الہمام الفقیہ الزاہد الفاضل الماجد حضرۃ مولٰنا الشیخ محمد عابد مفتی المالکیہ ادام اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ الذی وفق من شاء من عبادہ السادۃ الاتقیاء لاقامۃ منار الدین یقمع کل منابذ لشریعۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ وکل منتم الیہ۔ اما بعد	سب تعریفیں اللہ کو جس نے اپنے متقی بندوں میں جس کو چاہا دین کا منارہ قائم رکھنے کی توفیق بخشی کہ شریعت محمدیہ کے ہر مخالف اور جھوٹی نسبت کرنے والے کا قلع قمع کرے۔ اما بعد میں اس تحریر اور جو کچھ ان چھبیس سوالات پر تقریر ہوئی ہے

قد اطلعت بهذا التقريظ وعلى جميع	سب پر مطلع ہوا تو میں نے اس کو لکھا ہوا حق
ما وقع على هذه الاسئلة الستة و	پایا اور کیوں نہ ہو یہ تقریر ہے دین کے بازو
العشرين من التقرير فوجدته هو الحق	مسلمانوں کے پناہ کی کہ جن کا عمدہ بیان آیات
المبين وكيف لا و هو تقرير عضد	تمکین کا واضح کرنے والا یعنی بزرگ حاجی
الدين عصام الموحدين الا ان	خلیل احمد صاحب ہدایت کی معراج پر سدا
محمود تفسيره كشاف لآيات التمكين	چڑھتے اور صاحب نصیب رہیں۔ آمین
فضيلة الحاج خليل احمد لازال على	آمین اللھم آمین۔
معراج الهداية يصعد فليسعد آمين	حکم کیا اس کے لکھنے کا محمد عابد حسین
اللهم آمين!	مفتی مالکیہ نے۔
امر برقمه مفتى المالكية حالا	
بمكة المكرمة محمد عابد بن حسين	طبع الخاتم

تقريظ الشيخ الاجل والحبر الاكمل حضرة مولانا محمد على بن حسين مالکی مدرس حرم شریف برادر مفتی صاحب ممدوح انار الله برهانه۔

الحمد لله على آلائه والصلوٰة	تمام حمد اللہ کے لیے ہے، اس کی نعمتوں پر
والسلام على سيد انبيائه سيدنا محمد	اور درود و سلام سردار انبیا سیدنا محمد اور ان
وعلى آله الكرام واصحابه السادة القادة	کی اولاد کرام و اصحاب عظام پر۔
الاعلام۔ اما بعد فيقول العبد الحقير	اما بعد کہتا ہے بندہ حقیر محمد علی بن حسین احمد
المالكى محمد على بن حسين احمد	مالکی مدرس و امام مسجد حرام کہ علماء محقق یگانہ
الامام والمدرس بالمسجد المكى انى	مولوی حاجی حافظ شیخ خلیل احمد نے

وجدت ماحرره العالم العلّامة المحقق الاوحد فضلة الحاج الحافظ الشيخ خليل احمد على هذه الاسئلة الستة والعشرين هو الحق الذى لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه عند جميع المحققين فجزاه الله تعالىٰ خير الجزاء ووفقنا واياه دائمًا لصالح الاعمال الحميدة وحسن الثناء آمين اللّٰهم آمين!

كتبه الامام المدرس بالمسجد المكى محمد على ابن حسين المالكى

ان چھبیس سوالوں پر جو کچھ لکھا ہے، تمام محققین کے نزدیک وہی حق ہے کہ باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہمیں اور ان کو ہمیشہ نیک اعمال اور حسن ثنا کی توفیق بخشے۔ آمین اللّٰہم آمین!

لکھا محمد علی بن حسین مالکی مدرس و امام مسجد مکی نے

طبع الخاتم

خلاصہ تصادیقِ علماءِ مدینہ منوّرہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً

سب سے اول امام فقہاء زمانہ و رئیس محدثینِ وقت، مرکزِ علومِ عقلیہ، منبع معارف نقلیہ، قطب فلک تحقیق و تدقیق، شمس سماء الامانت والتصدیق حضرت مولانا سیّد احمد برزنجی شافعی سابق مفتی آستانہ نبویہ دامت فیوضہم کے رسالہ کا ملخص تین مقام سے لکھتے ہیں:-

وقد کتب الفاضل العالم فی اول رسالتہ المسمّٰی تثقیف الکلام ما نصہ:

مولانا ممدوح نے شروع رسالہ میں یوں تحریر فرمایا ہے:

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمد للّٰہ الذی لہ الکمال المطلق فی ذاتہ وصفاتہ المنزہ عن الحدوث وسماتہ الحکیم فی افعالہ الصادق فی اقوالہ. عزّ ثناءہ تعالٰی جدہ و وجب علینا شکرہ وحمدہ والصّلوٰۃ والسلام علٰی سیّدنا ومولانا محمدن الذی بعثہ اللّٰہ رحمۃ للعٰلمین و جعل وجودہ نعمۃ عامۃ للاولین و الاٰخرین وختم بنبوتہ ورسالتہ نبوۃ الانبیاء ورسالۃ المرسلین وعلٰی اٰلہ واصحابہ وکل من تمسک بھدیہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف زیبا ہے اللہ کو جس کے لیے اس کی ذات وصفات میں کمال مطلق ثابت ہے منزّہ ہے حدوث اور اس کی علامات سے حکیم ہے اپنے افعال میں سچا ہے اپنے اقوال میں معزز ہے اس کی ثنا اور عالی ہے اس کی شان واجب ہے ہم پر اس کا شکر اور اس کی حمد اور درود و سلام ہمارے سردار و مولا محمد پر جن کو بھیجا اللہ نے دنیا جہان کے لیے رحمت بنا کر اور ان کا وجود بنایا تمام اگلے پچھلوں کے لیے نعمت اور ختم کیا ان کی نبوت و رسالت پر جملہ انبیاء کی نبوت اور رسولوں کی رسالت کو اور سلام ان کی اولاد

الی یوم الدین اما بعد فقد قدم علینا
بالمدینة المنورة والرحاب النبوة
المطهرة جناب العلامة الفاضل و
المحقق الکامل احد العلماء
المشهورین بالهند الشیخ خلیل احمد
حین تشرف بزیارة خیر الانام سید
الانام والمرسلین العظام سیدنا ومولانا
محمد علیه افضل الصلوة والسلام
وقدم الینا رسالة مشتملة علی اجوبة
اسئلة واردة الیه من بعض العلماء
لکشف عن حقیقة مذهبه ومذهب
معتقد مشائخه الفضلاء وطلب
منی ان انظر فی تلك الاجوبة بعین
الانصاف ومجانبة الانحراف عن
الحق وترك الاعتساف فجمعت ما
فی هذه الورقات مما اداه الیه
نظری من التحقیقات مقتبسا لها
من مشکوة ائمة الدین المقتدی بهم
فی المتمسك بحبل الله المتین لاجابة
لمطلوبه وتلبیة لمرغوبه وسمیته کمال
التثقیف والتقویم لعوج الافهام عما

اصحاب اور تمام ان لوگوں پر جو ان کے طریقہ
پر چلیں قیامت کے دن تک، اما بعد ہمارے
پاس تشریف لائے مدینہ منورہ اور آستانہ نبویہ
میں جناب علامہ فاضل اور محقق کامل ہند کے
مشہور علماء میں سے ایک مولانا شیخ خلیل احمد
صاحب بہترین خلق سید الانام و مرسلین سیدنا و
مولانا محمد علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی
زیارت سے مشرف ہونے کے وقت اور ایک
رسالہ پیش فرمایا جس میں ان سوالات کے
جوابات تھے جو ان کے مذہب اور عقائد اور
ان کے صاحب فضل مشائخ کے عقیدوں کی
حقیقت و ماہیت ظاہر کرنے کے لیے ان کی
جانب کسی عالم کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور
شیخ ممدوح مجھ سے اس امر کے خواہاں ہوئے کہ
میں ان جوابات میں نظر کروں چشم انصاف سے
اور حق سے انحراف کرنے سے بچ کر اور زیادتی
چھوڑ کر پس میں نے ان کی خواہش کے موافق
اور آرزو پوری کرنے کو ان اوراق میں جہاں
تک میری نظر پہونچی وہ تحقیقات جمع کر دیں جن
کو ان کے پیشوایان دین کے چراغدان سے اخذ
کیا ہے جن کا اقتدا کیا جاتا ہے، اللہ کی مضبوط

يجب لكلام الله القديم وسبب
تسميتي له بهذا الاسم ان الكلام
على الاجوبة التي اجابها عن تلك
الاسئلة وان كان متنوعا متعلقا
باحكام شتى من الفروع والاصول
اهمها ما يتعلق بوجوب الصدق في
كلام الله تعالى النفسي واللفظي و
لهذه الاهمية قدمت الكلام على
هذا المبحث على الكلام على غيره
من تلك الاجوبة بالله المستعان و
منه التوفيق وعليه التكلان۔

رسی کے مضبوط تھامنے میں اور میں نے اس کا نام
کمال التنقیف والتقدیم لعروج الافہام عما یجب
لکلام اللہ القدیم رکھا اور اس رسالہ کے یہ نام رکھنے
کی وجہ یہ ہے کہ رسالہ میں جن سوالات کے جوابات
دیئے ہیں اگرچہ قسم قسم کے اور فروع و اصول کے
مختلف احکامات کے متعلق ہیں مگر سب سے زیادہ
اہم وہ مسئلہ ہے جو حق تعالیٰ کے کلام نفسی و لفظی
میں صدق کے ضروری ہونے سے متعلق ہے اور
اسی کے اہم ہونے کی وجہ سے اس بحث پر گفتگو
دوسرے جوابوں پر مقدم اور اللہ ہی سے مدد چاہی
جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ۔ اس کے بعد کلام
لفظی و نفسی کی تحقیق اور اس میں صدق و کذب
کی تشریح اور علماء مذہب کی تنقید و اختلاف نقل فرمائے

وقال في وسط رسالته الشريفة
في اخر المبحث الاول ما نصه
وبعد اطلاعك على هذا البيان الشافي
وادراكك له بالفهم السليم الكافي
تعلم ان ما ذكره الفاضل الشيخ
خليل احمد في جواب الثالث و
العشرين والرابع والعشرين والخامس
والعشرين كلام معروف في كثير من

اور اپنے رسالہ شریفہ کے وسط میں
پہلی بحث کے آخر یوں تحریر فرماتے ہیں :۔
اور جب اے مخاطب تو اس شافی بیان
پر مطلع ہو گیا اور کافی فہم سلیم کے ذریعہ سے اس کو
سمجھ لیا تو معلوم کرلے گا کہ جو کچھ فاضل شیخ
خلیل احمد نے تئیس و چوبیس و پچیس سوال
کے جواب میں ذکر کیا ہے وہ موجود ہے بہتیرے
معتبر اور متاخرین علماء کلام کی متداول کتابوں

الكتب المعتبرة المتداولة لعلماء الكلام
المتأخرين كالمواقف والمقاصد و
شروح التجريد والمسايرة وغيرها و
محصل تلك الاجوبة التى ذكرها
الشيخ خليل احمد موافقة علماء
الكلام المذكورين فى مقدورية مخالفة
الوعد والوعيد والخبر الصادق لله
تعالىٰ فى الكلام اللفظى المستلزمة
للامكان الذاتى فى ذلك عندهم مع
الجزم والقطع بعدم وقوعها وهٰذا
القدر لا يوجب كفرا ولا عنادًا و
لا بدعة فى الدين ولا فسادا كيف و
قد علمت موافقة كلام العلماء الذين
ذكرناهم عليه كما رأيته فى كلام
المواقف وشرحه الذى نقلناه قريبا
فالشيخ خليل احمد لم يخرج عن
دائرة كلامهم لكن اقول مع هذا
نصيحة له ولسائر علماء الهند انه
ينبغى لهم عدم الخوض فى هٰذه
المسائل الغامضة واحكامها
الدقيقة التى لا يفهمها الا الواحد

میں مثلاً مواقف اور مقاصد اور تجرید و مسایرہ وغیرہ
کے شروحات میں اور خلاصہ ان جوابات کا جن
کو شیخ خلیل احمد نے ذکر کیا ہے مذکورہ علماء
کلام کی اس مضمون میں موافقت ہے کہ کلام لفظی
میں اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور وعید اور سچی خبر کا
خلاف کرنا حق تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے
جو ان کے نزدیک امکان ذاتی کو مستلزم ہے
مع اس امر کے جزم اور یقین کے کہ اس خلاف
کا وقوع ہرگز نہ ہوگا اور اتنا کہنے سے نہ کفر لازم
آتا ہے نہ عناد اور نہ دین میں بدعت اور فساد
اور کیسے لازم آسکتا ہے حالانکہ تو معلوم کر چکا ہے
کہ یہ مذہب بالکل موافق ہے ان کے جن کا ذکر
ہم اوپر کر چکے ہیں چنانچہ تو مواقف اور اس کی
شرح وغیرہ کی عبارتیں جن کو ہم نے ابھی نقل
کیا ہے دیکھ چکا ہے پس شیخ خلیل احمد ان
حضرات علماء کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں لیکن
باوجود اس کے میں ان سے اور نیز تمام علماء
ہند سے بطور نصیحت کہتا ہوں کہ سب علماء
کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان
دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں جن کو عوام تو
کیا سمجھیں گے بڑے علماء میں سے بھی بجز

بعد الواحد من فحول العلماء المحققين
فضلا عن غيرهم فضلا عن عوام المسلمين
لانهم اذا قالوا ان مقدورية مخالفة
الوعيد والخبر الالهي لله تعالى مستلزمة
لامكان الكذب في الكلام اللفظي المنسوب
اليه تعالى بالذات لا بالوقوع واشاعوا
ذلك بين عامة الناس تبادرت اذهانهم
الى انهم قائلون بجواز الكذب في كلام
الله تعالى فحينئذ يكون شان اولئك
العامة مترددا بين الامرين الاول
يتلقوا ذلك بالقبول على الوجه الذي
فهموه فيقعوا في الكفر والالحاد الثاني
ان لا يتلقوه بالقبول وينكروه غاية
الانكار ويشنعوا على قائله غاية التشنيع
وينسبوهم الى الكفر والالحاد وكلا
الامرين فساد في الدين عظيم فلاجل
ذلك يجب عليهم عدم الخوض في هذه
المسائل الا عند الاضطرار الشديد
مع توجيه الخطاب الى ذي قلب يلقي
السمع وهو شهيد وقد وفقنا الله
بهدايته وارشاده لسلوك السبيل

ایک دو اخص الخواص عالم کے دوسرے عالم بھی
نہیں سمجھ سکتے۔ اس لیے کہ جب وہ کہیں گے کہ اللہ
کی دی ہوئی خبر اور وعید کے خلاف کرنا اللہ تعالیٰ
کی قدرت میں داخل ہے اور واقعی اس سے لازم
آیا اس کلام لفظی میں جو اللہ کی طرف منسوب ہے
کذب کا امکان بالذات نہ بالوقوع اور اس کو
پھیلائیں گے تمام لوگوں میں تو عوام کے ذہن فوراً
اسی طرف جائیں گے کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں
کذب کے جواز کے قائل ہیں پس اس وقت ان عوام
کی حالت ان دو امر میں متردد ہوگی کہ یا تو جس طرح
ان کی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کرکے مان لیں گے
پس کفر و الحاد میں گر پڑیں گے اور یا یہ کہ اس کو
قبول نہ کریں گے اور پوری طرح انکار کرینگے اور
اس کے قائل پر طعن و تشنیع کرینگے اور ان کو کفر والحا
کی طرف نسبت کرینگے اور یہ دونوں باتیں دین
میں فسادِ عظیم ہیں پس اس وجہ سے ان پر واجب
ہے کہ ان مسائل میں خوض نہ کریں ہاں اگر کوئی
سخت ضرورت ہی پیش آجائے تو مجبوری ہے
کہ ایسے شخص کو مخاطب بنا کر مطلب سمجھاویں، جو
صاحب دل ہو کر متوجہ کان لگا کر سنے اور ہم کو
اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے اپنے ارشاد اور

التی فیها التخلص من الوقوع فی هٰذه الخطر العظیم بالوجه الصحیح المستقیم والحمد لله رب العلمین۔

ہدایت سے اس راستہ پر چلنے کی جس میں اس بڑے خطرے میں واقع ہونے سے نجات ہے صحیح و مستقیم صورت سے اور اللہ کا شکر ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا۔

وقال فی اختتام رسالته الشریفة ما نصّه۔

اور فرمایا اپنے رسالہ شریفہ کے آخر میں جس کی عبارت یہ ہے:

و اذا وصل بنا الکلام الی هذا المقام فنقول قولا عاما شاملا لجمیع هذه الرسالة المشتملة علی ستّة و عشرین جوابا التی قدمها الینا العلامة الفاضل الشیخ خلیل احمد للنظر فیها و تأمل ما فیها من الاحکام انا لم نجد فیها قولا یوجب الکفر و الابتداع و لا ما ینتقد علیه انتقاداً ما الا هذه المواضع الثلاثة التی ذکرناها و لیس فیها ما یوجب الکفر و الابتداع ایضا کما علمت ذلك من کلامنا فیها و من المعلوم انه لا یسلم کل عالم الف کتابا من العثرات فی بعض المواضع من کلامه فقدما قیل من الف فقد استهدف وقال الامام

اور جب اس مقام تک تقریر پہنچ چکی تو اب ایک قول عام بیان کرتے ہیں جو اس تمام رسالہ کے ان چھبیس جوابات پر مشتمل ہے جس کو علامہ فاضل شیخ خلیل احمد نے اس میں نظر کرنے اور اس کے احکامات میں غور کرنے کے لیے ہمارے سامنے کیا ہے کہ واقعی ہم نے ایک بات بھی اس میں ایسی نہیں پائی جس سے کفر یا بدعتی ہونا لازم آئے بلکہ ان تین مسائل کے علاوہ جن کو ہم نے ذکر کیا ہے کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں جس پر کوئی باریک بینی اور کسی انتقاد کی گنجائش ہو اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کوئی عالم جو کتاب تصنیف کرے اپنی تحریر میں کسی مقام پر لغزش کھا جانے سے سالم نہیں رہ سکتا چنانچہ یہ مثل مشہور ہے قدیم سے کہ جو مؤلف بنا وہ نشانہ بنا اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

مالك رضي الله تعالى عنه ما منّا الا رادّ ومردود عليه الا صاحب هذا القبر الكريم يعني قبره صلّى الله عليه وسلم وحسبي الله وكفى والحمد ربّ العلمين. ثم جمعها وكتابتها في اليوم الثاني من شهر ربيع الاوّل عام الف وثلاثمائة وتسع وعشرين من الهجرة النبوية على صاحبها افضل الصلوٰة وازكى التحيّة.

فرمایا ہے کہ ہم میں کوئی بھی ایسا نہیں جس نے دوسرے پر رد نہ کیا ہو یا جس پر رد نہ ہوا ہو، بجز اس بزرگ قبر والے یعنی سیّدنا محمّد صلّی اللہ علیہ وسلم کے اور ہم کو اللہ کافی و وافی ہے اور سب تعریف اللہ کو جو رب ہے تمام عالم کا

ختم ہوئی اس رسالہ کی ترتیب و کتابت دوسری ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ کو۔

شیخ ممدوح کے اس رسالہ پر جو بہ تمامہا علیحدہ طبع ہو چکا ہے اور اس مختصر رسالہ میں جس کا مقصود اجوبہ مذکورہ پر تقریظ و تنقید کرنے والے اصحاب کی عبارت و مواہیر کا نقل کرنا ہے اس رسالہ کے اوّل و آخر و وسط تین مقامات لکھ دیے گئے ہیں۔ مفصلۂ ذیل علماء کی مواہیر ثبت ہیں:۔

المدرس مدرسة الشفا	المدرس في الحرم النبوي الخاريطنفي	خادم العلم بالحرم الشريف النبوي
رسوحي عمر ۱۳۲۲	۱۳۲۶ ملا محمد خان	راجي فيض الكريم ۱۳۰۵ خليل بن ابراهيم
شيخ المالكية بحرم خير البرية	خادم العلم بالمسجد الشريف النبوي	خادم العلم بالحرم الشريف النبوي
السيّد احمد الجزائري	عمر بن حمدان المحرسي	محمد العزيز الوزير التونسي
خادم العلم بالمسجد النبوي	محمد زكي البرزنجي	محمد السوسي الخياري

من مشاهير علماء العرب	خادم العلم الشريف فى دمشق الشام و خطيب جامع السروجى	خادم العلم و المدرس فى باب السلام
احمد بن المامون البلغيثى ۱۳۲۸	محمّد توفيق	موسى كاظم بن محمّد
خادم العلم بالمسجد الشريف	خادم العلم الشريف فى بلدة النبى صلى الله عليه وسلم	خادم العلم بالحرم الشريف النبوى
احمد بن محمّد خير الحاج العبّاسى	ابن نعمان ۱۳۲۶ محمّد منصور	معصوم ۱۳۰۲ احمد سيّد
من علماء العرب	الفقير اليه عز شانه احقر الورىٰ الشهير بالقراد الدمشقى	المدرس بالحرم الشريف النبوى
عبد الله القادر بن محمد بن سودة العربى وابيه	يسين عفى عنه ۱۳۲۶	مُلّا عبد الرحمٰن
خادم العلم بالحرم الشريف النبوى	خادم بالحرم الشريف النبوى	خادم العلم بالحرم الشريف النبوى
محمود عبد الجواد	احمد بساطى	محمّد حسن سندى
خادم العلم فى الحرم الشريف النبوى	الفقير النابلسى الحنبلى خادم العلم بالحرم النبوى	خادم العلم بالحرم الشريف النبوى
احمد ابن احمد اسعد	عبد الله ۱۳۲۸	محمد بن عمر الفلانى

صورة ما كتبه على اصل الرسالة حضرة شيخ العلماء الكرام وسند الاصفياء العظام محى السنّة الغراء وعضد الملة البيضاء رئيس السادة العظام و مقدام الفضلاء الفخام جناب الشيخ احمد بن محمّد خير الشنقيطى المالكى المدنى لا زالت بحار فيضه زاخرة امين -

نقلِ تقریظ جس کو اصل رسالہ اجوبہ پر تحریر فرمایا حضرت شیخ علماء کرام اور سند اصفیاء عظام روشن سنّت کے زندہ کرنے والے اور شگافِ ملت کے بازو سرداران با عظمت کے مقتدا اور جلالت مآب صاحبانِ فضل کے پیشوا جناب **شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی مالکی مدنی** نے سدا ان کے فیضان کے سمندر موجزن رہیں۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لمستحقه والصلوٰة و السلام على افضل خلقه اما بعد لما اطلعت على رسالة الاستاذ المحقق والحبر المدقق الشيخ خليل احمد لازال مشمولا بتوفيق الملك الصمد وملحوظا بعناية الواحد الاحد وجدت ما فيها موافقا لمذهب اهل السنة كله ولم يبق للمتكلم مجالا الا فى مسئلة القيام عند ذكر مولده الشريف والاحوال التى تعرض لذلك والحق كما اشار اليه الشيخ بل صرح ببعضه ان المولد الشريف ان كان سالماً مما يعرض له من المنكرات فهو امر مستحب محمود شرعا كما هو المعروف عند اكابر العلماء جيلا بعد جيل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اس ذات کو جو اس کا مستحق ہے اور درود و سلام بہترین مخلوق پر اس کے بعد واضح ہو کہ میں نے صاحب تحقیق استاذ اور صاحب تدقیق علامہ شیخ خلیل احمد کے رسالہ کا مطالعہ کیا بے نیاز شاہنشاہ کی توفیق سدا ان کے شاملِ حال رہے اور یکتا و یگانہ خدا کی عنایت ان پر دائم رہے جو کچھ اس میں ہے بالکل مذہب اہل سنت کے موافق پایا اور کسی مسئلہ میں گفتگو کی گنجائش نہ پائی بجز ذکر مولود شریف کے وقت مسئلہ قیام اور ان حالات میں جن سے تعرض کیا ہے اور حق وہ ہے جیسا کہ شیخ نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا بلکہ بعض کی تصریح بھی کر دی ہے کہ مولود شریف اگر عارضی نامشروع باتوں سے سالم ہو تو وہ فعل مستحب اور شرعاً پسندیدہ ہے چنانچہ مدت سے اکابر علماء کے نزدیک معروف ہے اور اگر مراد

وقرنا بعد قرن ان لم يسلم من
المنكرات كما ذكره الاستاذ أنه
يقع في الهند مثلا واما في غير الهند
بالنادر وقوعه بل لا نسمع بشئ مما
ذكر انه يقع في الهند واقع في غيره
فيمنع من جهة ما عرض له والحاصل
ان العلة تدور مع المعلول وجودا و
عدما فحيث وجد المنكر لزم ترك
الوسيلة اليه وحيث عدم استحب
اظهار ما هو من شعائر المسلمين و
في مسئلة السوال الثاني والعشرين
ان من اعتقد قدوم روحه الشريف
من عالم الارواح الى عالم الشهادة
الخ اما قدوم روحه عليه الصلوٰة و
السلام في بعض الاحيان لبعض
الخواص امر غير مستبعد ومعتقد
هذا القدر لا يعد مخطئا لكونه امرا
ممكنا فهو صلى الله عليه وسلم حيٌّ في
قبره الشريف يتصرف في الكون باذن
الله تعالى كيف شاء لكن لا بمعنى كونه
صلى الله عليه وسلم مالكا للنفع والضرر

منکرات سے سالم نہ ہو جیسا کہ استاذ نے ذکر فرمایا
ہے کہ ہند میں عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اور ہند کے
علاوہ دوسری جگہ شاذ و نادر ایسا ہوتا ہوگا بلکہ
وہ باتیں جن کا ہند میں واقع ہونا بیان کیا گیا ہے
دوسری جگہ ہم نے واقع ہوتے بھی نہیں سنا تو
اس پیش آجانے والی وجہ سے ایسی مجلس مولود
سے ضرور منع کیا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ
وجود اور عدم معلول کا مدار علت پر ہوگا کہ جہاں
مولود میں کوئی امر نامشروع پایا جائیگا۔ وہاں
اس شئی کا چھوڑنا بھی ضرور ہوگا جو اس نامشروع
کا وسیلہ ہے اور جہاں کوئی امر ناجائز نہ ہو، ہاں
اس ذکر کا جو مسلمانوں کا شعار ہے ظاہر کرنا
مستحب ہوگا اور بائیسویں سوال کا یہ مسئلہ کہ جو شخص
معتقد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح
مبارک کے عالم ارواح سے دنیا میں تشریف لانے
کا الخ پس خواص میں سے کسی بزرگ کے لیے کسی
خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی روح پر فتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد
نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ
رکھنے والا بہر غلطی بھی نہ سمجھا جائیگا کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن

فانہ لا نافع ولا ضار الا اللہ تعالیٰ	خداوندی کون میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں
قال تعالیٰ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا	مگر نہ بایں معنی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفع اور
وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ واما اعتقاد	نقصان کے مالک ہیں کیونکہ نفع اور ضرر
تجدد الولادۃ فلا یتصور من ذی عقل	پہونچانے والا بجز اللہ کے کوئی نہیں چنانچہ ارشاد
تام واما قول الاستاذ فھو مخطی متشبہ	خداوندی ہے کہ کہدو اے محمدؐ! میں مالک نہیں
بفعل المجوس فکان ینبغی للاستاذ	اپنے نفس کے لیے بھی نفع کا اور نہ نقصان کا، مگر
عبارۃ ھو الیق من ھذہ لکونہ حاکما	جو کچھ اللہ چاہے، اب رہا پیدائش کے از سر نو
لھم بالاسلام کان یقول فیہ بعض	ہونے کا عقیدہ، سو کسی پورے عقل والے سے
شبہ مثلاً واللہ تعالیٰ اعلم وفی	اس کا احتمال بھی نہیں ہوتا۔ ہاں استاذ کا یہ فرمانا
مسئلۃ الکلام فی الفصل الخامس	کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا خطاوار اور مجوس کے فعل
والعشرین اقول المسئلۃ الخلاف	سے مشابہت کرنے والا ہے۔ سو استاذ کو زیبا تھا
فیھا مشھور وینبغی عدم الخوض مع	کہ کوئی اور عبارت اس سے بہتر ہوتی جو ان پر
اھل البدع فی مثلھا واما الاستاذ	اسلام کا حکم قائم رکھتی۔ مثلاً یوں فرماتے کہ اس میں
فھو ناقل من کلام اھل السنۃ لامحالۃ	کچھ مشابہت ہے واللہ اعلم۔ اور پچیسویں سوال میں
وحیث کان ناقلا من کلام اھل السنۃ	کلام کے مسئلہ کے متعلق میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں
بای حال کان علی ھدی قال فی	اختلاف مشہور ہے اور مناسب ہے کہ ایسے مسئلوں میں
الوسیلۃ وکل رای لاتباع السلف	بدعتیوں کے ساتھ گفتگو اور خوض نہ کیا جاوے اور
ادی من المجمع والمختلف فیہ فمن	استاذ یقیناً اہل سنت کا کلام نقل کر رہے ہیں اور
یراہ لاضلال فیما یراہ ولا	جب کلام اہل السنۃ کے ناقل ہوئے تو بہر حال ہدایت
اضلال وکل ما اجمع اھل السنۃ	پر ہوئے اسی وسیلہ میں مسطور ہے ہر وہ رائے جو
علی خلافہ فکالاسنۃ یھلك امۃ	سلف کے اتباع میں ہو مسئلہ اتفاقیہ میں یا اختلافیہ

※ لا ضلال فیما

يعسل الانسان۔ فيه وان زينه الشيطان فحيث كان دائرا بين الاشاعرة والماتريدية فهو على ملة الحق قال فى الواضح المبين و اعلم بأن الملة المرضية۔ هى التى عليها الاشعرية۔ والماتريدية اذ هى التى۔ اتى بها احمد هادى الامة ومن يحد عنها يكن مبتدعا فنعم من كان لها متبعا۔

كتبه خادم العلم بالحرم النبوى
احمد بن محمد خير الشنقيطى
عفى الله عنه :۔

احمد
۱۳۲۸
ابن محمد
الشنقيطى

میں تو اس رائے کو کون شخص گمراہی کہہ سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں، نہ وہ ضلال ہے اور نہ اضلال، البتہ ہر وہ مسئلہ جس کے خلاف پر اہل سنت کا اجماع ہو نیزوں کی طرح مہلک ہے اگر انسان اس میں خوض کرے اگرچہ شیطان اس کو آراستہ بنا دے۔ پس جب یہ مسئلہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان دائر ہے تو مذہب حق ہوا چنانچہ واضح مبین میں مذکور ہے کہ جان لے اے مخاطب پسندیدہ طریقہ وہی ہے جس پر اشعریہ یا ماتریدیہ ہوں کیونکہ وہی ہے جس کو راہبر طریقت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور جو اس سے منحرف ہو وہ بدعتی ہے پس کیا اچھا ہے وہ شخص جو طریقۂ مذکور کا متبع ہو

لکھا حرم نبوی میں علم کے خادم،
احمد بن محمد خیر شنقیطی عفی اللہ عنہ نے

مہر

خلاصة التصديقات لسادة العلماء بمصر و الجامع الازهر

صورة ما كتبه حضرة امام الفضلاء الكاملين ومقدام الفقهاء العارفين سند العلماء المتقين وسيد الحكماء المتقنين حجة الله على العلمين ظل الله على المؤمنين نور الاسلام والمسلمين مخزن حكم رب العلمين حضرة الشيخ سليم البشرى شيخ العلماء بالجامع الازهر الشريف متع الله المسلمين بطول بقائه امين!

نقل تقریظ کی جو تحریر فرمائی فضلاء کاملین کے امام اور فقہاء عارفین کے پیشوا اور علماء متقین میں مستند اور حکماء متقنین کے سردار، اہلِ دنیا پر اللہ کی حجت اور مومنین پر سایہ خداوندی اسلام اور مسلمانوں کے نور اور رب العالمین کے حکمتوں کے مخزن حضرت شیخ سلیم البشری جامع ازہر شریف کے شیخ العلماء نے بہرہ یاب فرمائے اللہ مسلمانوں کو ان کی بقاء طویل فرما کر آمین!

الحمد لله وحده - والصلوة والسلام على من لا نبي بعده - اما بعد فقد اطلعت على هذه الرسالة الجليلة فوجدتها مشتملة على العقائد الصحيحة وهي عقائد اهل السنة والجماعة

سب تعریف اللہ یگانہ کے لیے اور درود و سلام اس ذات پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں میں اس باعظمت رسالہ پر مطلع ہوا۔ پس میں نے اس کو صحیح عقیدوں پر مشتمل پایا اور یہی عقائد ہیں اہل السنۃ والجماعت کے البتہ جناب رسول اللہ

غیر ان انکار الوقوف عند ذکر ولادته صلی اللہ علیہ وسلم والتشنیع علی فاعل ذٰلک بتشبیہ بالمجوس او بالروافض لیس علی ما ینبغی لان کثیرا من الائمۃ استحسن الوقوف المذکور بقصد الاجلال والتعظیم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وذٰلک امر لا محذور فیہ۔ واللہ اعلم

شیخ الجامع الازہر

سلیم البشری

کتبہ محمد ابراہیم القایانی بالازہر

کتبہ سلیمان العبد بالازہر

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کا انکار اور اس کے کرنے والے پر مجوس یا روافض سے مشابہت سے تشنیع مناسب نہیں معلوم ہوتی کیونکہ بہت ائمہ نے قیام مذکور کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت عظمت کی شان کے ارادہ سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے جس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں۔

سلیم البشری شیخ الجامع ازہر (مہر)

لکھا اس کو محمد ابراہیم قایانی نے ازہر میں (مہر)

لکھا اس کو سلیمان عبد نے ازہر میں (مہر)

خلاصة التّصديقات لسادة العلماء بدمشق الشام

خلاصۂ تصادیقِ عُلمائے دمشق الشام

صورة ما كتبه النحرير الفاضل والعلامة الكامل شمس العلماء الشامیین وبدر الفضلاء الحنفیین مفخر الفقهاء و المحدثین ملاذ الادباء والمفسّرين جامع الفضائل كابرا عن كابر حضرة مولانا السيّد محمّد ابو الخير الشهير بابن عابدين بن العلامة احمد بن عبد الغنى بن عمر عابدين الحُسينى النّقشبندى الدمشقى متع الله المُسلمين بطول بقائه آمين - وهو من احفاد العلامة ابن عابدين صاحب الفتاوى الشامية رحمة الله تعالى -

نقل تقریظ جو تحریر فرمائی، فاضل نحریر علامہ کامل علماء شام کے آفتاب ادر فضلاء احناف کے ماہتاب فقہاء محدثین کے مایہ فخر ادباء و مفسرین کے پشت پناہ جامع فضائل آباء و اجداد سے، حضرت مولانا سید محمد ابو الخیر معروف بہ ابن عابدین خلف علامہ احمد بن عبد الغنی ابن عمر عابدین حسینی نقشبندی دمشقی، اللہ ان کی درازی عمر سے مسلمانوں کو متمتع فرمائے اور وُہ نواسہ ہیں علامہ ابن عابدین کے جو مصنف تھے فتاوی شامی کے، رحمۃ اللہ علیہ!

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله وسلام على عباده الذين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کو، اور سلام اس کے برگزیدہ

اصطفے اما بعد فقد اطلعنی المولے
الفاضل المکرم المحترم علیٰ هٰذه
الرسالة فوجدتها مشتملة على التحقيق
الذی هو بالقبول حقیق ولقد اتی
مؤلفها حفظه الله بالعجب العجاب
ما هو معتقد اهل السنة والجماعة
بلا ارتیاب مما یدل علے فضله وسعته
اطلاعه فلا زال کشافا للمشکلات
حلالا للمعضلات جزاه الله الجزاء
الاوفی فی هٰذه الدنیا وفی الاخری
حرره علے عجل الفقیر الیه تعالیٰ خادم
العلماء ابو الخیر محمد بن العلامة احمد
بن عبد الغنی ابن عمر عابدین الحسینی
نسبا الدمشقی بلدا عفا الله عنه بمنه
وکرمه۔

ابو الخیر
محمد
عابدین

بندوں پر مولوی فاضل مکرم محترم نے یہ رسالہ
مجھے دکھایا، پس میں نے اس کو مشتمل پایا اس
تحقیق پر جو قبول کرنے کے قابل ہے اور
اس کے مؤلف نے حق تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے
عجیب تحریر لکھی جو بلاشک اہل السنۃ و
الجماعت کا عقیدہ ہے اور جو دلالت کر
رہا ہے مصنف کے وسعت معلومات پر
پس وہ ہمیشہ مشکلوں کے کھولنے والے رہیں
اور دشواریوں کے حل کرنے والے اللہ ان
کو پوری جزا عطا فرمائے اس دنیا میں
اور آخرت میں۔ عجلت میں لکھا محتاج رب
خادم العلماء، ابو الخیر محمد بن علامہ احمد بن عبد الغنی
ابن عمر عابدین نے جو بروئے نسب حسینی ہیں
اور وطن دمشق، اللہ اپنے لطف وکرم سے
ان کو بخشے۔

مہر

صورة ما كتبه الفاضل الجليل الامام النبيل رئيس الفضلاء
وسند الكملاء محقق عصره ومدقق دهره وحيد الزمان صفی الدوران
جناب الشيخ مصطفى بن احمد الشطی الحنبلی لا زال مغمورا فی
رضوان الملك العلام امين

نقلِ تقریظ جس کو تحریر فرمایا جلیل الشان فاضل سردار فضلا، سند کملا، امام عاقل محقق وقت مدقق زمانہ یکتائے زمان برگزیدۂ دوران جناب شیخ مصطفٰے بن احمد شطی حنبلی نے سدا شاہنشاہ علام کی رضا میں غرق رہیں۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو اوّل ہے
بلا ابتدا کے اور آخر ہے بلا انتہا کے پس
پاک ہے وہ معبود جس نے فضیلت بخشی اس
امت محمدیہ کو بے شمار فضائل سے اور خاص
فرمایا لاانتہا خصوصیتوں سے خصوصًا اس
نعمت سے ان میں علما، کملا، اور فضلا اور
ان کے دلوں کو روشن فرمایا اپنی معرفت
کے نور سے اور بنائے ان میں اولیا اور
خاتم الرسل علیہ وعلی سائر الانبیاء الصلٰوۃ
والسلام کے وارث اور امید کی جاتی ہے
کہ انھیں خاصانِ خدا میں سے عالم فاضل
فہیم عقیل کامل اس رسالہ کے مؤلف بھی ہیں
جو چند شرعی مسئلوں اور شریف علمی بحثوں
پر مشتمل ہے۔ وہابی فرقہ کی تردید کے لیے
علماء حنبلی کے مذہب کے موافق بعض
مسائل میں اور یہ رد انشاء اللہ اپنے محل
پر ہے۔ پس اللہ بہتر جزا دے ان مؤلف کو

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الاول بلا بداية والاخر
بلا نهاية فسبحانه من اله تفضل على
هذه الامة المحمدية بفضائل لا
تحصى خصهم بخصائص لا تستقصى سيما
وقد جعل منهم علماء ونبلاء و
فضلاء وانار قلوبهم بنور معرفته
وجعل منهم اولياء وورثة لخاتم
الرسل عليه الصلوٰة والسلام ولسائر
الانبياء وان ممن يرجى انه يكون
منهم الشيخ حضرة العالم الفاضل و
النبيه الاريب الكامل مؤلف هذه
الرسالة المشتملة على مسائل شرعية
وابحاث شريفة علمية نشر للرد على
فرقة الوهابية فى بعض مسائل على
مذهب السادة الحنبلية والرد انشاء
الله فى محله فجزا الله تعالى هذا المؤلف
عن سعيه خيرا وقابله باحسانه و

سہا ما صائبۃ فی افئدۃ من زاغ
عن الحق وفرقہ والصلوٰۃ والسلام
علےٰ من ہو الوسیلۃ العظمیٰ لنیل کل
فضیلۃ والغایۃ القصویٰ لوصول
المراتب الجلیلۃ وعلےٰ اٰلہ واصحابہ
واتباعہ واحزابہ لاسیما من ذب
عن الدین المحمدی کل جہول وہابی
معتدی امابعد فانی وقفت علی ہذا
المؤلف الجلیل فوجدتہ سفرا حافلا
لکل دقیق وجلیل من الرد علی
الفرقۃ المبتدعۃ الوہابیۃ اکثر اللہ
تعالیٰ من امثال مؤلفہ واعانہ بعنایۃ
الربانیۃ کیف لا والکلام من ہذا
الموضع من اہم مایعتنی بہ فی الوصول
والفروع فجزا اللہ مؤلفہ العالم
الفاضل والانسان الکامل افضل
ماجوزی عامل علی عملہ وسقاہ
اللہ من الرحیق علہ ونہلہ ونرجو
منہ الدعاء بحسن الخاتمۃ والتوفیق
لما فیہ النجاۃ فی الاٰخرۃ ۔ کتبہ الفقیر
الی اللہ تعالیٰ

محمود بن رشید العطار

اور توفیق بخشی اور ان کے کلام کو بنا دیا تیر
پہنچنے والے ان کے کلیجوں میں جو حق سے پھرے
اور علیحدہ ہوئے اور درود وسلام اس ذات پر
جو بڑا وسیلہ ہے ہر فضیلت کے حاصل کرنے
کو اور منتہائے مراد ہے مراتب جلیلہ تک
پہونچنے کو اور ان کی اولاد واصحاب اور
تابعین وجماعت پر خصوصاً ان پر جنہوں نے
دینِ محمدی سے ہر جاہل وہابی معتدی کو دفع
کیا۔ اما بعد پس میں مطلع ہوا اس تالیف
جلیل پر پس پایا اس کو جامع ہر باریک و
باعظمت مضمون کا جس میں رد ہے بدعتی
وہابیوں کے گروہ پر، مؤلف جیسے علماء کو
حق تعالیٰ زیادہ کرے اور ان کی مدد فرمائے
عنایت ربانیہ سے کیوں نہ ہو اس مضمون میں
گفتگو کرنا اصول وفروع کے قابل توجہ مسائل
میں اہم وضروری ہے پس اللہ جزا دے اس
کے مؤلف کو جو عالم فاضل اور انسان کامل ہیں
بہترین جزا جو عمل کنندہ کو اس کے عمل پر ملا کرتی
ہے اور ان کو شراب جنت سے سیراب کرے
بار بار اور ہم امیدوار ہیں ان سے دعاء حسن خاتمہ کی
اور ان اعمال کی توفیق کہ جس میں نجات اخروی حاصل ہو
لکھا اس کو فقیر محمود بن رشید عطار نے۔

صورة ما كتبه النحرير العلام رئيس الفضلاء الاعلام حضرة الشيخ محمد البوشي الحموى تغمده الله بكرمه البهي۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ القائل كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ والصلوٰة والسلام على اشرف خلقه و خاصته من انبيائه القائل لا تزال طائفة من امتى ظاهرين حتى ياتيهم امر الله وهم ظاهرون وعلى اٰله و اصحابه القائمين بنصرة الدين فى الحرب والسلم وسلم تسليما كثيرا الى يوم الدين رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اما بعد فاقول قد اطلعت على هذه الاسئلة و اجوبتها للعلامة الفاضل والجهبذ الكامل فريد عصره و وحيده الهمام القمقام شيخى واستاذى وعمدتى وملاذى مولانا المولوى الشهير خليل احمد فوجدتها لما عليه السواد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ رب العلمین کو جس نے ارشاد فرمایا کہ (اے امت محمدیہ) تم سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئیں کہ حکم کرتے ہو نیکی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور درود و سلام بہترین مخلوقات اور برگزیدہ پیغمبراں پر جس کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت میں سے غالب رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہی ہوں گے اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو دین کی مدد پر قائم رہے جنگ و صلح میں اور سلام نازل ہو بکثرت روز قیامت تک اے ہمارے رب کج نہ فرما ہمارے دلوں کو اس کے بعد کہ ہم کو ہدایت دے چکا اور عطا فرما ہم کو اپنے پاس سے رحمت بیشک تو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ میں ان سوالات پر مطلع ہوا جن کو تحریر فرمایا ہے زبردست عالم صاحب فضل اور سردار کامل یکتائے زمانہ اور یگانہ وقت پیشوا بحر مواج میرے شیخ اور میرے استاذ اور معتمد اور

الاعظم من اهل السنة والجماعة ولما عليه مشائخنا الاعلام والسادة الفخام سقى الله روحهم صوب الرحمة والغفران فجزى الله ذلك الفاضل عن السنة خير الجزاء والسلام قاله بفمه ونطقه بلسانه ورقمه بنانه الفقير الحقير ذی العجز والتقصير محمد البوشی الحموی الازهری المدرس و الامام فی الجامع الشهير بجامع المدفن بحماة الشام۔

پشت و پناہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے پس میں نے پایا ان کو اس کے موافق جس پر عظمت گروہ یعنی اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اور اس کے مطابق جس پر ہمارے مشائخ اعلام اور سرداران عظام ہیں حق تعالیٰ ان کی ارواح کو رحمت و مغفرت کی بارش سے سیراب کرے پس اللہ جزا دے ان فاضل مؤلف کو سنت کی طرف سے بہتر جزا۔ والسلام کہا اپنے دہن سے اور ظاہر کیا زبان سے اور لکھا قلم سے فقیر حقیر محمد بوشی مدرس و امام جامع مدفن واقع شہر حما ملک شام نے

صورة ما كتبه الامام الاجل والهمام الاكمل حضرة الشيخ محمّد سعيد الحموی غطاه الله بلطفه الخفی والجلی۔

الحمد لله الواحد فلا يجحد الاحد الذی فی سرمديته توحد الفرد الذی فی ربوبيته تفرد والصّلوة والسّلام علی سيدنا محمّد المجدد و علی اٰله واصحابه الذين جاهدوا مع من تمرد اما بعد فانی لما سرحت نظری فی الرسالة المنسوبة للعالم الفاضل والامام الكامل مولانا

سب تعریف اللہ احد کو جس کا انکار نہیں ہو سکتا، یکتا کہ اپنی بقا میں یگانہ ہے فرد کہ اپنی ربوبیت میں لاشریک ہے اور درود و سلام سیدنا محمد مجدد پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جنھوں نے جہاد کیا ہر اس شخص سے جس نے شرارت کی، اما بعد میں نے جب نظر ڈالی اس رسالہ میں جو منسوب ہے عالم فاضل امام کامل مولانا خلیل احمد صاحب کی طرف

خليل احمد وجدتها مطابقة
لاعتقادنا واعتقاد مشائخنا
فالله يجزيه الجزاء الاوفى ويحشرنا
واياه تحت لواء المصطفىٰ آمين۔

محمد سعيد

تو اس کو پایا مطابق اپنے اعتقاد اور اپنے
مشائخ کے اعتقاد کے۔ پس اللہ جزا دے
ان کو پوری جزا اور ہم کو اور ان کو جمع فرمائے
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے
آمین!

صورة ما كتبه البارع النبيل الفاضل الجليل صاحب الكمال حضرة الشيخ علي بن محمد الدلال الحموي لازال معمورا بالافضال

الحمد لله الذي وقانا من الاهواء
والبدع والضلالات۔ ووفقنا
لاتباع سيدنا محمد صلى الله تعالى
عليه وسلم صاحب المعجزات الباهرات
وثبتنا على ما كان عليه هو و
اصحابه الكرام۔ (امابعد) فاني لم
اعثر في هذه الرسالة المنسوبة للعلامة
الفاضل مولانا خليل احمد الاعلى
ما يوافق اعتقادنا واعتقاد مشائخنا
رحمهم الله تعالى من معتقدات اهل
السنة والجماعة فجزاه الله تعالى خير
الجزاء وحشرنا واياه معهم في زمرة
سيد الانبياء والحمد لله رب العلمين

سب تعریف اللہ کے لیے جس نے ہم کو محفوظ
رکھا ہوائے نفسانی و بدعات اور گمراہیوں سے
اور ہم کو توفیق بخشی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے اتباع کی جو روشن معجزوں والے ہیں اور
ہم کو ثابت قدم رکھا اس طریقہ پر جس پر آپ
اور آپ کے صحابہ تھے۔ اما بعد میں نے کوئی بات
اس رسالہ میں جو منسوب ہے علامہ فاضل مولانا
خلیل احمد صاحب کی طرف ایسی نہیں پائی جو
موافق نہ ہو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدوں میں
ہمارے اعتقاد اور ہمارے مشائخ کے اعتقاد
کے۔ پس اللہ ان کو جزا دے اور ہم کو اور ان
کو اہل السنت والجماعت کے ساتھ سید الانبیاء
کے زمرہ میں محشور فرمائے والحمد للہ رب العلمین

خادم العلماء علی بن محمد الدلال الحموی عفی عنہ -

خادم العلماء علی بن محمد دلال -

صورة ما کتبه الادیب الکامل والحبر الفاضل الامام الربانی حضرة الشیخ محمد ادیب الحورانی متع الله بعلمه القاصی والدانی -

الحمد لله علی ما انعم وعلمنا
مالم نکن نعلم والصلوة والسلام
علی افصح من نطق بالضاد وافحم
بباهر حجته کل من عاند وحاد
عن طریقة الرشاد سیدنا محمد ن
الذی جاء بالحق المبین ومحا براهینه
القاطعة شبه الضالین المضلین وعلی
اله واصحابه المتمسکین بسنة المتادبین
باداب شریعته (وبعد) فقد اطلعت
علی هذه الاجوبة الظاهرة والعقود
الفاخرة فوجدتها موافقة لما علیه
اهل السنة والدین مخالفة لمعتقد
المبتدعین المارقین جزی الله مؤلفه
کل خیر واکثر من امثاله - وایده
فی اقواله وافعاله - امین

الراجی نیل الربانی محمد ادیب

اللہ کے لیے حمد ہے ان نعمتوں پر جو اس نے
دیں اور ہم کو سکھایا جو ہم جانتے نہ تھے اور
درود وسلام اس ذات پر ضاد بولنے میں سب سے
زیادہ فصیح ہیں اور معاند ومنحرف کو اور اس کو
جو ان کی راہ رشد سے پھرا اظہار دلیل سب سے
زیادہ چپ کرانے والے ہیں یعنی سیدنا محمد جو
کھلا ہوا حق لے کر آئے اور اپنے دلائل قاطع
سے گمراہوں گمراہ کنندوں کے شبہات مٹائے
اور ان کی اولاد واصحاب پر جنھوں نے آپ
کا طریقہ مضبوط پکڑا اور آداب شریعت کے عامل بنے
بس ان کھلے جوابوں اور فخر کے لائق ہاروں پر مطلع
ہوا تو ان کو موافق پایا اس طریقے کے جس پر سنت
اور دین والے ہیں اور مخالف پایا بددین بدعتیوں
کے عقیدہ کے۔ اللہ صلہ دے اس کے مؤلف کو ہر
قسم کی بھلائی کا اور زیادہ کرے ان جیسے علما اور
ان کی تائید فرمائے ان کے اقوال وافعال میں آمین

الحورانی المدرس فی جامع السلطانة بحماة

امیدوار عطار ربانی محمد ادیب حورانی مدرس جامع مسجد سلطانہ حما. ملک شام

محل الخاتم | مہر

صورة ما کتبه صاحب الفضل الباهر والعلم الزاهر حضرة الشیخ عبد القادر لا زال ممدوحا من الاصاغر والاکابر۔

قد اطلعنا علی رسالة الفاضل الشیخ خلیل احمد المشتملة علی الاسئلة و الاجوبة بخصوص العقائد وشد الرحال لزیارة سید المرسلین فوجدناها موافقة لعقائد نا اهل السنة والجماعة خالیة عن الخلل ما علیها رد من جهة بذلك نشکر فضل الاستاد المذکور کتبه الفقیر الیه تعالی عبد القادر لبابیدی

ہم مطلع ہوئے صاحب فضل شیخ مولانا خلیل احمد کے اس رسالہ پر جو مشتمل ہے چند سوالات و جوابات اور خاص عقیدوں اور زیارت سرورِ عالم کے لیے سفر کرنے پر پس ہم نے ان کو پایا موافق عقائد اہل سنت والجماعت کے بالکل خالی خلل سے جس پر کسی طرح کسی قسم کا رد نہیں ہو سکتا۔ پس ہم استاد مذکور کی فضیلت کے شکرگزار ہیں۔ لکھا فقیر عبد القادر نے۔

صورة ما کتبه العلامة الوحید الدر الفرید حضرة الشیخ محمّد سعید من الله علیه باحسانه المدید وکرمه المجید۔

بسم الله الرّحمٰن الرّحیم

الحمد لله نحمده و نستعینه و نشهد به و نستغفره و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له۔ واشهد ان سیدنا محمّدا عبده

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کو ہم اس کی حمد کرتے اور اس سے مدد چاہتے اور اس کا دل سے اقرار کرتے اور اس سے استغفار کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ کیتا لاشریک

و رسوله ارسله الله رحمة للعلمين
بشيرا و نذيرا و سراجا منيرا صلى
الله عليه و على آله و اصحابه نجوم
الاهتداء و ائمة الاقتداء و سلم
تسليما كثيرا. اما بعد فقد اطلعت
على هذه الاجوبة الجليلة التي كتبها
العالم الفاضل الشيخ خليل احمد
فرأيتها مطابقة لما عليه السواد
الاعظم من علماء المسلمين و
ائمة الدين من الاعتقاد الحق و
القول الصدق و هي جديرة بان
تنشر بين المسلمين و تعلم لسائر
المومنين فجزى الله مولفها الخير و
وقاه الاذى و الضير و ها انا قد
اجريت قلمي بالتصديق عليها و لا
حول و لا قوة الا بالله العظيم

١٠ ربيع الثاني ١٣٢٩ھ

كتبه الفقير اليه تعالى محمد سعيد

طبع الخاتم

اور گواہی دیتے ہیں کہ سیدنا محمد اس کے
بندہ اور رسول ہیں جن کو اللہ نے بھیجا جہان
بھر کے لیے رحمت بنا کر مژدہ سنانے والا
ڈرانے والا روشن چراغ اللہ کی رحمت ہو ان
پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو ہدایت کے
تارے اور اقتداء کے امام ہیں اور سلام ہو
بکثرت۔ میں مطلع ہوا ان بزرگ جوابات پر جن
کو لکھا ہے عالم فاضل شیخ خلیل احمد نے پس
میں نے ان کو پایا مطابق اس اعتقاد برحق
اور سچے قول کے جس پر علماء مسلمین و پیشوایان
دین کا گروہ اعظم ہے اور یہ جوابات اس لائق
ہیں کہ ان کو پھیلا دیا جائے تمام مسلمانوں میں
اور سکھا دیا جائے سارے مومنین کو پس اللہ
اس کے مولف کو جزائے خیر دے اور محفوظ
رکھے تکلیف و ضرر سے اور لو میں نے اس
کی تصدیق پر قلم چلا دیا۔

محمد سعید

١٠ ربیع الثانی ١٣٢٩ھ

مُہر

صورة ما كتبه الفصيح الثناء والناظم المدرار حضرة الشيخ محمد سعيد لطفي حنفي غفره الله بفضله العلي۔

احمد الله على آلائه واصلي
واسلم على خاتم انبيائه وعلى آله
واصحابه الذين فازوا بنصرته و
ولائه اما بعد فقد اطلعت على هذه
الاجوبة الفاضلة فوجدتها مطابقة
للحق خالية من كل شبهة باطلة
كيف لا وطرز بردها شمس سماء
البلاد الهندية ودرتاج علماء تلك
البقعة البهية فقد احرز قصبات
السبق في مضمار العلم والقيت اليه
مقاليد الذكاء والفهم عيد اعيان
هذا الزمان وانسان عين الانسان
مقتدى اهل الفضل والصلاح و
وسيلة النجاة والنجاح حضرة
الحافظ الحاج المولوي خليل احمد
دام بعناية الملك الصمد ولا زالت
اشعة شموسه مشرقة مضيئة و
انوار بدوره في افق السماء العلم
بازغة منيرة آمين يارب العلمين

میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اس کے احسانات پر
اور درود بھیجتا ہوں خاتم الانبیاء پر اور ان کی
اولاد واصحاب پر جو آپ کی مدد اور محبت
سے مالامال ہوئے۔ امابعد میں مطلع ہوا ان
فضیلت والے جوابوں پر۔ پس ان کو پایا حق
کے مطابق اور ہر باطل شبہ سے خالی۔ کیوں نہ
ہو جب کہ اس کے مولف آسمان ہند کے
آفتاب اور اس جانب کے علماء کے سرتاج
کہ جنھوں نے علم کے میدان میں مراتب سبقت
فضل کو لیا اور ذکاء وفہم کی کنجیاں ان کے
قبضہ میں آئیں۔ بزرگان زمانہ کی وعید اور ہر
انسان کی آنکھ کی پتلی اہل فضل وجلالت کے
پیشوا، اور نجات وکامیابی کے وسیلہ حضرت
حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب ہیں
بے نیاز شاہنشاہ کی عنایت سے دائم قائم
رہیں اور ان کے آفتاب کی شعاعیں روشن
اور چمکتی رہیں اور ان کے ماہتاب کے انوار
آسمان علم کے افق پر تاباں درخشاں رہیں۔
آمین یارب العالمین!

سرحت طرفی فی میاديں السؤال مع الجواب
الفيت ما فيها حقيقا كله عين الصواب
لاعز و اذا ابداه ذو القدر العلی اللیث المهاب
من صیته قد طار في بين السهول والهضاب
وبحفظ احكام الشريعة جاء بالعجب العجاب
وهو الحسام الفصل فی اعناق اهل الارتياب
وهو الامام اللوذعي وقوله فصل الخطاب
دم بالرعاية يا خليل وانت محمود الجناب

ترجمہ: سوال و جواب کے میدانوں پر میں نے نظر ڈالی تو اس کا سب مضمون بالکل صواب اور حق پایا، ایسا ہونا کچھ تعجب نہیں کیونکہ اس کو بلند مرتبہ والے قابل ہیبت شیر نے ظاہر کیا ہے جس کا شہرہ نیک نامی زم و سخت غرض تمام زمین میں اڑ گیا اور شریعت کے احکام کی حفاظت میں عجیب مضمون بیان فرمایا اور وہ ایک فیصل کن تلوار ہیں اہل شک کی گردنوں میں۔ اور وہ پیشوائے ذکی ہیں اور ان کا قول گفتگو کا فیصلہ ہے۔ اے خلیل تم محمود بارگاہ ہو کر ہمیشہ بحفاظت قائم رہو۔

وانا العبد الفقير اسير التقصير — میں ہوں بندۂ فقیر:
الراجی لطف ربه الجلی والخفی — محمد سعید لطفی حنفی عفی عنہ
محمد سعید لطفی الحنفی عفا اللہ عنہ

(طبع الختام)

صورة ما كتبه الشيخ الاوحد ذو الفضل المجيد حضرة فارس بن محمد امده الله بمنه المخلد

الحمد لله حمد من اعترف بجنابه — تمام حمد اللہ کے لیے ہے اس کی حمد جو اس

الاقدس بجميع الكمالات وعرف
انه تعالیٰ وتنزه عن جميع مايقوله
المبتدعة واهل الضلالات و
اعتقد بان حجتهم داحضة و
ترهاتهم متناقضة والصلوٰة و
السلام علی سلطان دوائر الحضرات
الربانية وسيد سادات المرسلين
اولی المشاهد القدسية سيدنا و
مولانا محمد الذی هو محمد دولة
الموجودات واحمد كتائب الكائنات
وعلی اٰله اقمار سمٰوٰت المفاخر و
اصحابه نجوم المحافل والمحاضر
الی يوم الدين اما بعد فيقول العبد
الذی اذا غاب لا يذكر واذا حضر
لا يوقر خويدم السنة السنية والفقراء
الاحمدية فارس بن احمد الشفقة
الحموی مولدا ووطنا والشافعی مذهبا
والرفاعی طريقة والمدرس فی جامع
البحصة الكائن بمدينة حماه المحمية
احدی البلاد الشامية قد طالعت
الرسالة المباركة المشتملة علی ستة

کی بارگاہِ اقدس کے لیے تمام کمالات کا معترف
ہو اور جانتا ہو کہ وہ عالی اور منزہ ہے اور
تمام ان باتوں سے جو کہتے ہیں بدعتی اور اہل
ضلال اور معتقد ہو اس بات کا ۔ ان کی دلیل
ضعف ہے اور ان کی بکواس باہم معارض ہے
اور درود و سلام ربانی بارگاہوں کے دائروں
کے بادشاہ اور پاک مجالس والے بزرگ پیغمبراں
کے سردار سیدنا و مولانا محمد پر جو تمام عالم
کی حکومت کے ستودہ اور سارے جہان
کے مخلوقات کے ممدوح ہیں اور آپ کی
اولاد جو آسمان ہائے مفاخر کے ماہتاب ہیں
اور آپ کے صحابہ پر جو محافل و مجالس کے
تارے ہیں روز قیامت تک ۔ اما بعد کہتا ہے
بندہ جو غائب ہو تو نہ یاد آوے اور موجود
ہو تو عظمت نہ کی جائے روشن سنت اور محمدی
فقراء کا ادنیٰ خادم فارس ابن احمد شفقہ جس کی
جائے ولادت و وطن حماہ ہے اور مذہب شافعی
اور مشرب رفاعی اور ملک شام کے شہر حماہ کی
جامع مسجد بحصہ میں مدرس ہے ۔ میں اس
مبارک رسالہ پر مطلع ہوا جو چھبیس ۲۶ جوابوں پر
مشتمل ہے ۔ جو عالم کامل زیرک فاضل محقق

وعشرين جوابا التى اجاب بها العالم الكامل والجهبذ الفاضل المحقق المدقق والمقدام المفرد مولانا المولوى خليل احمد وعند ماتصفحت تلك العبارات الفائقة وتعلقت هاتيك المعانى الرائقة وجدتها للشريعة المطهرة موافقة ولما عليه معتقدنا ومعتقد اشياخنا من السلف والخلف مطابقة فجزاه الله تعالى خيرا وحشرنا واياه تحت لواء سيد المرسلين والحمد لله رب العلمين۔

قاله بفمه وكتبه بقلمه الفقير لربه المعترف بذنبه فارس بن احمد الشفقة الحموى۔

مدقق پیشوائے یگانہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے دیے ہیں اور جب میں نے ان عمدہ عبارتوں اور خوشگوار مضامین کو غور سے دیکھا تو ان کو شریعت مطہرہ کے مطابق اور اپنے اگلے پچھلے مشائخ کے عقیدے کے موافق پایا۔ پس اللہ ان کو جزائے خیر دے اور ہم کو اور ان کو سیّد المرسلینؐ کے زیر لواء محشور فرمائے والحمد للہ رب العلمین۔

کہا اپنے دہن سے اور لکھا قلم سے فقیر فارس بن شقفہ احمد حموی نے۔

طبع الخاتم

صورة ما كتبه البحر الجواد قدوة الزهاد والعباد حضرة الشيخ مصطفى الحداد سقاه الله بالرحيق يوم التناد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الواحد الذى عدمت له النظائر والاشباه۔ الصمد الذى

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ کو جو یکتا ہے کہ اس کی کوئی نظیر اور شبیہ نہیں بے نیاز ہے کہ اس

اقرت بربوبيته الضمائر والافواه
الجليل الذى سجدت لهيبته
الاذقان والجباه القادر الذى
جرت خاضعة لقدرته الرياح و
الامواه المقتدر الذى اطاع امره
الفلك الاعلى وما علاه الاحد الذى
نطقت حكمته بوحدانيته فيما
ابتدعه وسواه واشهد ان لا اله
الا الله وحده لا شريك له شهادة
يرغم بها الجاحد المنافق ويعظم
بها الرب القدوس الخالق واشهد
ان سيّدنا ونبيّنا ومولانا وحبيبنا
وقرة عيوننا ابا القاسم محمدا
عبده ورسوله المبعوث باعمد
الطريق وحبيبه وامينه المكاشف
بغيوب الحقائق صلى الله عليه و
على اله وصحبه وسلم ما لاح و
ميض بارق وبعد فقد وقفت فى
هذه الاوانة على رسالة تتضمّن
ستة وعشرين سوالا نمق لجوبتها
العالم الفاضل الشيخ خليل احمد

کے رب ہونے کا اقرار دل اور منہ سے کرتے
ہیں باعظمت ہے کہ اس کی ہیبت سے ٹھوڑی
اور ماتھے جھکے ہوئے ہیں باقدرت ہے کہ
اس کی طاقت سے ہوائیں اور پانی مسخر ہیں
زور آور ہے کہ فلک اعلیٰ اور اس سے بالا
بھی اس کے حکم کے مطیع ہیں یگانہ ہے کہ جو
کچھ ایجاد فرمایا ہے اس کی حکمت اس کی
وحدانیت بتارہی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں
کہ معبود نہیں بجز اللہ یگانہ لاشریک کے جس
کو منافق نہیں مانتا اور جس سے پاک پروردگار
پیدا کرنے والے کی عظمت ظاہر ہو اور گواہی
دیتا ہوں کہ سیدنا و مولانا ہمارے محبوب
اور آنکھوں کی ٹھنڈک ابو القاسم محمد اس کے
بندہ اور رسول ہیں جو سب سے عمدہ اور پیارا طریقہ
دے کر بھیجے گئے اور امین ہیں کہ مخفی حقیقتیں
ظاہر فرماتے ہیں اللہ ان پر اور ان کی اولاد
و اصحاب پر رحمت نازل فرمائے جب تک
ان کی چمک ظاہر ہے۔ اما بعد دریں ولا میں
اس رسالہ سے آگاہ ہوا جو ان چھبیس سوالات
کو شامل ہے جن کے جوابات عالم فاضل شیخ
خلیل احمد صاحب نے دیے ہیں۔ اللہ ہم

وفقني الله و اياه و المسلمين لما به
في الدارين تسعد و في الملاء به
نحمد - فوجدته قد نهج في اجوبته
المذكورة المنهج الصحيح و وافق
بها الحق الصريح ورد بمنطوقها المين
وجلا بمفهومها الغين عن العين
والحمد لله الهادي الى سبيل
الصواب واليه المرجع والمآب و
صلى الله على سيدنا و مولانا محمد
عالي القدر العظيم الجاه وعلى آله
وصحبه ومن والاه -

كتبه العبد الضعيف الملتجي الى
مولاه خادم السنة السنية في مدينة
حماه الراجي من ربه في الدنيا
التوفيق للقيام على قدم السداد وفي
الآخرة كهيئة السوال والمراد به
الفقير اليه سبحانه المصطفى الحداد
عفي عنه -

کو اور ان کو اور تمام مسلمانوں کو ان اعمال
کی توفیق بخشے جن کی بدولت ہم دارین میں
صاحب نصیب ہوں اور عالم بالا میں ہماری
تعریف ہو۔ پس میں نے پایا کہ شیخ ممدوح
ان مذکورہ جوابات میں صحیح طریق پر ہیں اور
صریح حق کی موافقت کی اور اس کی عبارت
سے باطل کو رد کیا اور مضمون سے آنکھوں کی
ظلمت رفع کی اور سب تعریف اللہ کو جو
درست طریقہ کا راہ نما ہے اور اسی کی طرف
لوٹنا اور آخر جانا ہے اور رحمت فرمائے اللہ
سیدنا و مولانا محمدؐ پر جو عالی قدر اور عظیم الجاہ
ہیں اور ان کی اولاد و اصحاب اور ان کے
دوستوں پر۔

لکھا بندۂ ضعیف :
مصطفےٰ حداد حموی نے

طبع الخاتم

۲۷ رجب المرجب — کتبہٗ خاکپائے بزرگان دیوبند: نفیس الحسینی غفرلہٗ — ۱۳۸۲ھ

عقائد أهل السنّة والجماعة

—— یعنی ——

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند

مع

تصدیقاتِ جدیدہ

—— ترتیب ——

حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ، ساہیوال، ضلع سرگودہا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ الذی یحقّ الحق بکلماتہ و یبطل الباطل بسطواتہ نصر المؤمنین و قال کان حقا علینا نصر المؤمنین و قطع کید الخائنین فقطع دابر القوم الذین ظلموا۔ والحمد للّٰہ رب العٰلمین۔ والصلوۃ والسلام علی مفرق فرق الکفر والطغیان و مشتت جیوش بغاۃ القرین والشیطان۔ وعلی الہ وصحبہ اشداء علی الکفار و رحماء بینھم ترٰھم رکّعاً سجّداً یبتغون فضلاً من اللّٰہ و رضوانا۔ ماتعاقب الیزان و تضاد الکفر والایمان

بعد الحمد والصّلوٰۃ!

گزارش آنکہ عرصہ سے بعض احباب کا یہ اصرار اور تقاضا تھا کہ اکابر علماء دیوبند کے جو عقائد، جو درحقیقت تمام اہل سنت والجماعت کے مسلم عقائد ہیں، ان کی متفرق کتب "المہند" وغیرہ میں مفصل اور مبسوط طریقہ پر لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اس وقت کے مناسب حال بعض اہم اور ضروری عقائد کا انتخاب کرکے ان کو مختصر طریقہ پر ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ کیونکہ اس زمانہ میں عقائدِ اکابر سے عوام تو گیا، اکثر نئے علماء اور طلبہ کرام بھی ناواقف ہوتے جا رہے ہیں اور اُن کے نزدیک "دیوبندیت" صرف بریلویت کی تردید اور اس کی نقیض کا ہی نام رہ گیا ہے۔ اس کے سوا اُن کو کچھ خبر نہیں کہ اکابر کا مسلک کیا تھا۔

اس وجہ سے یہ چند عقائد "المہند" وغیرہ کتب سے انتخاب کر کے جمع کر دیئے گئے ہیں اور چونکہ اس میں اختصار اور ناظرین کی سہولت مدّنظر ہے، اس لئے "المہند" میں سے ایسے عقائد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، جو مشکل اور دقیق تھے یا وہ زیادہ وضاحت طلب تھے، البتہ باقتضاء ضرورتِ وقت بعض ایسے عقائد کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے جو "المہند" کے علاوہ اکابر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں اور بعض عقائد کے دلائل کی طرف بھی حسب اقتضاء زمانہ حال مختصر طور پر اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اس مختصر مجموعہ کا نام "عقائد اہل السنة والجماعة" معروف بہ "عقائد علماء دیوبند" تجویز کیا گیا ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے اور روشن صداقت ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ کے علمی خاندان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور ۱۸۵۷ء کے بعد یہ دونوں حضرات ہندوپاک میں اس خاندان کے جائز طور پر علمی وارث قرار پائے اور بدعات کو مٹانے اور سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنے کی خدمت انہی کے مقدس ہاتھوں میں دی گئی جس کو دارالعلوم دیوبند نے بحمد اللہ پورا کیا اور بمصداق ومثل کلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها في السماء توتي اكلها كل حين باذن ربها۔ ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ روم وشام، عرب وعراق، کابل وقندھار، بخارا و خراسان، چین وتبت وغیرہ، دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کا فیض جاری اور عام ہے۔

اس قبول عام اور نفع عظیم نیز احیاء سنت اور امانت بدعت کو دیکھ کر بعض "بدعت پسند حضرات" سے رہا نہ گیا اور وہ "علماء دیوبند" کی مخالفت اور بدعت کی حمایت پر کمربستہ اور آمادہ ہو گئے اور انہی نے لوگوں کو علماءِ دیوبند سے متنفر کرنے اور اُن کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے غلط عقائد اور نظریات کا الزام ان پر لگانا شروع کر دیا۔

"بدعت پسند حضرات" کی اس کاروائی کی خبر جب بعض علماء مدینہ منورہ (زادہم اللہ شرفا) کو ہوئی تو انہوں نے چھبیس ۲۶ سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت میں لکھ کر بھیجے اور ان کے جوابات طلب کئے۔ چنانچہ فخر العلماء والمتکلمین، شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور قدس سرہٗ، نے ان سوالات کے جوابات عربی میں تحریر فرمائے اور ان کو اس وقت کے اکابر علماء دیوبند (جن میں خصوصیت سے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہیؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ قابل ذکر ہیں) کی تصدیقات سے مزین کرا کر علماء حرمین شریفین کی خدمت میں بھیج دیا، تو علماء حرمین شریفین نیز مصر و شام اور حلب و دمشق کے علماء کرام نے بھی ان جوابات کی تصحیح اور تصدیق فرمائی اور یہ لکھدیا کہ یہ عقائد صحیح ہیں۔

اسی مجموعہ سوالات و جوابات اور ان کی تصدیقات کا نام "المہند علی المفند" معروف "بہ التصدیقات لدفع التلبیسات" ہے۔ یہ مجموعہ ۱۳۲۵ھ میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس مجموعہ کے مندرجہ عقائد کی چونکہ صرف یہی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کسی فرد یا ایک شخص کی انفرادی رائے یا ذاتی عقیدہ ہے اور نہ ان عقائد کی خدانخواستہ یہ حیثیت ہے کہ ان کو غیر واقعی اور غیر تحقیقی سمجھتے ہوئے اہل بدعت کے جواب میں محض رفع الزام اور دفع الوقتی کے طور پر لکھدیا گیا ہو (جیسا کہ سنا گیا ہے کہ بعض لوگ ایسا کہہ دیتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اکابر کی دیانت مجروح ہو جاتی ہے اور ان پر سخت الزام آتا ہے کہ انہوں نے غلط اور خلاف حق سمجھتے ہوئے ان عقائد کا اظہار کر دیا۔ یہی تو اہل بدعت کا ان پر الزام ہے۔ اس لئے یہ کہنا اکابر کی کھلم کھلا توہین کرنا اور ان کو برملا کتمان حق کا مجرم ٹھہرانا ہے۔ اس سے بڑھ کر اکابر کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے) بلکہ ان عقائد کو علماء مدینہ منورہ کے سوالات کی روشنی میں اسوقت

کے اکابر دیوبند کے تحقیقی مسلک کے طور پر اور وہ بھی بحیثیت "جماعتی مسلک دیوبند" کے پیش کیا تھا۔ اس لئے یہ مجموعہ علماء دیوبند کے عقائد کے معلوم کرنے کے لئے ایک تحریری دستاویز اور متفقہ مسلکی وثیقہ ہے اور "مسلک دیوبند" کے دیکھنے اور جانچنے کے لئے بمنزلہ آئینہ اور کسوٹی کے ہے اور ساتھ ہی یہ ہر اس شخص کا جواب بھی ہے جو "علماء دیوبند" کی طرف کسی بھی عقیدہ کو غلط طور پر منسوب کرے۔

"المہنّد" کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ "علماء دیوبند" کے عقائد و اعمال قرآن وحدیث کے بالکل موافق ہیں اور ان کا سلوک و تصوّف عین سنت کے مطابق ہے اور یہ حضرات نہایت درجہ کے پکے حنفی اور اہلِ سنت والجماعت ہیں۔ ان کا کوئی عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہے۔

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں بعض وہ حضرات جن کو تلمذ اور شاگردی کا انتساب بھی علماء دیوبند کے ساتھ حاصل ہے اور اسی لئے وہ اپنے کو دیوبند کی طرف منسوب کرتے اور دیوبندی کہلاتے ہیں، لیکن اس کے باوجود عقائد دیوبند کی اس مسلکی دستاویز اور وثیقہ کے مندرجات سے ان کو نہ صرف اختلاف ہی ہے، بلکہ وہ "علماءِ دیوبند" کے ان "اجماعی عقائد" کے خلاف علی الاعلان تحریر و تقریر میں مصروف ہیں اور طرفہ تماشہ یہ کہ پھر بھی وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے پر اصرار کرتے ہیں۔

اس لئے اس رسالہ "عقائد علماءِ دیوبند" میں اکثر و بیشتر عقائد "المہنّد" سے بھی لئے گئے ہیں اور اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔ مگر اختصار کے سبب اس میں سے سوالات کو بالکل حذف کر دیا گیا ہے اور جوابات میں بھی انتخاب سے کام لیا گیا ہے اور اُن کو "عقیدہ" کے عنوان سے بیان کر دیا گیا ہے اور جو عقیدہ کسی کتاب سے لیا گیا ہے، اس کے ساتھ اس کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔

"عقائد علماءِ دیوبند" کے ملاحظہ سے جہاں یہ معلوم ہوگا کہ علماءِ دیوبند کے عقائد بالکل وہی ہیں جو تمام اہلِ سُنت والجماعت کے مسلمہ ہیں اور اہلِ سُنت کے خلاف

علماء دیوبند کے اپنے مخصوص عقائد کچھ نہیں ہیں، بلکہ اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کا ہی دوسرا نام "عقائد علماء دیوبند" ہے۔

اسی طرح یہ بھی واضح ہوگا کہ اصلی دیوبندیت کیا ہے اور اس زمانہ میں بعض مقررین جن عقائد کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور دیوبندیت کی جو تصویر اور اس کا جو نقشہ وہ عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں، جس سے روز بروز توحش اور تنفر بڑھتا جا رہا ہے اور کشیدگی زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ اس کو اصل دیوبندیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور یہ تصویر اور نقشہ حقیقتِ حال کے بالکل برعکس اور واقعہ کے قطعاً برخلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقائد حقہ اختیار کرنے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین!

وهو الموفق والمعين !

اب آگے "عقائد علماء دیوبند" لکھے جاتے ہیں۔ ان کو ملاحظہ فرمایا جائے۔

فقط۔!

سیّد عبدالشکور ترمذی گنتھلی عفی عنہ
مہتمم
مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودہا
۷، جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عقائد علماءِ دیوبند

عقیدہ : ۱

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے، بلکہ واجب کے قریب ہے، گو شدّ رحال اور بذلِ جان و مال (یعنی کجاوے کسنے اور جان و مال کے خرچ کرنے) سے نصیب ہو! (المہند صد ۱)

عقیدہ : ۲

اور سفر مدینہ منورہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے ۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی نیت کرے ۔ پھر وہاں حاضر ہو گا، تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ :

"جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اُسکو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اسکا شفیع بنوں"

عقیدہ : ۳

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے۔ (یعنی چھوئے ہوئے ہے) علی الاطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔ (المہند صـ۱۱ زبدۃ المناسک حضرت گنگوہیؒ)

عقیدہ : ۴

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام اور صلحاؒ و اولیاء، شہداؒ و صدیقین کا توسّل جائز ہے۔ اُن کی حیات میں بھی اور اُن کی وفات کے بعد بھی۔ اس طریقہ پر، کہ، کہے: یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعاء کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں، یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔

(المہند صـ۱۳، اور فتاویٰ رشیدیہ صـ۱۱۲)

عقیدہ : ۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔!

(فتاویٰ رشیدیہ صـ۱۱۲، فتح القدیر ج۱ صـ۳۳۸ اور طحطاوی علی المراقی صـ۴۰۰)

نیز حضرت گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں:-

"پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے" کہے

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَۃَ	اے اللہ کے رسول! میں آپ سے شفاعت
واتوسل بك الی اللہ فی ان	کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالےٰ

اموت مسلمًا علی ملتك وسنتك۔ | کے یہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں بحالت اسلام آپ کی ملّت اور سُنت پر مروں!"

(زبدۃ المناسک صہ۹)

عقیدہ : ٦

اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ خود بنفسِ نفیس سُنتے ہیں اور دُور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔

(طحطاوی علی المراقی صہ۴۴۸)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں :۔

"انبیاء علیہم السلام کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا ہے کہ اُن کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں۔"

(فتاویٰ رشیدیہ صہ۱۱۲)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرمایا کرتے تھے :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ لہٰذا پست آواز سے سلام کرنا چاہیئے۔ مسجد نبویؐ کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سُنتے ہیں۔"

(تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۶)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں :۔

"سلام سُننا نزدیک سے خود اور دُور سے بذریعہ ملائکہ (اور) سلام کا جواب دینا۔ یہ تو دائماً (ہمیشہ) ثابت ہیں۔"

(نشر الطیب صہ۲۹۷)

حضرت گنگوہیؒ کی عبارت بالا سے یہ بات بھی واضح ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے سماع عند القبر میں کسی کو اختلاف نہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لیہبطن عیسیٰ ابن مریم حکما واماما مقسطا ولیسلکن فجا حاجا او معتمرا ولیاتین قبری حتی یسلم علی ولاردن علیہ !
(الجامع الصغیر
وقال صحیح !

البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے۔ منصف اور امام عادل ہوں گے اور البتہ وہ فج (جگہ کا نام ہے) کے راستہ پر حج یا عمرہ کے لیے چلیں گے اور بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے یہاں تک کہ وہ مجھے سلام کہیں گے۔ اور میں اُن کے سلام کا ضرور جواب دوں گا۔

فائدہ : یہ روایت مسند احمد ج ۲ - ص ۲۹۰ اور مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۵ میں بھی ہے اور حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔ جب اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلام سُنیں گے اور اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔ کیونکہ سماعِ سلام کے بغیر جواب دینے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے تو اب عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سُننا اور اس کا جواب دینا کیوں ناممکن ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سماع سلام کو خصوصیت اور اعجاز پر اس لئے محمول نہیں کیا جاسکتا۔ کہ حدیث من صلی علی عند قبری سمعتہ الخ میں ہر اس شخص کے صلوٰۃ وسلام کو خود بنفسِ نفیس سُننے کی خبر آپ نے دی ہے جو آپ پر آپ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہو۔

اور اس حدیث کی سند کے بارہ میں شیخ ابن حجرؒ فتح الباری ج ۶ ص ۳۷۹ میں اور حافظ سخاوی القول البدیع ص ۱۱۶ میں اور علامہ علی قاری مرقات ج ۲ ص ۱۰ میں اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰ میں فرماتے ہیں کہ :-

"یہ سند جید ہے اور محدثین کرام کے نزدیک ایسی سند کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ خاص کر جبکہ اُمتِ مسلمہ کا اجماع

اور تعامل بھی اس کی تائید کر رہا ہے !"

عقیدہ : ۷

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے۔ تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ ابناء الاذکیا بحیوۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ :-

"علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے۔ جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے"

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے۔ اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل۔ جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام "آبِ حیات" ہے۔ (المہند صہ ۱۴)

"عبارت بالا میں " نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے " کے بعد یہ لکھنا کہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے"

صاف طور پر اس کی دلیل ہے کہ دنیوی حیات سے اکابر دیوبند سے مراد یہ ہے کہ یہ حیات اس دنیوی جسم مبارک میں ہے اور اس دنیوی حیات کے اثبات کا مطلب یہ ہے کہ قبر مبارک میں اسی دنیا والے جسدِ اطہر کے ساتھ آپ کی روح اقدس کا ایسا تعلق ہے کہ جس کی وجہ سے اس بدنِ اطہر میں حیات اور زندگی حاصل ہے اور یہ

صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے، لیکن اس سے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ عالم برزخ میں اس حیاتِ جسدی کے لئے دنیوی حیات کے جملہ لوازمات ثابت ہیں اور یہ کہ آپ کو کھانے پینے وغیرہ کی جس طرح دنیا میں حاجت ہوتی تھی۔ اس طرح قبرِ اطہر میں بھی ہوتی ہے، لیکن چونکہ دنیوی حیات کی طرح انبیا علیہم السلام کو اس قبر شریف والی حیات میں بھی ادراک اور علم اور شعور حاصل ہوتا ہے۔ اسلئے ان اہم امور کے حاصل ہونے کی وجہ سے اس حیات کو بھی دنیوی حیات کہدیا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ ! — حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقیؒ، علامہ سبکیؒ کے علاوہ امام ابویعلیؒ نے بھی روایت فرمایا ہے۔ ابویعلیؒ کی اس حدیث کی سند کے بارہ میں علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:-

رجال ابی یعلی ثقات ! — ابویعلی کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۸ صـ ۲۱۱)

علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں:-

وھو حدیث صحیح ! — یہ حدیث صحیح ہے!

(السراج المنیر ج ۲ صـ ۱۳۴)

علامہ ابن حجر نے فرمایا ہے:-

وصححه البیھقی ! — امام بیہقیؒ نے اسکو صحیح کہا ہے!

(فتح الباری ج ۶ صـ ۳۵۲)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: "صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم"

الانبیاء احیاء فی قبورھم —— حدیث صحیح ہے۔ (مرقات ج ۲ صـ ۲۱۲)

علّامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

ووافقه الحافظ فی المجلد السادس۔ (فیض الباری ج ۲ صـ ۶۴)
"امام بیہقی کی تصحیح پہ حافظ ابن حجرؒ نے اتفاق کیا ہے" اور اس حدیث کی مراد بیان فرمائے ہوئے، حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔ ولعل المراد بحدیث الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون انهم ابقوا علی هذه الحالة ولم تسلب عنهم (تحیۃ الاسلام صـ۳۶) الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون کی حدیث سے شاید یہ مراد ہو کہ وہ اسی (دُنیوی) حالت پر باقی رکھے گئے ہوں اور یہ حالت ان سے مسلوب نہیں کی گئی۔" نیز فرماتے ہیں:۔ یرید بقوله الانبیاء مجموع الاشخاص لا الأرواح فقط (تحیۃ الاسلام صـ ۳۶) الانبیاء احیاء سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ فقط ارواح یعنی انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس حدیث کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ کی تائید کرتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۹) نیز فرماتے ہیں:۔

ان النبی صلی الله علیه وسلم حی کما تقرر وانه صلی الله علیه وسلم یصلی فی قبره باذان واقامة۔ (فتح الملہم ج ۳ صـ ۴۱۹)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ اپنی قبر میں اذان و اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت علّامہ انور شاہ صاحبؒ بھی اسی طرح فرماتے ہیں:۔

ان کثیرا من الاعمال قد ثبتت فی القبور کالاذان والاقامة عند الدارمی وقراة القران عند الترمذی۔ (فیض الباری ج ۱ صـ ۱۸۳)	قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسے اذان و اقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرأت قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔

عقیدہ زیر بحث میں مسلک دیوبند تو المہند کی عبارت سے ہی پوری طرح عیاں ہے۔ اور سطور بالا میں اس مسلک کی دلیل کی طرف کسی قدر اجمالی طور پر اشارہ ہو گیا ہے۔ اب تائید کے لئے بعض اکابر دیوبند کی مزید تصریحات بھی اس عقیدہ پر پیش کی جاتی ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے ہیں:۔

"ارواح انبیاء کو بدن کے ساتھ علاقہ بدستور رہتا ہے، پر اطراف و جوانب سے سمٹ آتی ہے۔" (جمال قاسمی ص ۱۳)

اور فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں۔ جیسے ان کا مال قابل اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا، ایسے ہی آپ کا مال بھی محل توریث نہیں۔"

(آب حیات صـ۲)

نیز فرماتے ہیں:۔

"انبیاء کو ابدانِ دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے۔ پر حسب ہدایت کل نفس ذائقة الموت اور انك ميت وانهم ميتون تمام انبیاء کرام علیہم السلام خاص کر حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے۔"

(لطائفِ قاسمیہ صـ۴)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ فرماتے ہیں:

ولان النبيين صلوات الله عليهم اجمعين لما كانوا احياء فلا معنى لتوريث الاحياء منهم!	چونکہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب زندہ ہیں۔ اس لیے ان کی آگے وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(الکواکب الدری جلد ۱، صـ۳۴۳)

اور فرماتے ہیں:

"آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ نبی اللہ حی یرزق! اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ نے اپنے رسالہ "آب حیات" میں بمالامزید علیہ ثابت کیا ہے۔"

(ہدایۃ الشیعہ ص ۱۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے۔ کیونکہ جسدِ اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ حدیث میں بھی نص ہے۔ ان نبی اللہ حی فی قبرہ یرزق کہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق بھی پہنچتا ہے۔"

(الجبور ص ۱۴۹)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

"حضور کے لئے بعد وفات کے بھی حیات برزخی ثابت ہے اور وہ حیات شہداء کی حیات برزخی سے بھی بڑھکر ہے اور اتنی قوی ہے کہ حیاتِ ناسوتی کے قریب قریب ہے۔ چنانچہ بہت سے احکام ناسوت کے اس پر متفرع بھی ہیں۔ دیکھئے زندہ مرد کی بیوی سے نکاح جائز نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے بھی نکاح جائز نہیں اور زندہ کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ حضور کی بھی میراث تقسیم نہیں ہوتی اور حدیثوں میں صلوٰۃ وسلام کا سماع وارد ہوا ہے۔"

(الطہور ص ۴۹)

حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"وہ (وہابی) وفاتِ ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ حضرات (علمائے دیوبند) صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔"

(نقشِ حیات ج ۱ ص ۱۰۳)

مفتی پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم (کراچی) (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں:

"جمہور اُمت کا عقیدہ اس مسئلے میں یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیاتِ برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے، جو حیاتِ دُنیوی کے بالکل مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں۔"

آگے لکھتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دُنیوی کے ہے۔ جمہورِ اُمت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے۔"

(ماہنامہ الصدیق، ملتان، جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ)

مخدوم العلماء حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدفیوضہم تحریر فرماتے ہیں:

"احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند میں بالتفصیل مرقوم ہے، یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام

انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں۔ جو حضرات اس کے خلاف ہیں۔ وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں"

(الصدیق مذکور)

مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحب دامت فیوضہم تحریر فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں، آپ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے، آپ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں"

(الصدیق مذکور)

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

"تمام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و عبادات میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی، لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے"

(حیات نبوی ص ۲)

عقیدہ : ۸

اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیئے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔ جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ وقت کے خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے

رسالہ "زبدۃ المناسک" میں کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۱۵)

عقیدہ : ۹

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح جملہ انبیاء علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ[۱] ہیں۔ نماز[۲] پڑھتے ہیں۔ حس[۳] و علم[۴] سے موصوف ہیں اور آپ پر امت[۵] کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلوٰۃ و سلام پہنچائے جاتے ہیں۔

(طبقات الشافیہ ج ۴ ص ۲۸۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُمت اجابت کے اعمال کا فرشتوں کے ذریعہ اجمالی طور پر پیش کیا جانا مسند بزار کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

علامہ عثمانیؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں "اس کی سند عمدہ ہے"

(فتح الملہم ج ۱ ص ۴۱۳)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ براہین قاطعہ (جس کی تصدیق حرفاً حرفاً بغور ملاحظہ فرما کر حضرت گنگوہیؒ نے فرمائی ہے) میں فرماتے ہیں: "اور صلوٰۃ و سلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمالِ اُمت آپؐ پر پیش ہوتے ہیں" (براہین ص ۲۰۰)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:-

"مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلتِ حیات اور اکرام ملائکہ کے برزخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔ اعمالِ اُمت کا ملاحظہ فرمانا، نماز پڑھنا" الخ (نشر الطیب ص ۲۹۷)

اِن عبارات سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ صلوٰۃ و سلام کے علاوہ بھی برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعمالِ اُمت پیش ہوتے ہیں اور صلوٰۃ و سلام کے پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ کو اطلاع دیتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے اعمالِ اُمت کی بھی اطلاع دیتے ہیں۔ آج کل صلوٰۃ و سلام کے پہنچنے کی جو مراد بتلائی جا رہی ہے، کہ

صلوٰۃ وسلام کا ثواب آپ کو پہنچ جاتا ہے، ۔ اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔

عقیدہ : ۱۰

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقۃً نبی اور رسول ہیں۔ جس طرح وفات سے قبل ظاہری حیاتِ مبارکہ میں تھے۔

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے:۔

"اہلِ سُنت کے امام ابوالحسن اشعریؒ (المتوفی ۳۳۰ھ) کی طرف ان کے دشمنوں نے جو یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کے قائل نہیں ہیں، یہ ان پر خالص بہتان اور محض افتراء ہے۔ امام ابوالقاسم قشیریؒ (المتوفی ۴۶۵ھ) نے اس افترار کی سختی سے تردید کی ہے" (شامی ج ۳ ص ۳۲۷)

فائدہ: نبوت ورسالت کے لئے حس وعلم سے موصوف ہونا لازم ہے۔ اس لیے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ابدان مبارکہ میں وفات کے بعد بھی بہ تعلقِ روح ادراک وشعور ہوتا ہے۔ ورنہ جس بدن میں ادراک وشعور نہ ہو، اُس پر حقیقی اعتبار سے رسول اللہ کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ تو اس میں بعد وفات وصفِ نبوت سے انعزال لازم آتا ہے اس لیے کہ بغیر تعلق رُوح کے ابدان مدفونہ میں جو شعور مثل جمادات کے (معوذ باللہ) قبور کے اندر ایجاد کیا جارہا ہے۔ اس میں چونکہ احساس وعلم نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے وہ ابدان وصفِ نبوت ورسالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (والعیاذ باللہ)

عقیدہ : ۱۱

ہمارا اور ہمارے مشائخؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمدؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رُسل علیہم السلام کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے، جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین اور ایمان، اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہت سی تصانیف میں کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۲۰)

عقیدہ : ۱۲

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

"ولیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں"

اور یہی ثابت ہے، بکثرت حدیثوں سے جو معنیً حد تواتر تک پہنچ گئیں، اور نیز اجماعِ اُمت سے۔ سو حاشا! ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے۔ کیونکہ جو اُسکا منکر ہے، وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لئے کہ وہ منکر ہے۔ نص صریح قطعی کا۔

(المہند ص ۲۱)

عقیدہ : ۱۳

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ ------------!

"جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونیکا فتویٰ

دیا۔ قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع ہو چکا۔ بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے۔" (المہند ص ۴۴)

عقیدہ : ۱۴

جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے۔ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گذشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے۔ (المہند ص ۲۳)

عقیدہ : ۱۵

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جن کو ذات و صفات اور تشریعیات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی و رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر جزئی کی اطلاع و علم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہنے تو آپ کے علم (تشریعی) اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آ جائے۔ اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہد ہد کو آگاہی ہوئی۔ اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم (زیادہ عالم) ہونے میں نقصان نہیں آیا۔ چنانچہ ہد ہد کہتا ہے کہ :۔

"میں نے ایسی چیز دیکھی ہے۔ جس کی آپ کو اطلاع نہیں، اور شہر سباسے میں ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں" (المہند ص ۲۵)

عقیدہ : ۱۶

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ہے، وہ کافر ہے، چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتیرے علماء کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۲۷)

عقیدہ : ۱۷

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر و ثواب طاعت ہے، خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو، لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے۔ جس کے لفظ بھی حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول ہیں۔ گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، حق تعالےٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ (المہند)

عقیدہ : ۱۸

وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے۔ اُن کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلےٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو، جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتویٰ میں مسطور ہے۔

(المہند ص ۳۱)

عقیدہ ۱۹ :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) کی نیند میں صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں، دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ اسی لئے آپ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ (نشر الطیب ص ۲۲۷ اور ص ۱۹۴)

بخاری شریف میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان عینیّ تنامان ولا ینام قلبی۔ (بخاری ج ۱، ص ۱۵۴) "میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا" نیز بخاری شریف میں ہے۔ وکذلک الانبیاء تنام اعینہم ولا ینام قلوبہم (بخاری ج ۱ ص ۵۰۴) "اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں۔ اُن کے دل نہیں سوتے"

اور ایک سفر میں جو نیند کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز فجر فوت ہو گئی تھی تو اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ اگر نیند میں دل نہیں سوتا تھا تو آپؐ کو فجر کے طلوع کا علم کیوں نہیں ہوا۔ اس لئے کہ طلوع وغیرہ کا ادراک آنکھ سے متعلق ہے، دل سے اس کا تعلق نہیں اور چونکہ آنکھ پر نیند کا اثر ہوتا تھا۔ اس لئے طلوع فجر کا ادراک نہ ہو سکا۔ اس کے لئے نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ اور فتح الملہم ص ۲۴۱، اور امداد الفتوی ص پر ملاحظہ ہو۔

عقیدہ ۲۰ :

انبیاء علیہم السلام کا رؤیا (خواب) بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے:

رویا الانبیاء وحی۔ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔

(بخاری۔ ج ۱، ص ۲۵)

عقیدہ : ۲۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے، جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ (نشر الطیب ص ۲۲۸)

حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"(نماز میں) صفوں کو سیدھا کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔" (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۰)

عقیدہ : ۲۲

اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس وہویٰ کے اتباع کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو اور اس بحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں مشہور و شائع ہو چکی ہیں۔ (المہند ص ۱۷)

عقیدہ : ۲۳

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو، جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو۔ دنیا سے بے رغبت ہو، آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو۔ خوگر ہو نجات دہندہ اعمال کا اور علیحدہ ہو تباہ کن افعال سے۔ خود بھی کامل ہو، دوسروں کو بھی

کامل بنا سکتا ہو۔ ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنی نظر اس کی نظر میں متصور رکھے، اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فنا تام کے ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب کرے جو نعمت عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے، جس کو شرع میں احسان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے، اس کو بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

"آدمی اس کے ساتھ ہے۔ جس کے ساتھ اُسے محبت ہو۔ وہ ایسے لوگ ہیں۔ جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا"

اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

(المہند ص ۱۷)

عقیدہ : ۲۴

مشائخ (اور بزرگوں) کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے۔ مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے۔ نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

(المہند ص ۱۸)

عقیدہ : ۲۵

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہو گا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے۔ اس کے کسی کلام میں کذب (جھوٹ) کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کلام میں کذب کا وہم کرے۔ وہ کافر، ملحد و زندیق ہے کہ اس میں

ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ (المہند ص)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمّد سید الاولین والاخرین وعلی الہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین!

احقر العباد
سیّد عبد الشکور ترمذی
ابن مولانا مفتی سیّد عبد الکریم گمتھلیؒ
(سابق مفتی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون)
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودہا
(۶، جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ)

○

تصدیقات

اکابر علماء دیوبند دامت برکاتہم

۱ ——— "اصابوا بما اجابوا !"

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند
وارد حال، لاہور
۱۵، رجب ۱۳۸۸ھ / ۹، اکتوبر ۱۹۶۸ء

○

۲ ——— بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

رسالہ "عقائد علماء دیوبند" مصنفہ عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب کا کچھ ابتدائی حصہ احقر نے دیکھا۔ میں اگرچہ طبعاً اس کو پسند نہیں کرتا، کہ عقائد علمائے دیوبند کے عنوان سے کوئی کتاب لکھی جائے۔ جس سے ناواقفوں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اُن کے عقائد کچھ مخصوص ہیں۔ حالانکہ علماء دیوبند کے عقائد تمام اہل السنۃ والجماعت کے مسلمہ عقائد ہیں۔ اس لیے بے کم و کاست ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کتب عقائد اہل السنۃ والجماعت کو دیکھ لیجئے۔ جو عقائد ان تمام کتابوں میں صراحت کے ساتھ مذکور ہیں، علماء دیوبند اُنہیں عقائد کے زبردست حامل اور اُن کے خلاف کرنے والوں کی تردید میں پیش پیش ہیں۔

لیکن چونکہ ایک خاص طبقہ نے عقائد اہل السنت والجماعت کو صرف علماء دیوبند کی طرف منسوب کرکے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے اگر اسی نام سے اہل سُنت والجماعت کے عقائد کو پیش کیا جائے تو شکوک و شبہات میں پڑنے والوں کے

لئے نافع ہو گا۔

عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب نے اسی کا اہتمام کر کے الحمدللہ ایک عوامی ضرورت کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں اور رسالہ کو نافع و مفید بنائیں۔

واللّٰہ المستعان وعلیہ التکلان ——— !

۲۱ — $\frac{۸}{۸۸}$ ھ — بندہ محمد شفیع

دارالعلوم، کراچی ر۱۴

○

۳ ——— الحمد للّٰہ ذی العزۃ والعظمۃ والکبریاء۔ والصّلوٰۃ والسلام علی خیرتہ من خلقہ سیّدنا محمّد خاتم النبیّین سیّد الانبیاء وعلیٰ الہ واصحابہ البررۃ الاتقیاء وتابعیہم باحسان واتباعہم من العلماء والفقہاء والاولیاء وعلی المسلمین والمسلمات الاموات منہم والاحیاء وبعد :

فقد سرحت النظر فی ھٰذہ الرسالۃ خطفۃ فوجدتہا صحیحۃ نفسیا علقہ قد ذکر المؤلف فیہا عقائد علمائنا ومشائخنا اخذا من المہنّد وغیرہ من مؤلفات اکابرنا من علماءِ دیوبند جزی اللّٰہ خیرا مولفہ الکریم واولاہ اجرا جزیلا بفضلہ العمیم و

انا المفتقر الی رحمتہ ربہ الصمد
عبدہٗ ظفر احمد العثمانی التہانوی
غفر اللّٰہ لہٗ ولوالدیہ وماوٗلا ولمشائخہ
واصحابہ واحبابہٗ

۴ شعبان ۱۳۸۸ھ ——— ابد الابد!

○

۴ ——— رسالہ کو بغور پڑھا۔ جو کچھ حضرت مفتی (محمد شفیع) صاحب (کراچی) مدظلہ نے تحریر فرمایا، میں بھی تصدیق کرتا ہوں۔

محمد یوسف بنوری

۲۴، شعبان ۱۳۸۸ھ ——— عفا اللہ عنہ

○

۵ ——— "ای واللہ الاجوبۃ کلہا الحق والحق احق ان یتبع"

احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ

۲۵، جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ ——— مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان

○

۶ ——— مذکور سب مسائل حق ہیں!

جمیل احمد تھانوی مفتی

جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور

○

۷ ——— العقائد المسطورہ کلہا حقۃ اتفق علیہا مشائخنا واللہ اعلم!

محمود عفا اللہ عنہ

مفتی قاسم العلوم ملتان، ۲۵ ۶/۸۸ھ

○

۸ ——— حضرت مولانا سید عبد الشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودھا کا رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنۃ والجماعت بندہ نے دیکھا۔ فجزی اللہ المؤلف عنی وعن سائر المسلمین۔ نہایت عمدہ اور مسلک اسلاف کے عین مطابق ہے۔ اس کی مندرجات

سے ہمیں اتفاق ہے۔ فقط۔

نیاز مند

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہٗ

۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ مفتی خیر المدارس، ملتان

○

۹ —— بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس، ملتان! ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

○

۱۰ —— عبدالحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

○

۱۱ —— رسالہ کے جملہ مندرجات سے احقر کو کلی اتفاق ہے۔

محمد احمد تھانوی

مہتمم مدرسہ اشرفیہ، سکھر

○

۱۲ —— علمائے دیوبند کے عقائد وہی اہلِ سُنت والجماعت کے عقائد ہیں، سرمو فرق نہیں۔ مگر بعض حاسدین نے دیوبندیوں کے عقائد کے عنوان سے علمائے دیوبند کے خلاف موقع بے موقع غلط پراپیگنڈہ اپنا شعار بنا رکھا ہے۔

خدام دارالعلوم بھی عوام کو ان حاسدین کے دام فریب سے بچانے کی غرض سے اپنے مسلک کی توضیح کرتے رہے۔ یہ رسالہ اس سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے۔

مصنف کو اللہ تعالیٰ اپنے اس نیک عمل کی بہتر جزا دے۔

عبدالحق نافع عفی عنہ

○

۱۳ـــــــ بسم اللہ حامداً و مصلیاً۔ بندہ کا اس مولف سے تمام امور میں اتفاق ہے۔ جزی اللہ تعالیٰ عنا المؤلف خیر الجزاء۔

اللّٰھم تقبل منا و منہ انک انت السمیع العلیم۔

(مولانا) عبداللہ (بہلوی) عفی عنہ

مہتمم مدرسہ حبیب آباد اشرف العلوم (شجاع آباد)

○

۱۴ـــــــ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حَامِداً وَّمُصَلِّیاً! ۱۳۳۰ھ میں جب حضرت علامہ رشید رضا مصری دارالعلوم دیوبند میں تشریف لائے تو علماء و طلباء کے مجمع میں حضرت شیخ الہندؒ کے حکم سے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ نے ایک عربی زبان میں مبسوط تقریر فرمائی تھی۔ اس میں فرمایا تھا کہ:

"ہم نے عقائد میں تو امام تسلیم کیا ہے۔ حضرت مولانا نانوتویؒ کو، اور فروع میں امام تسلیم کیا ہے۔ حضرت حافظ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو اور دونوں سے ہم کو صاف اور مبیض علم ملا تو آپ معلوم ہوا کہ دیوبندیت منحصر ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے اتباع میں۔ اب ایک کے تو اتباع کا دعویٰ کرنا اور ایک میں نقائص نکالنا، یہ کوئی دیوبندیت نہیں۔"

چنانچہ آبِ حیات کی توثیق حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایۃ الشیعہ میں فرمائی ہے۔

اَب یہ رسالہ جوکہ حضرت مولانا قاری عبدالشکور صاحب ترمذی نے تصنیف فرمایا ہے۔ میں نے اس کو حرف بحرف سُنا اور اپنے اساتذہ اور مشائخ کے اصول کے حرف بحرف مطابق پایا۔ میرا بھی یہی اعتقاد پہلے ہی سے ہے۔ اللہ تعالےٰ مصنّف علّامہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اُن کی نجاتِ اُخروی کا ذریعہ بنائے۔ یہ رسالہ سُن کر بہت ہی پسند آیا کہ اس میں حد اعتدال سے نہیں بڑھے، اور افراط وتفریط سے بری رہے۔

فجزاھم اللہ خیر الجزاء۔ فصلّی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمّد المصطفیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہٗ واھل بیتہ اجمعین!

احقر محمّد عفا اللہ عنہ
لائل پوری۔ انوری۔ قادری
مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام، سنت پورہ،
لائل پور۔
۲۰، ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

---

۱۵ —— تصدیق از

حضرت مولانا شمس الحق صاحبؒ افغانی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

○

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ!

اما بعد! میں نے رسالہ ہٰذا کے مختلف حصص کو دیکھا، مندرجات رسالہ وہی مسائل ہیں، جن پر اہل السنۃ والجماعۃ متفق ہیں۔ جن میں علماء دیوبند بھی داخل

ہیں۔ بہر حال معنون جن مسائل کا مجموعہ ہیں۔ وہ سب صحیح اور صواب ہیں اور موافق مسلک اکابر دیوبند ہیں۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو جزاءِ خیر دیں کہ اس نے محنت کر کے حق کو مرتب کیا اور اہل السنت والجماعت اور ان کے خلاف گروہ میں حد فاصل قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت بخشیں۔

شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ جامعہ اسلامیہ بہاول پور
صدر شعبہ تفسیر ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

O

۱۶—— بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد!

حضرت مولانا مفتی عبد الشکور صاحب ترمذی مدظلہم کا رسالہ "عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" دیکھا۔ مولانا نے جو عقائد تحریر فرمائے ہیں۔ وہی میرا عقیدہ ہے جو ہم سب کے اکابر و اسلاف کا بھی چلا آرہا ہے۔

علماء دیوبند "اہلسنت والجماعت" کا ایک عظیم حصہ ہیں۔ ان کی طرف جن عقائد کی غلطی کی نسبت کی گئی تھی، مفتی صاحب موصوف نے "المہند" وغیرہ کی عبارات سے اس کا بہت بہتر انداز میں دفعیہ فرما دیا ہے۔ اکابر کی عبارات کے ساتھ دلائل جمع کر کے انھوں نے اُسے مزید مفید وقت بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جزاءِ خیر دے۔

سید حامد میاں، جامعہ مدنیہ، لاہور
۲۷، رجب، ۱۴۰۲ھ
۲۲، مئی، ۱۹۸۲ء

۱۷ —— [حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی دارالارشاد، کراچی۔]

اس کتاب میں مندرجہ عقائد صحیح ہیں۔ اہلِ سُنت والجماعۃ اور علماءِ دیوبند کے یہی عقائد ہیں۔

بندہ رشید احمد
دارالافتاوی والارشاد، ناظم آباد، کراچی
۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۱۸ —— [مولانا محمد فرید صاحب، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک]

اس رسالہ "عقائد علماءِ دیوبند" میں جتنے عقائد مسطور ہیں۔ وہ تمام کے تمام حق ہیں۔ قرآن وحدیث وفقہ حنفی سے موافق ہیں۔ اہل زیغ کی طرف سے علماء راسخین پر بدظن شدگان کے لئے اکسیر اور تریاق ہیں۔

محمد فرید عفی عنہ
خادم الافتاء والحدیث بدار العلوم الحقانیہ
الحقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

---

۱۹ —— [مولانا مفتی احمد سعید صاحب، سراج العلوم، سرگودھا۔]

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ! اما بعد!

برادرِ محترم حضرت مولانا سیّد عبدالشکور صاحب ترمذی نے ایک اہم اور نہایت ضروری کام کو پورا فرمایا۔ عقائد علماءِ دیوبند، جو درحقیقت عقائد اہلِ سنت والجماعۃ ہیں طبع کرانے اور فسادی عنصر کے منہ پر طمانچہ لگایا۔

هذا هو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال۔

احقر مفتی احمد سعید عفی عنہ،
جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودہا
۸۵-۱-۲۸

---

۲۰ ——— [حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ صاحب، دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الٰہ یار۔ سندھ۔]

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!
صدیق محترم ومکرم جناب مولانا المفتی الحافظ القاری سید عبد الشکور ترمذی دام مجدہم کے رسالہ عقائد علماءِ دیوبند کو بغور دیکھا۔ تمام مسائل صحیح وحق ہیں۔ مصنف موصوف نے وقت کے اہم تقاضے کو پورا اور حال میں پیدا ہونے والی تلبیس کا ازالہ فرما کر اُمت پر احسان فرمایا اور واقعی غیر واقعی دیوبندی میں امتیاز پیدا فرمایا۔
فجزاہ اللہ احسن الجزاء عنا وعن سائر المسلمین۔

محمد وجیہ غفرلہ، دارالعلوم الاسلامیہ
ٹنڈو الٰہ یار، ۲۵، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۲۱ ——— [حضرت مولانا علی محمد صاحب دارالعلوم، کبیر والہ]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
بعد الحمد والصلوٰۃ: رسالہ ہٰذا کا احقر نے مطالعہ کیا۔ بہت مفید پایا۔ اس میں عقائد حقہ صحیح ہیں۔ یہ عقائد بلا ریب ہمارے اور ہمارے مشائخ کے ہیں۔

نفع اللہ بہا ایانا وجمیع المسلمین و وفقنا باشاعتہا وجعلہا اللہ زاداً لمؤلفہا۔

احقر الانام علی محمد عفا اللہ عنہ،
خادم الحدیث، بدار العلوم، کبیر والا، ملتان

---

۲۲ — [حضرت مولانا مفتی عبد القادر صاحب، دار العلوم، کبیر والا]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً: بندہ نے حضرت مولانا مفتی سیّد عبد الشکور صاحب ترمذی مدظلہم کے رسالہ "خلاصہ عقائد علماءِ دیوبند" کا مطالعہ کیا یہ رسالہ ہدایت مقالہ بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے۔ اور عقائد صحیحہ پر مشتمل ہے۔ اور ان حضرات کے لئے دیدۂ بصیرت ہے، جو قافلہ دیوبند سے علیحدہ ہو کر شذوذ کی راہ اختیار کر رہے ہیں اور اس کے باوجود ان کو اس مقدس گروہ کے ساتھ انسلاک اور انتساب پر اصرار بھی ہے۔ تقبل اللہ ھٰذا الرسالۃ وجزی المولف عنا و عن المسلمین جزاء یلیق بشانہٖ۔

بندہ عبد القادر عفی عنہ
خادم حدیث و فقہ جامعہ دار العلوم عیدگاہ
کبیر والا، ملتان۔
۱۹، جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

---

۲۳ — حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری مدظلہ، جامعہ خیر المدارس۔
۲۴ — و — حضرت مولانا فیض احمد صاحب، جامعہ قاسم العلوم، ملتان

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم!

امابعد: کتاب خلاصہ عقائد علماء دیوبند میں مندرجہ عقائد بعینہٖ علماء اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ اس سے انحراف کرنے والا اہل سنت والجماعت کے گروہ سے خارج ہے۔

محمد شریف غفرلہٗ
۲۰/ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ
بندہ فیض احمد غفرلہٗ مہتمم
مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان
۲۶-۴-۱۴۰۵ھ

---

۲۵ — حضرت مولانا سیّد صادق حسین صاحب، فاضل دیوبند جھنگ صدر۔

عارف باللہ عالم باعمل حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہٗ کے رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنت والجماعۃ کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں وہ تمام عقائد بہتر انداز میں لائے گئے ہیں جو واقعی اہل سنت کے عقائد ہیں۔ احقر ان تمام مندرجہ عقائد میں اپنے اسلاف کی اتباع کرنا ہی عین نجات سمجھتا ہے۔

سیّد صادق حسین غفرلہٗ
مہتمم مدرسہ علوم الشرعیہ، جھنگ، صدر
۱۹-۵-۱۴۰۵ھ

---

۲۶ — [حضرت مولانا عبدالحی صاحب مدظلہٗ، شجاع آباد، ملتان۔]

العقائد التی کتب شیخی ومکرمی السید المولانا عبدالشکور الترمذی کلہا موافقۃ لعقائد اہل السنۃ والجماعۃ وحقۃ عندی۔

الفقیر عبدالحی غفرلہ الساکن
فی قریۃ، فاروق آباد۔
قریب من بلدۃ شجاع آباد، ملتان

---

۲۷ — [حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائپوری جامعہ رشیدیہ ساہیوال]

ما قال الاستاذ العلام (حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ)
فہو کاف لنا۔

عبداللہ رائے پوری غفرلہٗ
۲۵ جمادی الاولیٰ ۔ ۱۴۰۵ھ۔

---

۲۸ — [حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی]
صدر تنظیم اہل سنت والجماعۃ، ملتان۔

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہٗ کے رسالہ کو ابتدا سے اختتام تک بغور پڑھا جس میں مرقومہ عقائد اہل سنت علماءِ دیوبند کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں، بفضلہ تعالیٰ رسالہ ہٰذا اس پرفتن دور میں مسلک حقہ کی اشاعت اور عقائد باطلہ کے رد میں نہایت ہی مؤثر رہے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف

کو اس عظیم دینی خدمت پر جزائے کثیر عطا فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ علمی مذہبی خدمات کی توفیق بخشیں۔ آمین۔

دعاگو

محمد عبدالستار تونسوی عفی عنہٗ
صدر تنظیم اہلِ سنت، پاکستان
دفتر مرکزیہ، نواں شہر، ملتان
۱۹، جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ۔

---

۲۹ — [حضرت مولانا محمد شریف جالندھری، سابق مہتمم خیرالمدارس ملتان]

احقر محمد شریف جالندھری مدرس و
نائب مہتمم خیرالمدارس، ملتان۔

---

۳۰ — [حضرت مولانا نذیر احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ اسلامیہ فیصل آباد۔]

مندرجات رسالہ کی صحت میں قلب سلیم والے کے لئے شک کی گنجائش ہی کہاں ہے۔

ناچیز نذیر احمد غفرلہٗ

---

۳۱ — [حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، بنوری ٹاؤن، کراچی۔]

العقائد کلہا صحیحۃ۔ مسلمۃ عند اسلافنا۔

احقر محمد ادریس غفرلہٗ
مدرسہ عربیہ اسلامیہ، کراچی۔

---

۳۲ ——— [حضرت مولانا محمد علی جالندھری امیر مجلس مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔]

لا شک فیہ واللہ الحق۔

---

۳۳ ——— [حضرت مولانا محمد ایوب بنوری، مہتمم دار العلوم پشاور]

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔

محمد ایوب بنوری عفرلہٗ۔ مہتمم دار العلوم پشاور

---

۳۴ ——— [حضرت مولانا فضل غنی صاحب، بنوں۔]

فضل غنی عفی عنہٗ مدرس مدرسہ معراج العلوم بنوں۔

---

۳۵ ——— [حضرت مولانا فیض احمد صاحب، مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان]

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ یحمل ھذہ العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین۔

پاک وہند کے خطے میں اس مبارک حدیث کا اولین مصداق اس دور میں علماء دیوبند ہیں۔ جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ سے کتاب وسنت فقہ اسلامی اور دیگر علوم اسلامیہ کی ہمہ نوع دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ عربی۔ فارسی اردو متعدد زبانوں میں ان کی ہزاروں تصنیفات اور ہزاروں عربی و دینی مدارس متعدد اصلاحی تبلیغی سیاسی تنظیمیں و تحریکیں اور

فکری وعلمی مساعی اس کا بیّن شاہد ہیں کہ یہ اکابر دینِ اسلام کے کامیاب مخلص خادم اور فکر وعمل میں اسلاف اہلِ سنت و الجماعت کے صحیح ترجمان ہیں۔
مکرم ومعظم حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی دامت برکاتہم کا رسالہ 'عقائد علماءِ دیوبند' بھی اس سنہری سلسلہ کی ایک کڑی ہے مولانا موصوف نے بروقت حق اور اہلِ حق کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔
جزاهم الله عنا وعن سائر الاسلام۔ آمین۔

بندہ فیض احمد غفرلہٗ
مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان
۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

---

۳۶ — [حضرت مولانا ابوالزاہد سرفراز خان صاحب، صفدر شیخ الحدیث، نُصرت العلوم گوجرانوالہ۔]

مبسلا ومحمدلا ومصليا ومسلما۔ اما بعد:
جُوں جُوں قیامت قریب آئے گی۔ ہر صاحب رائے اپنی رائے پر ناز کریگا اور اعجاب کل ذی رائی برأیہ کا خوب مظاہرہ ہو گا۔ لیکن کامیابی صرف اسی میں ہے۔ لن يصلح آخر هذه الامة الابما صلح به اولها۔
ان مسائل میں سے ایک مسئلہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سماع صلوٰۃ وسلام عند القبور بھی ہیں۔ جس میں ۱۳۷۴ھ سے پہلے از مشرق تا غرب از شمال تا جنوب کسی فرقہ کے کسی عالم کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ اور امداد الفتاویٰ وغیرہ

وغیرہ سے بالکل عیاں ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ راقم اثیم نے اپنی مفصل کتاب تسکین الصدور میں اس پر مبسوط بحث کی ہے۔ جس کی تائید وتصدیق دورِ حاضر میں پاک وہند کے مسلم اکابر علماء دیوبند نے کی ہے اور یہی علماء دیوبند کا مسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور صاحب ترمذی دامت برکاتہم کو جنہوں نے المہند علی المفند کو عمدہ کتابت وطباعت سے آراستہ کر کے اور آخر میں موجودہ زمانہ کے علماء دیوبند کی تصدیقات ثبت فرما کر عوام الناس کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ فجزاھم اللہ عنہ وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

احقر ابو الزاہد محمد سرفراز خطیب جامع مسجد
گکھڑ وصدر مدرس، مدرسہ نصرت العلوم
گوجرانوالہ۔ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

---

۳۷ —— [حضرت مولانا قاضی عبد اللطیف صاحب۔ جہلمی۔]

حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور صاحب ترمذی مدت فیوضہم نے المہند کا خلاصہ آسان اُردو زبان میں لکھ کر بڑی خدمت سرانجام دی ہے اور ہند و پاک میں اہل سنت والجماعت کے عقیدہ و مسلک کے صحیح ترجمان اور جانشین علماء دیوبند کی کتاب المہند علی المفند۔ جس پر حرمین شریفین اور مصر و شام و عراق وغیرہ بلادِ اسلامیہ کے چاروں فقہ مفتیوں کی تصدیقات موجود ہیں اور جس

کی حیثیت ایک دستاویز کی ہے۔ اس کی اشاعت عمدہ طباعت کے ساتھ بھی کر دی گئی ہے۔
مفتی صاحب موصوف کا ہم سب پر احسان ہے۔
فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

فقط

خادم اہل سُنت عبداللطیف غفرلہٗ
۲۳، جمادی الاُخریٰ ۱۴۰۵ھ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقائدِ اہل السُّنۃ والجماعَۃ

مُصدقہ

اکابرین علماءِ دیوبند

حسب ارشاد

یادگارِ اسلاف حضرۃ سیّد عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یکے از متوسلین حضرت تھانویؒ وخلیفہٗ ارشد

محدث العصر حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانیؒ

و

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی

مرتبہ

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلھم

ناشر

ادارۂ اسلامیات. لاہور . کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد و الصلوٰۃ !اکابر اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کی متفقہ عقائدی اور مسلکی دستاویز کتاب ''المہند'' میں جو عقائد درج ہیں وہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے عین مطابق اور اہل سنت والجماعت کی کتب میں صدیوں سے موجود ہیں۔ہم ذیل میں افادہ عام کے لئے ''المہند'' اور اس کے ''خلاصہ'' سے اختصار کے ساتھ بعض عقائد درج کررہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔(آمین)

عقیدہ نمبر ۱: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کرنا بہت بڑا ثواب ہے۔ بلکہ واجب کے قریب ہے۔اگرچہ سفر کرنے اور جان مال خرچ کرنے سے نصیب ہو۔ (المہند۔ص:۱۰)

عقیدہ نمبر ۲: مدینہ منورہ کو سفر کے وقت زیارت آنحضرت ﷺ کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی کی اور دیگر مبارک جگہوں کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے جو علامہ ابن ہمامؒ نے فرمایا ہے کہ خالص قبر مبارک کی نیت کرے اس میں حضور اکرم ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی تائید آپؐ کے ارشاد سے ہورہی ہے کہ ''جو میری زیارت کو آیا اور میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں''۔ (المہند۔ص:۱۱)

عقیدہ نمبر ۳: زمین کا وہ حصہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو چھوئے ہوئے

ہے سب سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔ (المھند۔ص:۱۱)

عقیدہ نمبر ۴: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعا میں انبیاءؑ اور اولیاء اللہ کا وسیلہ جائز ہے ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی مثلاً یوں کہے کہ اے اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔ (المھند۔ص:۱۳)

عقیدہ نمبر ۵: آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔

عقیدہ نمبر ۶: اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ (طحطاوی۔ص:۴۴۸)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ ''انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں''۔ (فتاویٰ رشیدیہ۔ص:۱۱۲)

حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں'' سلام سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ اور سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً (ہمیشہ) ثابت ہیں (نشر الطیب) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ''البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے اور میں ان کے سلام کا ضرور جواب دوں گا''۔ (الجامع الصغیر وقال صحیح)

عقیدہ نمبر ۷: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاءؑ اور شہداء اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے جو سب آدمیوں کو حاصل ہے بلکہ روح مبارک کے تعلق سے جسدِ اطہر کو بھی حیات حاصل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

"حضرات انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں"۔

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ "الانبیاء احیا" سے حضرات انبیاءؑ کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ صرف ارواح یعنی انبیاءؑ اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

(تحیۃ الاسلام۔ص:۳۶)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ (سابق مفتی دار العلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں "خلاصہ یہ ہے کہ انبیاءؑ کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے۔ جمہور امت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے۔

(ماہنامہ الصدیق ۱۳۷۸ھ)

مفتی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ "آنحضرتؐ اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں' آپؐ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں"۔ (ماہنامہ الصدیق مذکور)

عقیدہ نمبر ۸: بہتر یہ ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہئے اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے ' اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔

عقیدہ نمبر ۹: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ اور اسی طرح تمام انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں' نماز پڑھتے ہیں آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اور صلوٰۃ وسلام پہنچایا جاتا ہے۔ (طبقات الشافیہ۔ص:۲۸۲'ج:۴)

صلوٰۃ وسلام پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ ﷺ کو اطلاع دیتے ہیں' آج کل صلوٰۃ وسلام کے پہونچنے کی جو یہ مراد بتلائی جارہی ہے کہ صلوٰۃ وسلام کا ثواب آپ ﷺ کو پہنچ جاتا ہے یہ اجماع امت کے خلاف ہے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۰: ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ (اسی طرح تمام انبیاءؑ) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقۃً نبی اور رسولؑ ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۱: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے قرب میں کوئی شخص آپؐ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپؐ تمام انبیاء اور رسلؑ کے سردار اور خاتم ہیں۔ (المہند۔ص:۲۰)

عقیدہ نمبر ۱۲: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار محمد رسول ﷺ خاتم النبین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور یہ ثابت ہے قرآن و حدیث اور اجماع امت سے جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۳: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ "جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰ مسیحؑ کے اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ (المہند۔ص:۴۴)

عقیدہ ۱۴: جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے کہ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو وہ ہمارے نزدیک دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ (المہند)

عقیدہ نمبر ۱۵: ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں، مخلوق میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے علمی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی اور رسول۔ اور بے شک آپ ﷺ کو اوّلین اور آخرین کا علم عطا ہوا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کو ہر وقت ہر چیز کا علم ہو کہ اگر کسی واقعہ کا آپ ﷺ کو علم نہ ہو اور آپ ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا اس سے آگاہ ہو تو آپ ﷺ کے ساری مخلوق سے افضل ہونے اور

وسعت علم میں نقص آ جائے۔

عقیدہ نمبر ۱۶: ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم آپ ﷺ سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔ (المہند۔ ص ۲۷)

عقیدہ نمبر ۱۷: ہمارے نزدیک حضور اکرم ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجبِ ثواب ہے خواہ کوئی بھی درود شریف ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود شریف ہے جس کے لفظ بھی آپؐ سے منقول ہیں۔ (المہند۔ ص:۲۹)

عقیدہ نمبر ۱۸: وہ تمام حالات جن کا حضور اکرم ﷺ سے ذرا سا بھی تعلق ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر ہو یا کسی اور حالت کا تذکرہ ہو۔ (المہند۔ ص:۳۱)

عقیدہ نمبر ۱۹: آنحضرت ﷺ (اور اسی طرح تمام انبیاءؑ) کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ نیند میں آپ ﷺ کی صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ (نشر الطیب) آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا"۔ (بخاری۔ ج:۱)

عقیدہ نمبر ۲۰: انبیاءؑ کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے "رؤیا الانبیاء وحی" کہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ (بخاری۔ ج:۱ ص:۲۵)

عقیدہ نمبر ۲۱: آنحضرت ﷺ نماز میں پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ "صفوں کو سیدھا کیا کرو' کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں"۔ (بخاری شریف۔ ج:۱ ص:۱۰۰)

عقیدہ نمبر ۲۲: اس زمانہ میں واجب ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے۔ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔

(المہند۔ ص:۱۷)

عقیدہ نمبر ۲۳: ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔ (المہند۔ص:۱۷)

عقیدہ نمبر ۲۴: مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے' نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔ (المہند۔ص:۱۸)

عقیدہ نمبر ۲۵: ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہو گا وہ یقیناً سچا اور واقع کے مطابق ہے اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم کرے وہ کافر' ملحد و زندیق ہے۔ اور اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ (المہند)

راقم الحروف! احقر سید عبدالقدوس ترمذی

جامعہ حقانیہ ساہیوال' سرگودھا

تصدیق وتوثیق

حضرت اقدس یادگار سلف حجۃ الخلف فقیہ العصر مولانا قاری الحاج مفتی سید **عبدالشکور** صاحب ترمذی مدظلہ العالی فاضل دارالعلوم دیوبند و رئیس جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا۔

بعد الحمد و الصلوٰۃ: نظرنا ھذا الخلاصۃ فوجدناھا صحیحۃ "بقۃ" موافقۃ لمذہب اہل السنۃ والجماعۃ اتفق علیہا علمائنا ومشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ فجزی اللہ تعالیٰ لمرتبہا الحسن الجزاء

کتبہ الاحقر السید عبدالشکور ترمذی الجامعۃ "الحقانیہ" ساہیوال من توابع سرجودھا۔

اسمائے گرامی

اکابرین دیو بند تصدیق کنند گان کتاب " المہنّد "

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندیؒ
مولانا میر احمد حسن امروہیؒ
مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحبؒ
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ
مولانا حکیم محمد حسن دیو بندیؒ
مولانا قدرت اللہ صاحب مراد آبادیؒ
مولانا حبیب الرحمن صاحب دیو بندی
مولانا غلام رسول دیو بندیؒ
مولانا محمد سہول صاحبؒ
مولانا عبدالصمد دیو بندیؒ
مولانا حکیم محمد اسحاقؒ دہلی
مولانا ریاض الدین صاحبؒ
مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ
مولانا ضیاء الحق صاحبؒ دہلی
مولانا محمد قاسم صاحبؒ دہلی
مولانا عاشق الٰہیؒ میرٹھی
مولانا سراج احمد صاحبؒ میرٹھ
مولانا محمد اسحاقؒ میرٹھ
مولانا حکیم محمد مصطفےٰؒ بجنوری
مولانا حکیم محمد مسعودؒ گنگوہی
مولانا محمد یحیٰؒ سہارن پوری
مولانا کفایت اللہؒ سہارن پوری
مولانا محمد احمد صاحب نانوتویؒ

علمأ دیو بند تصدیق کنند گان رسالہ عقائد علماء دیو بند

قاری محمد طیبؒ مہتمم دارالعلوم دیو بند
مولانا مفتی محمد شفیعؒ کراچی
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ
مولانا محمد یوسف بنوریؒ
مولانا خیر محمد جالندھریؒ
مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ
مولانا مفتی محمود صاحبؒ
مولانا مفتی عبداللہ صاحبؒ
مولانا مفتی عبدالستار صاحبؒ
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب
مولانا محمد احمد تھانویؒ
مولانا عبدالحق نافع صاحبؒ
مولانا عبداللہ صاحب بہلویؒ
مولانا محمد صاحب انوریؒ
مولانا شمس الحق افغانیؒ
مولانا سید حامد میاںؒ
مولانا مفتی رشید احمد مدظلہم
مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ
مولانا مفتی احمد سعید صاحبؒ
مولانا مفتی محمد وجیہہ صاحبؒ
شیخ الحدیث مولانا علی محمد صاحبؒ
مولانا مفتی عبدالقادر صاحبؒ
مولانا محمد شریف کشمیریؒ
مولانا سید صادق حسین بخاریؒ
مولانا عبدالحیٔ صاحب مدظلہم
مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ
مولانا محمد عبدالستار تونسوی مدظلہم
مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مولانا نذیر احمد صاحب
مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ
مولانا محمد علی جالندھریؒ
مولانا محمد ایوب بنوری مدظلہم
مولانا فضل غنی صاحبؒ
مولانا فیض احمد صاحب مدظلہم
مولانا محمد سرفراز صاحب صفدر مدظلہم
مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ
مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ
مولانا عبدالکریم صاحب مدظلہم
مولانا سلیم اللہ صاحب مدظلہم
مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم